McGill University Libraries
3 101 537 937 K

GRANDESCUNT AUCTA LABORE
McGill
University
Libraries
Islamic Studies Library

BFA7504
v.2

islm
BP172
M38
1915
v. 2

رجسٹرڈ

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ
إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ ۔ حج رکوع

تحقیق الاسلام

ابراهیم هو سمکم المسلمین

حصہ دوم

مسمّی بہ

اہل الاسلام

سنہ ۱۹۱۵ء

کتب خانہ انجمن ترقی اردو
KUTUB KHANA
Price Rs:- ۱۵/

مشن سٹیم پریس لودہیانہ ڈالی برادرس ہجرس کے طبع شد

دفعہ اول

اِظہارِ حق

ناظرین رسالہ ہذا کی خدمت میں اظہار کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہات کی وجہ سے رسالہ ہذا کے پروف پروفیسر محمد اسمٰعیل خان کے پاس پہنچے ہی نہیں مصنّف کو خود ہی پڑھنے پڑے اس لئے رسالہ ہذا کی سہو و خطا کے پروفیسر محمد اسمٰعیل خان ذمہ وار نہیں بلکہ خود مصنّف رسالہ ہٰذا فقط

غلام مسیح

ریویو تحقیق الاسلام حصہ دوم

چند اصحاب علم کی خدمت میں ہم نے چند کتابیں اہل الاسلام کی بھیجی تھیں جن کی بروقت رائیں ہمیں موصول ہوئیں وہ ناظرین کی تسلی کے لئے ذیل میں درج کی گئی ہیں باقی آرا حصہ سوم کے ساتھ آئینگی +

(۱) المسلم نے گو حصہ دوم کی طبعاً مخالفت کی تو بھی ذیل کے الفاظ میں ہماری ضرور ہمت افزائی کی ہے غازی محمود دھرم پال صاحب فرماتے ہیں +

اس نام کی کتاب جناب پادری غلام مسیح صاحب لدھیانہ نے میرے پاس ریویو کے لئے بھیجی ہے پادری صاحب نے اسلام کے متعلق "تحقیق الاسلام" کا جو سلسلہ جاری کر رکھا ہے یہ کتاب اسی سلسلہ کا دوسرا نمبر ہے میں نے اس کتاب کا نہایت غور سے مطالعہ کیا مصنّف کا دعویٰ ہے کہ مسیحیت ہی اصل اسلام ہے اور کہ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور انکے صحابہ مسیحی تھے اس دعوےٰ کو ثابت کرنیکے لئے مصنّف نے قرآن مجید کی آیتوں سے۔ تفسیروں سے شیعوں اور سنیوں کی آپس کی توتو میں میں سے خوب مدد لی ہے (۲) لغوی معنوں کے علاوہ مصنّف نے دین اسلام اور دین حنیف کو متضاد چیزیں ثابت کرنیکے لئے جو دوسرا ہتھیار استعمال کیا ہے وہ ملّا ازم ہے +

(۳) پادری صاحب نے دین اسلام اور دین حنیف میں خط ممیزہ کھینچنے کے لئے جو تیسرا ہتھیار اٹھایا وہ قرآن مجید کی وہ آیتیں ہیں جن میں ایسے منافقوں یا ریاکاروں کی قلعی کھولی گئی ہے جو بظاہر تو ایمان لانیکا دم بھرتے تھے مگر دراصل وہ منافق تھے۔ (۴) پادری صاحب نے دین حنیف اور اسلام میں تضاد ثابت کرنیکے لئے جو چوتھا ہتھیار استعمال کیا ہے وہ اسلام میں مختلف فرقوں کا ہو جانا ہے۔ بہرکیف کتاب زیر ریویو لکھنے پر میں جناب پادری صاحب کی ہمت اور انکے حوصلہ کی داد دیتے

دیکھو صفحہ ۱۰۷

اِشتہار

تحقیق الاسلام کے شائقین کو بشارت دی جاتی ہے کہ اسکا حصہ سوم مسمّٰی بہ "الہ الاسلام" بھی اشاعت کے لئے تیار ہے اس میں قرآن شریف کی سندات سے اہل قرآن اور مسیحیوں کے توحید باری کی بابت قضئے نپٹائے گئے ہیں۔ جو صاحبان تحقیق الاسلام کے اہم کام میں ہماری امداد کیا چاہتے ہیں وہ حصہ سوم کی خریداری کی درخواستیں ذیل کے پتے پر روانہ فرمائیں۔ چارسو درخواست آنے پر کتاب کی اشاعت انشاء اللہ تعالیٰ شروع کر دی جائیگی۔

پادری غلام مسیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحقیق الاسلام حصہ اوّل پر ایک ریویو

تحقیق الاسلام حصہ اوّل پر کئی صاحبان نے ریویو لکھے جن میں سے زیادہ تر مسیحی تھے جنہوں نے اپنی قیمتی آراء سے مصنف کی ہمّت افزائی کی مگر ہم بخوف طوالت انکو نقل نہیں کرتے صرف ایک مولوی صاحب کی رائے کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں +

ایڈیٹر "وطن" جلد ۳۲ نمبر ۲۹ مطبوعہ ۲۵ جولائی ۱۹۱۳ء لاہور میں لکھتا ہے +

تحقیق الاسلام۔ پادری غلام مسیح صاحب واعظ انجیل مقدس نے اس کتاب میں اپنی تحقیق و دلائل آفرینی سے یہ ثابت کرنیکی کوشش فرمائی ہے کہ اسلام دین واحد ہے اور یہودیت عیسائیت محمدیت یہ سب ظاہری اعتبارات ہیں۔ اسلئے متبعان ادیان سماویہ یا ملت اسلام میں نفاق و جدال نہ ہونا چاہئے" بات تو معقول قابل ماننے کے ہے۔ مگر اسکو کیا کریں کہ پادری صاحب نے اپنے دلائل کا مرجع عیسویت کی برتری اور بہتری ہی پر رکھا ہے۔ اور جس احساس و جذبے نے اُن سے یہ کام لیا ہے بجنسہٖ دیگر مذاہب کے لوگ بھی اُسی جذبہ و احساس کی بنا پر اپنے دین کو افضل مانتے ہیں پس جھگڑا کہاں مٹا؟ الخ

"وطن" کے لائق ایڈیٹر نے تحقیق الاسلام کا منشا خوب سمجھا ہے ہم آپکی قیمتی رائے کو جو تحقیق الاسلام کے موافق ہے اور جو خلاف ہے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور خلاف رائے کی بابت اسقدر عرض کرنی ضروری سمجھتے ہیں کہ عیسویت کی برتری کو ہمنے اپنے دلائل کا مرجع نہیں بنایا بلکہ قرآن شریف بنایا ہے رسالہ ہذا میں خود ناظرین حقیقت سے آگاہ ہو جائینگے عیسویت و اسلام کے سوا جسقدر ادیان دنیا میں مروج ہیں گو انکے معتقد انکی فضیلتوں کے قایل ہیں مگر قرآن شریف نے انکی ضرور تردید و تکذیب فرمائی ہے کوئی مسلم انکے فضائل کا اعتقاد نہیں رکھ سکتا اہل اسلام ان سے جھگڑا نبٹانا نہیں چاہتے مگر آپس میں +

اسلئے ہمنے رسالہ ہذا میں ایسے وجوہات نقل کیے ہیں جنسے یہودی اور مسیحی اور محمدی صاحبان جو اسلام کے وارث ہیں قرآن شریف کی تعلیم کے موافق آپس کے جھگڑونکو عیسویت کی برتری و فضیلت کے عقیدہ کے ساتھ نبٹالیں اور غیر عیسویت و اسلام سے دستبرداری کریں کیونکہ اس سے ہر سہ اقوام میں نفاق و خصومت پیدا ہے جسکی عیسویت و اسلام کو ہرگز ضرورت نہیں۔ فقط

غلام مسیح

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ
سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِينَ ۔ حج ۔ ا رکوع

تحقیق الاسلام

حصّہ دوم

مُسمّٰی بہ

اہل الاسلام

اس میں اسلام بانسبت کا بیان آیا ہے ۔ اس بات کی تحقیق کی گئی ہے کہ مسیحیت کو چھوڑ کر دُنیا کی کس قوم کے ورثہ میں اسلام آیا ۔ جن کو اہل الاسلام ہونے کا دعویٰ ہے وہ ملّت حنیف کے پیرو ہیں درحقیقت اسلام پر نہیں ہیں اسلامی اُمّت صرف مسیحی اقوام کی امت ہے اگر مسیحی اقوام بھی اسلام پر نہوں تو دُنیا کے تختے پر دین اسلام کسی قوم کا مذہب نہیں ٹھہرتا

از تصنیف

پادری غلام مسیح

رسالہ اہل الاسلام کے مضامین کی فہرست

پہلی فصل۔ حضرت محمد کے کی مذہب کی تحقیق ہیں +
دوسری فصل۔ کفار عرب کے مذاہب کی تکذیب اور حضرت محمد کے
اختیاری مذہب کی تصدیق و تفصیل +
دفعہ ۱۔ حضرت ابراہیم کا اسلام و مسلمانی +
دفعہ ۲۔ حضرت اسحٰق و یعقوب اور مسلمانی +
دفعہ ۳۔ حضرت یعقوب اور مسلمانی +
دفعہ ۴۔ بنی یعقوب و مسلمانی +
دفعہ ۵۔ حضرت موسیٰ کا زمانہ اور بنی اسرائیل کی مسلمانی +
تیسری فصل۔ یہودی قوم کے حق میں قرآن کا آخری فیصلہ +
چوتھی فصل۔ مسیحیت و اسلام و مسلمانی +
دفعہ ۱۔ حواریان مسیح کا بیان +
دفعہ ۲۔ حواریان مسیح کے شاگردوں کا بیان +
دفعہ ۳۔ اصحاب کہف کا بیان +
دفعہ ۴۔ خندقوں کے مسیحیوں کا بیان +
دفعہ ۵۔ حضرت محمد کے زمانے کے مسیحیوں کا بیان +
پانچویں فصل۔ مدینہ میں عظیم مذہبی انقلاب +
چھٹی فصل۔ قوم المومنین کی تحقیق ہیں +
دفعہ ۱۔ حضرت محمد سے لوگ کیسے بیعت کرتے تھے؟ +
دفعہ ۲۔ مومنین کی کیفیت ہیں +

دفعہ ۳۔ مؤمنین پر حضرت محمد کا غم +
دفعہ ۴۔ مؤمنین کی قوم کی بابت قرآن کا آخری فیصلہ +
دفعہ ۵۔ مؤمنین قرآن کا انجام +
دفعہ ۶۔ قرآن ماننے والی قوم کی تلاش +
ساتویں فصل۔ حضرت کے اقوال کی روشنی میں قوم المؤمنین کا انجام +
آٹھویں فصل۔ قوم المؤمنین کے افراد کی زبانی امت صحابہ کا بیان +

پہلی فصل

حضرت محمد کے ملکی مذہب کی تحقیق میں

حصہ اول میں ہم نے صرف اس بات کو دکھایا تھا کہ قرآن عربی میں دو متضاد مذاہب اور اُن کے مسلمات کی کیفیت پائی جاتی ہی ایک مذہب کو دین اسلام اور دوسرے کو ملّت حنیف کہا گیا ہی دین اسلام مسیحیت سے علاقہ رکھتا ہی اور ملّت حنیف کا علاقہ کفار عرب سے ہی فصل ہذا میں ہم کفار عرب کی ملّت و مذہب جیسا کہ قرآن میں آیا ہی اور حضرت محمد کا اختیاری مذہب بیان کرتے ہیں اس سے آخر کار جو معمّا حصہ اوّل میں لاحل رہ گیا تھا بالکل حل کر دیا گیا ہی ⁂

ملّت حنیف کی خواہ کیسی ہی قرآن میں عزّت و حرمت آئی ہو پر اس میں کلام نہیں کہ آخر وہ کفار عرب کی ملّت تھی جسے حضرت محمد نے ترک کیا تھا اور ملّت حنیف کی جگہ دین اسلام قبول فرمایا تھا۔ اس وجہ سے لازمی نتیجہ اب یہ نکلنا چاہیے کہ کفار عرب اور حضرت محمد میں دین اسلام اور کفار عرب میں سخت تخالف پایا جائے۔ کفار عرب حضرت محمد کی تکذیب کریں حضرت محمد کفار عرب اور اُن کے دین اور مسلمات دین کی تکذیب فرمائیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں ہونا چاہیے کہ کفار عرب حضرت محمد کے اختیاری دین اور اُس کے مسلمات کی تکذیب و تردید فرماتے نظر آئیں اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی نتیجہ نکلے کہ کفار عرب حضرت محمد اور آپ کے تابعین کو اپنے دین پر لانے کی کوشش کریں اور اپنی ناکامی کی حالت میں حضرت محمد کو سخت ایذا دینے کی تدابیر نکالیں۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ بھی ہونا چاہیے کہ حضرت محمد اور آپ کے ہمراہی کفار عرب سے بالکلیہ اپنے تعلقات منقطع کر لیں اور خود ایک ایسی جماعت ہو جائیں جو کفار عرب کے حملوں کی روک تھام کرے یہ کل نتائج اسی وقت قایم ہو سکتے تھے جبکہ حضرت محمد کا مذہب

آبائی نہ ہو بلکہ ایک ایسا مذہب ہو جو کفار عرب کے مذاہب میں سے نہ ہووے بلکہ غیر عربی مذہب ہووے ہماری سمجھ میں مندرجہ صدر نتائج قرآن شریف سے ثابت ہو سکتے ہیں۔ اختصار کے ساتھ ہم سندات ثبوتیہ ذیل میں نقل کرتے ہیں ؞

حصہ اول صفحہ ۹۰-۹۱ تک ہم اُن سندات کو نقل کر چکے جو اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت محمد اور کفار عرب کسی وقت واحد مذہب کے پیرو تھے مگر حضرت محمد نے آبائی مذہب کو ترک کر کے ایک ایسے مذہب کی تقلید کی تھی جس سے آپ کو بڑی برکت حاصل ہوئی تھی وہ برکت کچھ اور نہ تھی مگر تلاوت کتاب۔ ہدایت اور سچے معبود کی پرستش وغیرہ کی تھی وہاں پر وہ سندات بھی منقول ہیں جو آپ کے آبائی مذہب کو ترک کرنے کی فعل کی راستی کو قائم کرتی ہیں پس کفار عرب اور حضرت محمد میں وجہ مخاصمت صرف مذہب کی تبدیلی کی تھی ؞

۱۔ اب ہم دکھاتے ہیں کہ کفار مکہ حضرت محمد اور قرآن اور تابعین قرآن کی سخت تحقیر کیا کرتے تھے اور یہ باہمی جدائی کی اکمل دلیل ہے۔ لکھا ہی +

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ط اور کفار نے کہا کہ تو بھیجا ہوا نبی ہی۔ رعد آخری آیت پھر یہ کہ۔ وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ لَوْمَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰۤئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ اور لوگ کہتے ہیں اے شخص کہ تجھ پر اُتری ہی نصیحت تو مقرر دیوانہ ہی کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتے اگر تو سچا ہے۔ حجر آیت ۶-۷ پھر لکھا ہی +

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ط اور جہاں تجھ کو کفار دیکھتے ہیں اُن کو اور کچھ کام نہیں مگر یہ کہ تجھے ٹھٹھے میں اُڑاتے ہیں۔ انبیاء ۴ رکوع۔ پھر یہ کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ یعنے شاید تو گھونٹ مارے اپنی جان اس پر کہ وہ یقین نہیں لاتے شعراء آیت ۲ پھر پڑھو +

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ط وَقَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ط اور جس وقت اُن پر ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ اور کچھ نہیں مگر یہ ایک مرد ہی جو چاہتا ہی کہ تم کو روک

دیوے ان سے جن کو پوجتے چلے آئے تمہارے باپ دادے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ تو اس نے جھوٹ باندھ لیا ہی۔ سبا ۵ رکوع پھر لکھا ہی

وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ط وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ط یعنے اور (کافر) کہتے ہیں کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لاوینگے جب تک تو ہمارے واسطے زمین پر چشمہ جاری نہ کر دیوے یا تیرے لئے ایک باغ کھجور کا نہ ہو جائے یا انگور کا باغ ہو جائے پھر تو اس کے درمیان نہریں چلا دیوے یا آسمان ہم پر نہ گرا دیوے جیسا کہ تو کہا کرتا ہی ٹکڑے ٹکڑے یا لے نہ آوے اللہ اور فرشتوں کو ضامن یا نہ ہو جائے تیرے لئے سنہرا گھر یا چڑھ نہ جاوے تو آسمان میں۔ اور ہم ہرگز ایمان نہ لاوینگے تیرے چڑھنے پر جب تک نہ اتار لاوے ہم پر ایک کتاب جسے ہم پڑھ سکیں بنی اسرائیل ۱۰ رکوع۔ حضرت محمد کی شان میں کہا کرتے تھے۔ کہ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ۔ قلم ۲ رکوع بَلْ هُوَ شَاعِرٌ۔ انبیاء ۱ رکوع۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتَرٍ نحل ۱۴ رکوع۔ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ص ۱ رکوع۔ رَجُلًا مَّسْحُوْرًا فرقان ۱ رکوع۔ اور کفار تو علانیہ پکارا کرتے تھے وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ اور جس وقت وے کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہ حق ہی تیرے پاس سے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا لا ہم پر دکھ کا عذاب۔ انفال ۴ رکوع۔

کفار عرب قرآن کی بابت صفائی سے کہا کرتے تھے کہ وہ پہلوں کی باطل حکایات کا مجموعہ ہی۔ جیسا کہ لکھا ہی۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَا اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ اور جس وقت ان پر ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا ہی۔ اگر چاہتے ہم تو البتہ اس کی مثل بھی کہہ لاتے۔ نہیں یہ اور کچھ مگر پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ قرآن کی بابت کفار مکہ کا اس سے بھی سخت تر انکار ہی جیسا کہ لکھا ہی۔ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ بَلِ الَّذِيْنَ

كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ۔ یعنے اور جس وقت اُن پر قرآن پڑھا جاتا ہی وہ سجدہ نہیں کرتے بلکہ کفار تو اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ انشقاق آخر ٭

کفار نہ صرف حضرت محمد اور قرآن کی تکذیب کرتے تھے بلکہ اس اللہ و الرحمٰن کی بھی توہین روا رکھتے تھے جس کی پرستش کی قرآن تعلیم دیتا تھا اس کا ذکر قرآن میں بہت آیا ہی ہر ایک ناظر دیکھکر ایسے مقام نکال سکتا ہی جو اس مضمون پر روشنی ڈالیں ٭

کفار حضرت محمد اور آپ کے معبود اور قرآن ہی کے منکر نہ تھے بلکہ اُن کتابوں کے بھی منکر تھے جو قرآن سے بیشتر نازل ہو چکی تھیں چنانچہ لکھا ہی وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ۔ یعنے کفار کہتے ہیں کہ ہم نہ تو قرآن پر اور نہ قرآن سے پہلے کی کتاب پر ایمان لائینگے سبا ۳ رکوع ٭

اس کے سوا کفار کو حضرت محمد کے تابعین سے بھی الفت نہ تھی ان کی بابت اُن کے فیصلے مندرجہ ذیل نمونہ کے ہوتے تھے۔ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ بقر ۲ رکوع ٭

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ اور کہا کفار نے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے تھے کہ اگر تم ہمارے مذہب کی پیروی کرو تو ہم تمہاری خطاؤں کو اُٹھا لینگے۔ عنکبوت ا رکوع۔ (اس آیت سے ظاہر ہی کہ حضرت محمد اور آپ کے تابعین ایسے مذہب کے معتقد تھے جس میں گناہ بردار اور گناہ برداری کی تعلیم پائی جاتی تھی) ٭

مندرجہ صدر سندات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح روشن ہے کہ حضرت محمد اور کفار عرب کے درمیان مذہبی اختلاف تھا۔ کفار کے نزدیک حضرت محمد غیر آبائی مذہب پر تھے وہ مذہب کفار کے نزدیک باطل سمجھا جاتا تھا چونکہ حضرت محمد غیر آبائی مذہب کی پیروی کرتے تھے اسو جہ سے کمبخت کفار آپ کو کذاب یقین کرتے تھے قرآن کو کذب و دروغ کا مجموعہ سمجھتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ حضرت محمد اور قرآن انکو قرآن سے پیشتر کی کتابوں کے مذہب پر لیجانا چاہتا ہی اس وجہ سے وہ قرآن اور قرآن کے تابعین کو کمینہ سمجھتے اور اُن کی بھی تکذیب کیا کرتے تھے جس سے یہ حقیقت روشن ہی کہ مکہ میں حضرت محمد اور کفار عرب کے مذاہب میں زمین و آسمان

کا اختلاف و بُعد تھا قرآنی مذہب اور کفّار عرب کا مذہب مکہ میں ہرگز واحد مذہب نہ تھا۔

کفار عرب کا صرف یہی مذہب نہ تھا کہ وہ حضرت محمد اور قرآن کی تکذیب کر چھوڑیں بلکہ وہ اس کے سوا ایسے عقائد و رسومات رکھتے تھے جن کی تائید و تصدیق کو اپنا فرض سمجھتے تھے ان کے اس مذہب کا ایک نام تھا جو کفار عرب کے تمام مذاہب کو جامع تھا پس اب کفار عرب کے مذہب کے نام اور حقیقت کی بھی تلاش کرنی چاہیے۔

۲۔ معلوم ہو کہ کفار عرب کے مذہب کی حقیقت جو قرآن نے کفار عرب کے مُنہہ سے بیان کروائی ہی وہ کچھ مندرجہ ذیل صورت کی تھی۔

قَالُوْٓا ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ کہتے ہیں کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو جلا اُٹھانا ہی وعدہ مل چکا ہی ہم کو اور ہمارے باپ دادوں کو بھی پہلے اس سے اور یہ کچھ اور نہیں مگر پہلوں کی کہانیاں۔ مومنون ۵ رکوع پھر آیا ہے۔ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَ اِذَا كُنَّا تُرَابًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ۔ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ نمل ۶ رکوع۔ پھر آیا ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا۔ اور جس وقت اُن کو منزل من اللہ کی تابعداری کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں بلکہ ہم نے اس کی تابعداری کی جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا ہے لقمٰن ۳ رکوع۔ پھر وہ کہا کرتے تھے۔ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ۔ اور کہتے ہیں کہ کیا ہم ایک شاعر دیوانے کے لئے اپنے معبودوں کو چھوڑ دینگے؟ والصّٰفّٰت ۲ رکوع۔ پھر یہ کہ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ تحقیق ہم نے اپنے آباء کو ایک اُمت پر پایا اور ہم ہدایت یافتہ ہیں۔ زخرف ۲ رکوع۔

پھر لکھا ہی وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ اور ضد کرتے تھے اس بڑے گناہ پر اور تھے کہتے کیا جب

ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو پھر اُٹھاتے ہیں۔ واقعہ ۲ رکوع +

آیات مندرجہ صدر میں ایسے اقوال آئے ہیں جنسے کفار کے دین کی حقیقت و ماہیت اُنہیں کی زبانی بصورت تائید و تصدیق آئی ہے اُن کے اِن اقوال سے پایا جاتا ہے کہ کفار عرب نہ صرف قرآن اور حضرت محمد اور معتقدان قرآن اور قرآن کے مسلمہ دین و ایمان کی تردید تکذیب ہی کیا کرتے تھے بلکہ وہ اپنے آبائی مذہب کی تائید و تصدیق میں دیوانہ تھے وہ سمجھتے تھے کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں اور حضرت محمد گمراہ ہیں اور اُنہیں حنثِ العظیم پر سخت اصرار تھا اور کفار کا مذہب ہی حنثِ العظیم تھا +

ہم پیشتر ثابت کر چکے ہیں کہ لفظ حنث مترادف لفظ حنف کا ہے اِس وجہ سے اِن دونوں مادوں سے جو الفاظ مشتق ہوئے ہیں وہ سب کے سب مترادف ہیں جن کے معانی بھی واحد ہیں +

کفار عرب تحنث کیا کرتے تھے اور مراد اس سے تحنیف لیتے تھے آیت بالا میں کفار حنثِ العظیم کے مرتکب قرار پائے ہیں مگر حضرت ابراہیم حنث سے منع کئے گئے تھے جیسا کہ آیا ہے وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ۔ ص ۴ رکوع۔ اگر پیشتر ثابت ہو چکا ہے کہ قبل قرآن حضرت محمد غار حرّا میں تحنث یا تحنف کیا کرتے تھے پس ثابت ہوا کہ قبل قرآن حضرت محمد اور کفار عرب کا واحد مذہب تھا مگر حصول قرآن میں آپ کو آبائی مذہب ترک کرکے غیر آبائی مذہب اختیار کرنا پڑا اسی وجہ سے کفار عرب حضرت محمد اور آپکے اختیاری مذہب کے متعلقات کی تکذیب کرتے تھے +

پس حالات مندرجہ صدر اس بات کے ضرور شاہد ہیں کہ ایک وقت حضرت محمد ضرور کفار عرب کے مذہب پر تھے اس وقت حضرت محمد اور کفار میں کوئی مذہبی تخالف نہ تھا جیسے کفار تحنث کیا کرتے تھے ویسے ہی حضرت محمد کیا کرتے تھے مگر حضرت محمد اور کفار میں ضرور مذہبی جدائی ہو گئی اور یہ جدائی کہیں ہوئی اور اس جدائی کا صرف یہی باعث تھا کہ حضرت محمد نے حضرت خدیجہ سے نکاح کرکے مسیحیت یعنے اسلام کو قبول فرما لیا اور تحنث کو ترک کیا۔ جو مقامات اوپر

نقل ہوئے ہیں وہ کفار عرب کے مذہبی عقائد کو جامع ہیں ان میں حضرت محمد کی - قرآن کی سخت تخفیر آئی ہی اگر ایسے واضح مقامات کو پڑھ کر بھی ہم کفار عرب اور حضرت محمد و قرآن کے مذہب میں امتیاز نہ کرسکیں تو سوا افسوس کے کچھ کیا نہیں جا سکتا مگر بے امتیاز سے بے امتیاز بھی اوپر کے مذہبی امتیاز کو نظر انداز نہیں کرسکتا +

۳- قرآن شریف اور حضرت محمد کی بابت کفار عرب کے جو فیصلے تھے اور کفار عرب اپنے مسلمہ مذہب کی بابت جو عقائد رکھتے تھے اُن کو سنانے کے بعد اب قرآن اور حضرت محمد کے کفار عرب اور اُن کے مذہب کی بابت فیصلے بھی دیکھو جنسے حضرت محمد اور کفار کے درمیان بالکلیہ نفرت وجدائی قائم کی گئی تھی - صرف چند مقامات ثبوت میں پیش کرتے ہیں لکھا ہی +

اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ کِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ - کیا ہم نے اُن کو کوئی کتاب دی ہے اس سے پیشتر جس کے ساتھ وہ تمسک کرتے ہیں زخرف ۲ رکوع +

اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ - کیا تمہارے واسطے کوئی کتاب ہی جسے تم پڑھ سکتے ہیں قلم ۲ رکوع - پھر یہ کہ - اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ صافات ۵ رکوع - پھر لکھا ہی - وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ - اور نہیں دی ہم نے اُن کو کتاب جسے وہ پڑھتے ہوں اور نہیں بھیجا ہم نے اُن کی طرف کوئی ڈراوے پہلے تجھ سے سبا ۵ رکوع +

ان مقامات سے کفار عرب کی مذہبی سچائی کی قرآن نے عصمت بگاڑ دی +

۴- اس کے سوا حضرت محمد نے عرب کے تمام معبودوں کی پرستش کا علانیہ انکار کیا جیسا کہ لکھا ہے +

اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - یعنے تو کہہ مجھ کو منع ہوا ہے کہ ان کی عبادت کروں جن کی تم عبادت کرتے ہو سوا اللہ کے جب مجھ کو صاف نشانیاں میرے رب کی طرف پہنچ چکیں اور حکم ہو چکا کہ میں رب العالمین کا مسلمان ہو جاؤں - مومن ۷ رکوع پھر لکھا ہے +

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ ط قُلْ لَّآ أَتَّبِعُ أَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَّمَآ أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۔ انعام ۷ رکوع پھر اس حقیقت کا اظہار سورہ کافرون میں کیا گیا ہی جسے پڑھ کر ہر ایک دیکھہ سکتا ہے ۔ پھر لکھا ہی +

وَدُّوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً یعنے وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے کہ وہ کافر ہیں تاکہ تم اُن کے برابر ہو جاؤ ۔ نساء ۱۲ رکوع ۔ پھر آیا ہی +

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ ۔ اور کافر کہتے ہیں کہ نہ ہم قرآن کو اور نہ اُس چیز کو مانینگے جو اُن کے پاس موجود ہے سبا ۳ رکوع +

پھر آیا ہی فَادْعُوا اللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔ یعنے بس تو اللہ کو خالص دین کے لئے پکار اگرچہ کفار کو مکروہ ہی معلوم ہووے ۔ مومن ۴ رکوع +

۵ ۔ مزید براں مکّہ میں حضرت محمد اور آپ کے ہمراہیوں میں اور کفار مکّہ کے درمیان ہرگز باہمی مقاربت و مصالحت نہ تھی بلکہ قرآن سے ثابت ہی کہ حضرت محمد اور کفار میں بالکلیہ علیحدگی و جدائی پائی جاتی تھی جیسے کہ ذیل کے مقامات سے روشن ہی +

يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا اٰبَآءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَآءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيْمَانِ ط وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ یعنے اے ایمان لانے والو اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست مت پکڑو اگر وہ کفر کو عزیز رکھیں ایمان پر ۔ اور جو تم میں سے اُن کی رفاقت اختیار کریگا سو وہی ظالم ہوگا توبہ ۳ رکوع پھر لکھا ہی ۔

يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَآءَ ۔ اے ایمان لانے والو کفار کو اپنا دوست مت بناؤ ۔ نساء ۲۱ رکوع ۔ پھر لکھا ہی ۔ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا ۔ یعنے جو تمہارے دین کو ہنسی مخول بناتے ہیں اُن کو چھوڑ دے ۔ انعام ۸ رکوع

آیات مندرجہ صدر اور اسی قسم کی دوسری آیات اِس بات کا ثبوت ہیں کہ قرآن کے مذہب اسلام نے حضرت محمد اور کفار عرب کے درمیان نہایت سخت جدائی و علیحدگی پیدا کر دی تھی اس قسم کی دیگر چند آیات نساء ۱۲ رکوع ۔ قصص ۱۰ رکوع ۔ احزاب آیت پہلی ۔ عمران آیت ۲۷ ۔

انعام ۲ رکوع۔ مجادلہ ۳ رکوع میں اور مل سکتی ہیں۔ جن سے یہ امر ثابت ہی کہ جیسے کفار عرب نے حضرت محمد اور قرآن اور اسلام وغیرہ سے نفرت کمال دکھائی تھی۔ ویسے ہی قرآن نے کفار عرب اور اُن کے دین اور مسلمات دین سے نفرت کمال دکھائی اور آخر میں کفار عرب پر یہہ فتویٰ دیا کہ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا۔ یعنے عرب کفر و نفاق میں سخت ہیں توبہ

پس اوپر کے کل بیان سے ہم اس نتیجے تک پہنچ گئے کہ قرآن مانکر حضرت محمد اور آپ کے تابعین مکہ میں اور مدینہ میں کفار عرب سے ہرگز دینی مشارکت نہ رکھتے تھے اور نہ رکھ سکتے تھے۔ کفار مکہ نے اُن کو کعبہ سے بند کیا تھا اور یہہ کعبہ سے کوئی علاقہ نہ رکھتے تھے جیسا کہ لکھا ہی هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنے وہ وہی ہیں کفار جنہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکدیا۔ فتح ۳ رکوع +

۶۔ اوپر کی سندات سے یہہ حقیقت بخوبی روشن ہوگئی کہ حضرت محمد ایک ایسے مذہب کو مکہ میں مانتے تھے جو بالکلیہ کفار عرب کے مذاہب کا غیر تھا اور کفار عرب اس بات پر گواہ ہیں قرآن شریف شاہد ہی کہ کفار عرب ایسے مذہب کے پیرو تھے جس سے حضرت محمد کو نفرت کمال تھی اور حضرت محمد ایسے مذہب کے پیرو تھے جس سے جمیع کفار عرب کو بغض و عداوت تھی اب خواہ مخواہ یہہ سوال اُٹھتا ہی کہ حضرت محمد کا کیا دین و ایمان تھا جسے کفار حقارت و کراہیت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ قرآن اس پر کیا روشنی ڈالتا ہی؟

اِس بات کے جواب میں ایک بات تو یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہی اور وہ بات یہہ ہی کہ مکہ میں خواہ حضرت محمد کا اختیاری مذہب اور کچھہ ہی ہو مگر ملتِ حنیف کی پیروی و تقلید تو نہ تھی۔ کیونکہ اگر مکہ میں حضرت محمد ملت حنیف کے مسلمات کی عزت کرتے ہوتے تو کفار عرب حضرت محمد سے ایسے ناراض پائے نہ جاتے جیسے ناراض پائے گئے ہیں۔ کیونکہ ہم تحقیق سے کہتے ہیں کہ کفار عرب ملت حنیف پر تھے پس ہم ملت اصحاب میں ایسا اختلاف و عداوت محال ہے جو حضرت محمد اور کفار عرب میں دیکھا گیا +

حضرت محمد اور کفار عرب میں مذہبی اختلاف دیکھ کر اور قرآن عربی میں ملت حنیف کی عزت و

حرمت ملاحظہ کرکے ایک وجہ اختلاف کی نکل سکتی ہی کہ ممکن ہی کہ حضرت محمد اور آپ کے ہمراہی غیر مشرک حنفاء کہلاتے ہوں اور اُن کا غیر مشرک حنفاء ہونا مشرک حنفاء کے لیے جدائی کا باعث سمجھا گیا ہو۔ کیونکہ قرآن میں ایسے مقامات پائے جاتے ہیں جن سے ثابت ہو سکتا ہی کہ حضرت محمد کو غیر مشرک حنفاء کہلانے کا حق حاصل تھا۔ مثلاً لکھا ہی +

حُنَفَآءَ لِلّٰہِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِہٖ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ یعنے اللہ کے واسطے غیر مشرک حنفاء ہو جا اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کی پس وہ ایسا ہی جو گر پڑا آسمان سے۔ حج ۴ رکوع۔ پھر یہ کہ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا ط وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ کہہ بلکہ ہم نے غیر مشرک ابراہیم حنیف کی پیروی کی۔ بقر ۱۶ رکوع اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا ط وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ نحل ۱۶ رکوع۔ پس ایسے ایسے مقامات سے ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت محمد نے آبائی ملت حنیف کو ترک کرکے غیر مشرک حنفاء کہلانا پسند فرمایا ہو اور غیر مشرک حنفاء ہو کر آبائی ملت حنیف کی تمام مکروہات ترک کر دی ہیں اور اس سے وہ اختلاف واقع ہوا ہو جس کا ذکر ہوا ہی +

مگر واقعات یہ بات دکھا سکتے ہیں کہ حضرت محمد کا غیر مشرک حنفاء میں ہو جانا یا غیر مشرک ابراہیم حنیف کی ملت کو اختیار کر لینا دین اسلام اور کفار عرب کے ادیان کے درمیان کسی تیسرے دین و ملت کو قائم کرنا نہ تھا۔ غیر مشرک ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کرنا اہل کتاب کے دین اسلام کی پیروی کرنے کے معانی رکھتا تھا۔ کیونکہ اہل کتاب ہی غیر مشرک ابراہیم کی ملت کی پیروی کرتے چلے آتے تھے پس کفار عرب کے مقابل حضرت محمد کا غیر مشرک حنیف کہلانا ایسا ہی امر تھا جیسا کہ آجکل کوئی کہے کہ میں مسلمان مسیحی ہوں۔ اس قول کی کچھ توقیر مدعیان اسلام میں تو سمجھی جا سکتی ہی مگر مسیحیوں میں مسلمان کہلانے کے کچھ معانی نہیں ہو سکتے۔ ایسے ہی حضرت محمد مشرک حنفاء کے مقابل غیر مشرک حنیف کہلا کر اُن میں اور آپ میں ایک امتیاز قائم کر سکتے تھے مگر اسلام اور اہل اسلام میں آ کر غیر مشرک حنیف نہ کہلا سکتے تھے +

حاصل کلام یہ ہی کہ حضرت محمد اور آپ کے تابعین غیر مشرک حنفاء کہلا کر کفار عرب اور دین

اسلام کے درمیان کوئی تیسرا مذہب بنانا نہیں کرتے تھے اور نہ حنفیت کی عزت و حرمت کے معتقد تھے صرف غیر مشرک حنفاء ہو کر مشرک حنفاء کے مقابل اپنی توقیر کو قائم رکھتے تھے مگر اس سے لفظ حنفیت یا حنفاء کی کراہیت دور نہیں ہو سکتی +

۷۔ مکہ میں اگر حضرت محمد اور آپ کے ہمراہی صرف غیر مشرک حنفاء ہی ہوتے اور ملت حنیف کے دیگر عقائد و رسومات کو مانتے ہوتے اور کسی غیر عربی مذہب کے معتقد نہ ہوتے تو بھی کفار عرب اور حضرت محمد کے درمیان وہ فساد برپا نہ ہو سکتا جس کا ذکر کیا گیا ہی کیونکہ مشرک حنفاء میں ایسے بہت لوگ تھے مگر کفار عرب کو ان سے ایسا بغض نہ تھا جیسا کہ حضرت محمد سے ہوا۔ پس حضرت محمد کا غیر مشرک حنیف ہونا کفار عرب کے لئے کوئی ایسی مکروہ بات نہ تھی جس کی وجہ سے کفار عرب اور حضرت محمد میں وہ علیحدگی پیدا ہو جاتی جس کا ذکر ہوا ہی۔ مثلاً قرآن میں آیا ہی +

وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَنْ خَلَقَھُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ ط قُلْ لِمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھَا اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ قُلْ مَنْ یَرْزُقُکُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ یعنے اگر تو اُن سے پوچھیگا کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہینگے کہ اللہ نے اور اگر یہ پوچھیگا کہ خود ان کو کس نے پیدا کیا تو کہینگے اللہ نے۔ تو اُن سے کہہ کہ زمین اور اُس کے اندر کی چیزیں کس کی ملک ہیں اگر تمہیں علم ہی تو بتلاؤ تو کہینگے کہ اللہ کی۔ ان سے پوچھ کہ بھلا تمہیں آسمان اور زمین میں سے روزی کون دیتا ہی اور شنوائیوں بینائیوں کا مالک کون ہی اور مردہ سے زندہ اور زندہ سے مُردہ کون نکالتا ہی اور لوگوں کے کام کون سنوارتا ہی تو وہ اِن سب باتوں کا بھی جواب دینگے کہ "اللہ"۔ پس اس مقام سے پایا جاتا ہی کہ کفار یا مشرک حنفاء کے نزدیک کسی عرب کا غیر مشرک حنیف ہونا کوئی ایسا گناہ نہ تھا جس کی وجہ سے کفار عرب اس کی مخالفت پر ادھار کھا بیٹھیں کیونکہ ایسے لوگ مشرک حنفاء میں کثیر تھے۔۔ جو غیر مشرک

حنیف تھے مگر کفار عرب کو ان سے بغض نہ تھا ۔

۸ - مگر حضرت محمد غیر مشرک حنیف ہونے کے سوا اور کچھ بھی تھے وہ دین اسلام اور اُس کے مسلمات و مصدقات کے عاشق تھے اس دین اسلام کے ارکان میں خالص مسیحیت شامل تھی دیکھو حصہ اول صفحہ ۴۱-۵۶ اس پر ذیل کی باتوں کا اضافہ تھا ۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ یعنے نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہہ مشرق اور مغرب کے کعبوں کی طرف پھیرو بلکہ نیکی یہہ ہی کہ جو اللہ پر اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے الخ بقر آیت ۱۷۷ - پھر یہہ کہ ۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے کہہ کہ میرے رب نے تمام بدکاریوں کو حرام کیا ہی خواہ ظاہر ہوں خواہ باطن ہوں اور گناہ کو اور ناحق کی بغاوت کو اور اس بات کو اللہ کے ساتھہ ایسی شرک کرو جس کے ساتھہ کوئی دلیل نازل نہ ہوئی ہو اور اس بات کو کہ تم اللہ پر وہ بات کہو جس کا تم کو علم نہیں دیا گیا ۔ انعام پھر یہہ کہ

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۔ بقرہ ۴۰ رکوع - ایمان لایا رسول ساتھہ اس کے جو اترا طرف اس کی اس کے رب کی طرف سے اور کل ایمان لانے والے ایمان لائے ساتھہ اللہ کے اُس کے فرشتوں کو - اس کی کتابوں کے - اس کے رسولوں کے - نہیں فرق کرتے درمیان اس کے رسولوں کے کسی میں اور کہتے ہیں ہم نے سُنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہی اے رب ہمارے اور تجھی تک رجوع ہوئے - پھر لکھا ہی - ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا - یعنے یہہ بدلا ہی اُن کا دوزخ اس پر کہ منکر ہوئے اور

ٹھہرائیں میری باتیں اور رسول ٹھٹھا- کہف ۱۲ ر کوع +

آیات مذکورہ میں حضرت محمد کے دین و ایمان کے ارکان موجود ہیں- ان میں کفار عرب و مکہ کو حضرت محمد سے جدا کرنے والے اسباب موجود ہیں جن وجوہات سے کفار عرب و مکہ حضرت محمد اور اُس کے اختیاری دین و مذہب سے بیزار ہوتے تھے وہ کل وجوہات اجمالاً آیات مذکورہ میں موجود ہیں اور یہی وہ مذہب تھا جس کی تائید و تصدیق میں حضرت محمد کفار عرب اور اُن کے مذاہب اور عقائد و رسومات کی تردید و تکذیب فرمایا کرتے تھے- یہہ مذہب قرآن عربی کے احکام کی اطاعت تھی- یہہ قرآن عربی اور کچھ نہ تھا مگر بائبل کے معبود کی تعریف بائبل کی تائید و تصدیق کا مجموعہ- بائبل کے انبیار کی حکایات اور اُن کی صداقتوں کا مجموعہ بائبل کے دین و ایمان کی خوبی کا اظہار- بائبل کے مخالفین کی تحقیروں کا دندان شکن جواب اِن معانی کے دین و ایمان کو دیکھ کر- اور اپنے قبلوں کی- معبودوں کی- عقائد و رسومات کی اہانت دیکھ کر کفار عرب و مکہ حضرت محمد کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ حضرت محمد مسیحی ہوا جاتا ہے +

اگر ہمارے وقتوں میں کوئی ہندو اپنے ٹھاکروں- دیوی دیوتاؤں- اپنے مذہب- اور مندروں کی حقارت کرکے بائبل کے انبیا اور کتابوں اور خدا اور تابعین کی سچائی اور صداقت کے ڈنکے بجانے لگے تو جو خیال لوگ اس ہندو کے حق میں کر سکتے ویسا ہی حضرت محمد کے حق میں خیال ہو سکتا تھا کیونکہ حضرت محمد نے اس ہندو سے بہت زیادہ کیا تھا اس وجہ سے کفار عرب و مکہ حضرت محمد کو ایک مسیحی کے سوا کچھ اور سمجھ ہی نہ سکتے تھے کیونکہ آپ کے عقائد و مسلمات ایک سرگرم مسیحی کے عقائد و مسلمات تھے جو آجتک قرآن میں موجود ہیں +

قرآن شریف میں حضرت نوح- ابراہیم- اصحاق- یعقوب- بنی یعقوب- موسیٰ- داؤد- سلیمان- یسوع مسیح وغیرہ انبیار کے خدا کی جو بزرگ تعظیم کیفیت آئی ہو اُسے ہرگز حنفی اور یہودی اعتقاد کا آدمی بیان کر ہی نہ سکتا تھا +

پھر بائبل کے انبیار کی جو عزت و حرمت بیان کی گئی ہو اُسے کوئی غیر مسیحی بیان نہیں کر سکتا تھا +

پھر قرآن میں جو بائبل کی عزّت وحرمت آئی ہے اسے کوئی غیر مسیحی نہ مان سکتا تھا اور نہ اسکے ماننے کی ترغیب دے سکتا تھا +

اہل بائبل کی جو عزت وحرمت بیان کی گئی ہے مثلاً اُن کو بنی اسرائیل کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اُن کو اہل کتاب کہکر مخاطب بنایا گیا ہے۔ انکو اوتو الکتاب کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اُن کو اوتو العلم کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ ان کو اھل الذکر کہہ کر مخاطب بنایا گیا ہے۔ اُن کو اھل الانجیل کہا گیا ہے۔ وغیرہ اِن ناموں اور خطابوں سے کوئی مخالف اہل کتاب کو یاد کرہی نہ سکتا تھا پس جبکہ حضرت محمد کے عقائد سے کفار عرب ومکّہ آگاہ ہوئے تو وہ آپ کے مسیحی ہونیکے سوا کوئی دوسرا نتیجہ نہ نکال سکتے تھے +

۹۔ اس کے سوا جب اہل قرآن کی دوسری کتب دینی کا ملاحظہ کیا جاتا ہے تو ہم حضرت محمد کے چار اصحاب کی بابت ایسے نتیجہ تک پہنچ جاتے ہیں جس سے یہہ حقیقت روشن ہوجاتی ہے کہ حضرت محمد کے چاروں اصحاب کمی بیشی سے مسیحیت میں شرف حاصل کر چکے تھے

تھوڑا عرصہ ہوا کہ تشحیذ الاذہان مطبوعہ قادیان میں کسی نامہ نگار نے شیعہ کے خلاف ایک مضمون شائع کرایا تھا جس میں آپ نے ایسے دلائل بھی اُن کی کتب دینی سے نقل کئے جو ہمارے لئے مفید مطلب ہیں اِس مضمون سے چند مقامات اور دیگر کتب سے بھی اخذ کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں مثلاً لکھا ہے +

”نسبی حالت اس (یزید) کی ایسی تھی کہ اسکا دادا ابوسفیان ہمیشہ ابوبکر وعمر کو اذل بطن قریش کہتا تھا اور ابوبکر وعمر ابوسفیان کو سید وشیخ قریش کہا کرتے تھے الشمس صفحہ ۴۲ وتشحیذ الاذہان مطبوعہ قادیان نمبر ا جلد ۹“ +

مگر تعجب تو یہ ہے کہ شیعہ صاحبان کے بزرگوں نے تو ابوسفیان کو سید قریش وشیخ قریش ہونا تو درکنار اذل قریش بھی نہیں مانا۔ بلکہ اُس کو اور سارے بنی اُمیّہ کو رومی یعنی عیسائی قرار دیا ہے ”بنی اُمیّہ در اصل قریش نہ بودند و امیّہ غلامے از عبد الشمس بود واو رومی بود“ تذکرۃ الائمہ مجلسی صفحہ ۱۱۵-۱ اسی طرح ملاحظہ ہو تفسیر صافی ابتداء سورہ روم صفحہ ۹۴

تشحیذ الاذہان جلد ۹ - نمبر ۱ +

بنی اُمیہ میں سے حضرت عمر کے اپنی بابت ایک دو قول بھی نقل کرتے ہیں جن سے ابو سفیان کے قول کی تائید ہوتی ہی لکھا ہی +

محمد بن عمر المخزومی نے اپنے باپ سے بیان کیا ہی کہ عمرؓ نے الصلوٰۃ جامعۃٌ کی منادی کرائی جب لوگ جمع ہوئے اور کثرت ہوئی تو آپ منبر پر چڑھکر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جس کے وہ لائق ہی کی اور محمد پر صلوٰۃ بھیجکر فرمایا۔ اے لوگو تحقیق تم نے مجھکو دیکھا ہی کہ میں اپنے خالات بنی مخزوم کا نوکر چرواہا تھا وہ مجھکو مٹھی بھر کھجور خشک و منقی دیتیں اور میں اپنی ایام گذاری کرتا” فقط یہہ کہکر منبر سے اُتر آئے +

پھر اُنہیں سے روایت ہی کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حج سے واپس آکر جس کے بعد پھر آپ نے حج کا موقع نہیں پایا فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جس کو چاہتا ہی عطا کرتا ہی" میں اس وادی ضجنان میں خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا وہ تیز و سخت مزاج تھے میرے کام پر مجھکو عتاب بھی کرتے اور قصور پر مجھکو مارتے بھی اور اسی طرح میں صبح و شام گذارتا اور سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ تھا جس سے خطاب ڈرتے منقول از عصار موسیٰ علیہ السلام صفحہ ۲۷۸ +

مقامات بالا میں بنی اُمیہ کی دُنیوی اور دینی حالت قبل از قرآن روشن کی گئی ہی جس سے ظاہر ہی کہ قبل قرآن بنی اُمیہ کی دنیوی حالت غلامی کی تھی اس لئے ابو سفیان کا اُنکی بابت قول سراپا بے بنیاد نہ تھا اگرچہ وہ خود بھی بنی اُمیہ میں سے تھا +

مگر شیعہ صاحبان ہم کو بنی اُمیہ کی بابت ایک اس سے بڑھکر خبر دیتے ہیں اس خبر میں نہ صرف بنی اُمیہ کی دنیوی حالت ظاہر کی گئی ہی بلکہ دینی حالت بھی روشن کی گئی ہی جسے سنی صاحبان ابتدا سے نظر انداز کرتے آئے ہیں۔ اس خبر سے ثابت ہی کہ بنی اُمیہ مسیحیت کے دائرہ میں داخل ہو چکے تھے +

شیعہ صاحبان نے بنی اُمیہ کی بابت جو بیان کیا ہی اُس کی سچائی اس بات سے ثابت

ہوتی ہی کہ اُنہوں نے حضرت علی کو بھی مسیحی ظاہر کیا ہی اور حضرت محمد کی وصیّت کے ساتھ ظاہر کیا ہی آپ کی بابت لکھا ہی +

اصول کافی میں ایک حدیث امام باقرؓ سے مروی ہی جس کا ماحصل یہہ ہی کہ "بعد وفات آنحضرت صلعم آپ کے بارہ اوصیا (خلفاء) مقدر و مقرر تھے جن میں سے بعض گذر گئے اور بعض باقی ہیں اور آنحضرت صلعم کے یہہ اوصیا حضرت عیسےٰ کے چلن پر ہونے تھے جو کہ بارہ تھے" اس کے بعد اصل حدیث میں یہہ فقرہ ہی " وَكَانَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ الْمَسِيْحِ " یعنے جناب علی مسیح کی سُنت پر تھے۔ دیکھو اصول کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۳۴۲ مطبوعہ لکھنؤ۔ اور صافی شرح اصول کافی باب ۱۲۴ حدیث نمبر ۹ صفحہ ۳۳۲ مطبوعہ لکھنؤ و تشحیذ الاذہان مطبوعہ قادیاں جلد ۸ نمبر ۱۰ +

علامہ شہرستانی نے لکھا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کے گمراہ فرقوں کی سابقات کے ساتھ تشبیہہ دی ہی اور فرمایا ہی کہ قدری اس امت کے مجوس ہیں اور شیعہ اس امت کے یہود ہیں والرفضۃ نصارہا۔ اور رافضی اس امت کے نصاری ہیں۔ ملل و نحل مطبوعہ مصر صفحہ ۷ +

حضرت محمد کے مذہب اور ارکان مذہب کو قرآن میں دیکھ کر اور حضرت محمد کے چار اصحاب کے مسیحی ہونے کی شہادتوں کو پڑھ کر کوئی حق پسند اس بات کا منکر ہو ہی نہیں سکتا کہ مکہ میں حضرت محمد اور آپ کے اصحاب کا دین و ایمان مسیحی تھا۔ مکہ میں کفار عرب نے حضرت محمد اور آپ کے ہمراہیوں کے ساتھ جو بدسلوکیاں روا رکھیں ان کو مسیحی جانکر روا رکھیں اور یہہ نتیجہ قرآن شریف کی تعلیم کے عین موافق ہی +

۱۰۔ مکہ سے ہجرت کرنے کا اصلی سبب تو بخوبی ظاہر ہو چکا اور یہہ سبب صرف یہہ تھا کہ حضرت محمد اور آپ کے ہم خیالوں نے اپنا آبائی مذہب ترک کر کے مسیحیت کو اختیار کیا تھا اسپر کفار عرب اور حضرت محمد کے درمیان کشیدگی بڑھ گئی تھی جب حضرت محمد نے مکہ میں اپنے جان و مال کی حفاظت نہ دیکھی تو ہجرت کی ٹھان لی۔ اس مقام پر کئی باتیں غور طلب ہیں جن

میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں :-

۱- مکہ میں حضرت محمد کی زندگی کا زیادہ حصہ بسر ہوا +

۲- مکہ میں کفار اور حضرت محمد میں سخت مقابلہ رہا +

۳- مکہ میں قرآن کا زیادہ حصہ مرتب ہوا +

۴- مکہ میں حضرت محمد قریباً ناکام رہے +

۵- مکہ میں حضرت محمد کا مسیحیوں سے عمدہ میل ملاپ تھا +

۶- اہل مکہ کے ظلم و شر سے حضرت محمد کو تمام عرب کے درمیان پناہ نہ مل سکی۔ یعنے کفار عرب نے حضرت محمد اور آپ کے تابعین کو عرب میں کہیں پناہ نہ دی۔ مگر مسیحان حبش نے اور یہودیان مدینہ نے +

۷- حصول قرآن کے دن سے مکہ سے ہجرت کرنے کے دن تک کعبہ شریف کی عزت و حرمت اور حج اور قربانیاں اور پنجگانہ نماز۔ اور جہاد کا حضرت محمد کو کوئی خیال نہ تھا +

۸- مکہ میں ہرگز وہ آیات حضرت محمد کی آگاہی میں نہ آئی تھیں جن میں یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت آئی ہی جن میں یہود و نصاریٰ کی تکذیب کی گئی ہی اس کے برخلاف قرآن کا وہ تمام متن تیار ہو چکا تھا جو مسیحیت اور مسیحیوں کی حقانیت و صداقت کے ڈنکے بجاتا ہی۔ اور کفار عرب و مکہ اور اُن کے مذاہب و عقائد کی تکذیب کرتا ہی اور مسیحیت کے مقابل یہودی قوم کی تکفیر بیان کرتا ہی +

۹- حصول قرآن کی ابتدا سے عام طور سے اور ہجرت کے دن سے حضرت محمد کی مدنی زندگی کے سولہ یا سترہ ماہ تک حضرت محمد اور آپ کے ہمراہیوں کا جائے سجود یا دعائیہ رُخ بیت المقدس تھی جیسا کہ لکھا ہی +

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ اَنْ يُّوَجَّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ الخ یعنے روایت ہی براء بن

عازب سے کہا جب آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تو نماز پڑھی بیت المقدس کی طرف ١٦ یا ١٧ ماہ تک اور دوست رکھتے تھے منہہ کرنا طرف کعبہ کی۔ الخ جامع الترمذی جلد اول چھاپہ مرتضوی دہلوی صفحہ ۴۳ +

نوٹ۔ روایت کے آخری الفاظ ابزادی معلوم ہوتے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ راوی حضرت محمد کی نکی نمازوں کو نمازیں نہ سمجھتا تھا بلکہ جبری نمازیں خیال کرتا تھا اور اِس لئے یہ بڑھاؤ حضرت محمد کی شان میں داغ لگاتا ہی، باقی روایت درست معلوم ہوتی ہی اس سے صرف اِس قدر حقیقت ظاہر ہی کہ حضرت نے مدینہ میں آکر ١٦ یا ١٧ ماہ تک بیت المقدس کی طرف سجدہ کیا مگر اس سے اِس بات کا انکار نہیں کیا گیا کہ مکہ میں حضرت بیت المقدس کی طرف سجدہ نہ کرتے تھے +

١١- مکہ سے ہجرت کے دو رخوں پر غور فرماؤ- ایک رُخ حبش کی مسیحی سلطنت کی طرف تھا اور دوسرا یہودی مدینہ کی طرف تھا- سب کو معلوم ہی کہ ہجرت کے وقت سب سے پہلے حضرت محمد نے اپنے تمام شاگردوں کو جو عورت مرد مل کر ٨٢ یا ٨٣ سے زیادہ نہ تھے حبش کے مسیحی بادشاہ کی حفاظت میں روانہ فرمایا ان کو مہاجرین کہتے ہیں اِن مہاجرین کا مسیحی سلطنت میں پناہ پانے کو عرب سے جانا بجائے خود اِس بات کی دلیل ہی کہ مہاجرین مسیحی اعتقاد پر تھے کیونکہ اُنہوں نے وہاں جاکر امن پایا تھا +

باقی رہے حضرت محمد اور آپ کے چند ہمراہی- وہ مدینہ پناہ پانے کو تیار ہوئے اور مدینہ یہودی سلطنت کا دار الخلافہ تھا +

١٢- یہودی قوم اور مذہب کی عربی فتوحات کا ذکر اس موقعہ پر کرنا ضروری ہی تاکہ ہم حضرت محمد کے مدینہ تشریف لیجانے کے مسئلہ کو بخوبی سمجھ سکیں سر سید فرماتے ہیں +

یہودی مذہب کو شام کے یہودیوں نے عرب کے مُلک میں شائع کیا تھا جو اس ملک میں جاکر آباد ہوئے تھے بعض مصنف ناواجب جرأت کرکے یہ رائے دیتے ہیں کہ ایک قوم بنی اسرائیل کی اپنے جتھے سے علیحدہ ہو کر ملک عرب میں جا بسی تھی اور وہاں اکثر قوموں

کو اپنا مذہب تلقین کیا۔ مگر یہہ رائے صحت سے بالکل معرّا ہی اصل یہہ ہی کہ یہودی مذہب عرب (میں)، اُن یہودیوں کے ساتھہ آیا تھا جو پینتیسویں صدی ق نبوی میں یا پانچویں صدی قبل حضرت مسیح بخت نصر کے ظلم سے جو اُن کے ملک اور قوم کی تخریب کے درپے ہوا تھا بھاگ گئے تھے اور شمالی عرب میں بمقام خیبر آباد ہوئے تھے +

تھوڑے عرصہ بعد جبکہ اُن کی مضطرب حالت نے کسی قدر سکون اور قرار پکڑا اُنہوں نے اپنے مذہب کو پھیلانا شروع کیا اور قبیلہ کنانہ اور حارث ابن کعب اور کندہ کے بعض لوگوں کو اپنے مذہب میں لائے +

جبکہ سنہ ۳۶۵ ق نبوی میں یا سنہ ۳۵۴ قبل حضرت مسیح کے یمن کے بادشاہ ذونواس حمیری نے مذہب یہود اختیار کیا تب اُس نے اور لوگوں کو بھی بالجبر اس مذہب میں داخل کر کے اسکو بہت ترقی دی اس زمانہ میں یہودیوں کو عرب میں بڑا اقتدار حاصل تھا اور اکثر شہر اور قلعے ان کے قبضہ میں تھے۔ خطبات احمدیہ صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ +

جس وقت حضرت محمدؐ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے پر تھے اُس وقت اس) کا قرب و جوار یہودی قوم کے سرداروں پر منقسم تھا اور اُن کا ایسا کثیر و وسیع اثر تھا کہ کفار مکہ بھی بغیر ان سے صلح و مصالحت کا عہد رکھنے کے گذارہ نہ کرتے تھے یہہ بات آسانی سے اُن جنگوں سے ثابت ہو سکتی ہی جو مدینہ میں درپیش آئے تھے۔ مدینہ اور اُسکے گرد نواح ذیل کے یہودی قبائل حکومت میں اعلیٰ حصہ رکھتے تھے۔ بنی عوف۔ بنی نجار۔ بنی حارث۔ بنی جشم۔ بنی غالب بنی اوس۔ بنی نضیر۔ بنی قریظ۔ بنی قینقاع۔ بنی کنانہ۔ اہل تہامہ۔ غطفان۔ اہل نجد دیکھو تفسیر القرآن بالقرآن مصنفہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صفحہ ۵۹۹-۶۱۳ تک ان اوراق میں مدینہ کے یہود کے قبائل مذکور اور اُن سے عہد و پیمان اور بعد کو جنگ و جدل کی مفصل کیفیت ملیگی اور یہہ سب اس کیفیت پر اضافہ ہی جو سر سید نے بیان فرمائی تھی۔ اس اختصار کو پیش کرنے کا مقصد اس بات کو دکھانا ہی کہ مدینہ ہجرت کے وقت یہودی حکومت کا گویا دارالخلافہ بنا ہوا تھا اور غیر یہود عرب اس کے گرد نواح آزادگی نہ رکھتے تھے +

۱۳- حضرت محمد مکہ سے مدینہ کو صرف اِس لئے جانا چاہتے تھے کہ آپ کو وہاں جان و مال کا امن مل جائے اور مذہبی آزادگی حاصل ہووے حضرت محمد مدینہ کے یہود سے اطمینان پائے بغیر اُدھر کا خیال نہ کر سکتے تھے +

واضح رہے کہ مکہ میں وہ اصحاب جن کو انصار کہتے ہیں حضرت محمد سے امن دینے کے وعدے کر چکے تھے جو اُن لوگوں نے حضرت محمد سے قول قرار کیے تھے آپ کی اُن کی طرف سے کسی طرح سے اطمینان ہو چکی تھی اس لئے وقت ضرورت پر حضرت محمد نے مدینہ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا +

۱۴- اب ان اصحاب کی تحقیق کرو جو انصار کہلائے اور حضرت محمد کو مدینہ میں امن دینے کا وعدہ کر کے لے گئے۔ ہمارا پختہ یقین ہی کہ یہ لوگ یہودی قوم اور مذہب سے علاقہ رکھتے تھے کسی غیر یہودی میں تاب نہ تھی کہ اڑے وقت بغیر یہود کے مدینہ میں امن دینے کا وعدہ کرتا؟ پھر کیا انصار یہودی ثابت ہو سکتے ہیں؟ اس کے ثبوت میں بہت سی سندات پیش ہو سکتی ہیں مگر ہم مندرجہ ذیل پر اکتفا کرتے ہیں +

سنہ ۶۲۰ء میں عین اُس وقت جبکہ عرب کے بت پرستوں کے لئے کعبہ کے سالانہ حج کا موقعہ تھا آنحضرت نے چند مدنی مسافروں کو دیکھا اور اُن سے سوال کیا کہ تم کون ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ خزرجی ہیں اور مدینہ میں ہمارے درمیان باہمی حسد وکینہ کی آگ مشتعل ہی۔ شاید ہمارے لوگوں کو تیرے وسیلہ سے خدا ملادے جس ایمان کے ہم خود معتقد ہیں اس کی طرف ہم ان کو مدعو کرینگے اور اگر خدا اُن کو تیری طرف کر دے اور وہ تجھ پر ایمان لے آویں تو ضرور تو سب پر غالب ہوگا۔ پھر آپ نے ان سے ایک اور سوال کیا جس کے جواب میں اُنہوں نے کہا کہ ہم یہودیوں سے رابطہ اتحاد رکھتے ہیں اور ہماری ان سے دوستی ہی اس پر آنحضرت نے اسلام کی تعلیم پیش کی اور قرآن کے چند مقامات ان کو پڑھ کر سنائے ... اُنہوں نے عرض کی کہ ہم مدینہ کو جاویں اور لوگوں کو اسلام کی طرف مدعو کریں اور اگر خدا اُن کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرے اور وہ ایمان لاویں تو اگلے

سال حج کے موقعہ پر جو کچھ نتیجہ ہوگا عرض کرینگے۔ جلال الدین سیوطی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نو مریدوں کو سورہ یوسف سُنائی تھی۔۔۔ دوسرے سال جب پھر حج کا وقت آیا تو مدینہ کے حاجیوں میں بارہ انصار تھے اُنہوں نے بھی آنحضرت سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اور آنحضرت کی تعلیم کو ماننے اور فرمانبرداری کے باب میں اُنہوں نے قسمیہ اقرار کیا کہ ہم سوا واحد خدا کے اور کسی کی عبادت نہ کرینگے۔ چوری زناکاری اور بچہ کشی سے دست بردار رہینگے۔ ہر حالت میں بدگوئی و اہتمام سے پرہیز کرینگے اور کسی نیک کام میں رسول خدا کے نافرمانبردار نہ ہونگے اس عہد کو عقبیٰ کا عہد اول کہتے ہیں۔ کشف القرآن صفحہ ۷۷۶-۷۲ ؁

تکلیف کے ایام میں حضرت محمد ادھر مدینہ والوں میں اپنے لئے کچھ پناہ کا انتظام کر چکے تھے مگر اس انتظام میں یہود کے خیال سے آپ کو بہت کچھ پائیداری معلوم نہ ہوئی تھی آپ نے قوم طائف کی طرف پناہ کے لئے رخ کیا جو مکہ سے قریب ستر یا بہتر میل کے فاصلے پر رہتی تھی مگر اس قوم نے حضرت محمد کے ساتھ سخت بدسلوکی کی آخر پھر مکہ میں تشریف لائے۔ مدینہ جانے کے انتظام پر آپ کو بھروسہ کرنا پڑا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر آپ مدینہ تشریف لے گئے ؁

ہم نے دکھایا کہ مکہ میں حضرت محمد نے انصار سے عہد و پیمان کیا۔ اور ہم نے کہا کہ یہہ انصار یہودی ملت رکھتے تھے اس کی بابت سرسید آیت یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ کی نسبت فرماتے ہیں یہہ آیت انصار کے لئے آئی تھی جو حلیف یعنے دینی بھائی بنی قریظہ کے تھے۔ جب اُنہوں نے پوچھا کہ اب ہم کس سے دوستی کریں تو حضرت نے فرمایا کہ مہاجرین سے اور اُس وقت یہہ آیت نازل ہوئی۔۔۔ پھر یہہ کہ قَالَ الْاِمَامُ الرَّازِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِ الْکَبِیْرِ وَالسَّبَبُ فِیْهِ اَنَّ الْاَنْصَارَ بِالْمَدِیْنَةِ کَانَ لَهُمْ فِیْ بَنِیْ قُرَیْضَةَ رَضَاعٌ وَحَلْفٌ وَمَوَدَّةٌ فَقَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَتَوَلّٰی فَقَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ هٰذِهِ الْاٰیَةُ۔ یعنے کہا امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں

اور سبب یہہ ہو کہ انصار مدینہ کو بنی قریظہ کے ساتھ ہمشیرگی اور دینی بھائی ہونا تھا اور دوستی اُن کے ساتھ تھی تو اُنہوں نے آپ عرض کیا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہ اب ہم کس کو دوست کریں آپ نے فرمایا کہ مہاجرین کو۔ تو نازل ہوئی یہہ آیت۔ دیکھو احکام طعام اہل الکتاب صفحہ ۵۰ +

یہی نتیجہ انصار کی بابت سنن ابی داؤد سے پیدا ہوتا ہو اس میں ایک حدیث یوں آئی ہو۔ بن عباس سے روایت ہو کہ انصار کا ایک قبیلہ تھا جو بُت پرستی کرتا تھا اُن کے ساتھ یہود کا بھی ایک قبیلہ تھا جو اہل کتاب تھے اور یہہ انصار ان یہودیوں کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے علم کے لحاظ سے انصار بہت سی باتوں میں یہودیوں کی پیروی کیا کرتے تھے +

پھر ابن عباس سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ جس عورت کی اولاد نہ جیتی تھی تو وہ منّت مانتی تھی کہ اگر میرا بچہ جیویگا تو میں اُس کو یہودی کروا دونگی پس جب بنی نضیر یہودی جلاوطن ہونے لگے تو اُن میں انصار کے لڑکے بھی موجود تھے انصار بولے کہ ہم اپنے لڑکوں کو نہ چھوڑینگے اِس پر اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل کی کہ دین کے معامل میں زبردستی نہیں۔ از ینابیع الاسلام +

۱۵۔ مدینہ جانے میں حضرت محمد کے روبرو کئی فائدے تھے۔ آپ نے قوم خزرجی کے لوگوں کی زبانی سمجھ لیا تھا کہ اہل مدینہ اہل یہود کی قوت سے پراگندہ ہیں ان سے ملاپ کی صورت ادھر امن دیگی اودھر ان میں سے بہت ہمارے معتقد ہو سکینگے اس حالت میں یہود کی طرف سے جو خطرہ تھا وہ انصار سے عہد و پیمان کرنے سے کم ہو گیا تھا۔ پھر کفار مکہ کی طرف سے جو خطرہ تھا وہ اہل مدینہ اور یہود سے پیمان کرنے سے دور ہو سکتا تھا غرضیکہ آپ کا مدینہ جانا ہر طرح سے سودمند تھا مگر دنیوی طور سے سودمند تھا دینی طور سے تو کسی صورت میں مفید نہ تھا +

بلاشک انصار یہودی ملّت کے لوگ تھے وہ حضرت محمد کو مدینہ کو لوا لے گئے اب سوال

پیدا ہوتا ہے کہ حضرت محمد کونسے مذہب کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے تھے؟ اس سوال کے جواب پر حضرت محمد کی مدینہ میں مذہبی زندگی توقیر پا سکتی ہے+

مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرتے وقت حضرت محمد کا مذہب اور دین و ایمان کفار عرب کی ملت حنیف کے خلاف تھا۔ مکہ سے جو مذہب حضرت محمد کے ہمراہ مدینہ گیا وہ خالص مسیحیت اور اُس کے مسلمات کی عزت و حرمت تھی حضرت محمد کی مکی زندگی کے ۱۳ سال اور مدنی زندگی کا ابتدائی ایک سال اور ۴ ماہ جس مذہب کی پیروی میں کٹے وہ مسیحیت تھی اسکا یہود کو علم نہ تھا اور ہم دیکھینگے کہ جب یہودی قوم کو مدینہ میں حضرت محمد کے عقائد معلوم ہوئے تو وہ کیا کرتے ہیں؟ حضرت محمد نے مدینہ میں جاکر بیت المقدس کی عزت و حرمت کم از کم ۱۶ یا ۱۷ ماہ تک قائم رکھی اور یہہ مسیحی اعتقاد کے کسی آدمی کے لئے مشکل امر نہ تھا+

اب ہم قرآن شریف کو پھر اُٹھاتے ہیں اور مدینہ میں حضرت محمد نے جو کچھ بیان کیا تھا اُسے ناظرین کے روبرو لاتے ہیں اس سے بھی حقیقت واضح ہوگی کہ حضرت محمد نے عرصہ مذکور میں مسیحی مسلمات کی منادی کی تھی+

دوسری فصل

کفار عرب کے مذاہب کی تکذیب اور حضرت محمد کے اختیاری مذہب کی تصدیق و تفصیل

کفار عرب اور حضرت محمد کے مذہب میں مخالفت کمال ثابت ہو چکی حضرت محمد نے جس خوبی سے کفار عرب کے مذاہب کی تکذیب فرمائی اُس کا اعتراف کیئے بغیر کوئی حق پسند رہ نہیں سکتا۔ حضرت محمد اور آپ کے ہمراہی جس مذہب کی تائید و تصدیق میں اپنے آپ کو معرض خطر میں ڈالتے رہے اگرچہ اس کا قلیل بیان ہو چکا ہی مگر اس کی تفصیل کی ہنوز ضرورت باقی ہی جسکا ہم اب ذکر کرتے ہیں +

حضرت محمد نے کفار کے مذہب کی تکذیب اور اپنے اختیاری مذہب کی تائید و تصدیق میں بائبل کے انبیاء اور اُن کی کتابوں اور اُن کے تابعین کی برکتوں اور اُن کے خدا کی سچائی و صداقت وغیرہ کو اپنی سچائی میں ضرور پیش کیا اور ایسے طور سے پیش کیا۔ جس سے آسانی سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ سکتی ہی کہ حضرت محمد مسیحیت کے مسلمات و معتقدات کی پیروی کیا کرتے تھے۔ مسیحیت کو اسلام کا بدل یقین کرتے تھے۔ آپ یہودی قوم کے فضائل کے اسی قدر معتقد تھے جس قدر آجتک مسیحی معتقد چلے آئے ہیں +

ہم اس بات کو دیکھ چکے ہیں کہ کفار عرب کی تکذیب میں آپ نے ایک یہ دلیل سنائی تھی کہ ان کو خدا سے کوئی کتاب نہیں ملی اور نہ ان کے پاس کبھی کوئی نذیر بھیجا گیا تھا کفار عرب اس کا کوئی جواب نہ رکھتے تھے۔ اس کے مقابل حضرت محمد جس مذہب کی پیروی کا دعویٰ کرتے تھے اس کا خدا کتابیں دینے والا۔ انبیاء کو بھیجنے والا مانا جاتا تھا حضرت محمد اسی مذہب کی پیروی کا دم بھرتے تھے +

دفعہ ۱

حضرت ابراہیم کا اسلام و مسلمانی

سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ ترجمہ یعنے سارے جہان والوں میں نوح پر سلام ہم نیکوں کو یوں جزا دیتے ہیں۔ وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا اور اسی کے تابعین سے ابراہیم تھا۔ جب وہ اپنے رب کے پاس قلب سلیم کے ساتھ آیا صافات آیت ۷۶-۸۱۔ اور نوح مسلمان تھا۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یونس آیت ۷۳ +

جہانتک ہم کو معلوم ہے وہاں تک یہہ بات حق ہی کہ قرآن میں اسلام و مسلمانی سب سے پہلے حضرت نوح سے منسوب کی گئی اور حضرت ابراہیم نے جس مذہب کو پایا اور رواج دیا وہ مذہب حضرت نوح کا تھا جیسا کہ آیات مذکورسے ثابت ہی +

قرآن میں حضرت ابراہیم کے مذہب کا تذکرہ کفار عرب کے اس دعویٰ کی تکذیب میں لایا گیا ہی کہ ابراہیم حنیف تھا۔ اس سے قرآن حضرت ابراہیم سے دین اسلام منسوب کر کے کفار عرب کی ملّت حنیف کی عصمت بگاڑا کرتا تھا +

اِس بات کا انکار نہیں ہوسکتا کہ قرآن اسلام و مسلمانی کا سلسلہ حضرت نوح سے شروع کرتا ہی اور حضرت ابراہیم کو حضرت نوح کی ملّت کا پیرو ثابت کرتا ہی اور حضرت نوح کو کہیں بھی ملت حنیف کا پیرو نہیں بتاتا اس سے ملت حنیف کا ابراہیمی ملّت ہونا بالکل ایک بے بنیاد دعویٰ ثابت ہو جاتا ہی +

اِس بات کا کسی کو انکار نہیں کہ اسلام و مسلمانی از روئے قرآن حضرت نوح سے شروع

ہوئی اور حضرت ابراہیم نے حضرت نوح ہی کی ملّت کو پایا۔ وہ ملّت ملّت حنیف نہ تھی۔ بلکہ مسلمانی تھی اِس سے ملّت حنیف کی جو قرآن میں حضرت ابراہیم کی ملّت بتلائی گئی ہی توقیر باقی نہیں رہتی +

اگر ملّت حنیف کا ابراہیم سے کچھہ علاقہ بھی ہو تو حضرت ابراہیم کے اسلام لانے سے پیشتر کی زندگی سے ہو سکتا ہی اور وہ زندگی ہرگز اسلام میں سند نہیں رکھی گئی۔ مگر اسلام کی زندگی +

جب حضرت ابراہیم کے دین کی قرآن شریف سے تلاش کی جاتی ہی تو وہ بجائے حنیف ہونے کے مسلم ثابت ہو جاتا ہی۔ ہم قرآن کی تعلیم سے اِس بات کو ثابت کئے دیتے ہیں۔ لکھا ہی +

وَمَنْ یَّرْعَنْ مِلَّةِ اِبْرٰهِیْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ یعنے اور ابراہیم کے دین سے کون پھر جاتا ہی۔ وہی جس نے کمینہ کیا اپنی جان کو۔ اور ہم نے اس کو دنیا میں برگزیدہ کیا اور تحقیق وہ آخرت میں نیکوں سے ہی جب اس کو اس کے رب نے کہا کہ مسلمان ہو تو اُس نے کہا کہ میں عالموں کے رب کے لئے مسلمان ہوں۔ بقرہ ۱۶ رکوع +

اس جگہ ابراہیم کا دین قرآن کی تصنیف کے وقت اسلام مسلم ہے اور ابراہیم کی نیکبختی اور خداترسی کا اعتراف ہی۔ اور اسی نیک بختی کی بابت یوں بھی آیا ہی۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَکُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ۔ اور یقیناً پہلے ہم نے ابراہیم کو نیک بختی عطا کی اور ہم اس سے خبردار تھے۔ انبیاء ۵ رکوع۔ اور یہہ نیک بختی اسلام کی مسلمانی تھی کہ حضرت ابراہیم عالموں کے رب کا اسلام لایا تھا +

پھر ابراہیم کی برگزیدگی کا ذکر ہی کہ خدا نے اُسے منتخب فرمایا اور یہہ انتخاب کم از کم حضرت ابراہیم کے زمانے کے تمام بنی آدم میں سے تھا اور اس انتخاب میں حضرت ابراہیم

کی تمام نسل باعتبار مسلمانی منتخب ہوئی اور خدا نے حضرت ابراہیم سے امامت دینی کا عہد باندھا جسکا ذکر یوں آیا ہے +

وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ قَالَ لَا يُنَالُ عَهْدِ الظّٰلِمِيْنَ ۔ اور جب ابراہیم کو اُس کے رب نے چند کلمات سے آزمایا پس اس نے اُس کو پورا پایا۔ تب اُس نے کہا کہ میں تجھ کو لوگوں کے لئے امام بنانے والا ہوں۔ اُس نے کہا کہ اور میری اولاد سے؟ کہا کہ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا ہے۔ بقرہ ۱۵ رکوع۔ اور اُس کے ساتھ ہی اس کے کلمہ کو باقی رکھا۔ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِىْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۔ زخرف رکوع ۲ آیت ۲۸۔ اور اس کے بعد اس کے کلمہ کو باقی رکھا تاکہ وہ رجوع کریں۔ اور ابراہیم کو نبی قرار دیا۔ وَاِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۔ مریم آیت ۴۲۔ پس حضرت ابراہیم نبی اور مسلمان ہوکر اسلام کا امام ٹھہرا اور اسلام کی امامت مذکورہ نہ صرف حضرت ابراہیم پر ختم ہوگئی تھی بلکہ آپ کی مسلمان، اولاد امامت کی مستحق ثابت ہوئی اور آپ کا ذکر خیر آپ کی اولاد کے خدا کی طرف رجوع کرنے کے لئے آپ کے بعد باقی رکھا گیا قرآن کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم نے خدا سے یہ نعمت بھی مانگی جو نہایت ہی عظیم ہے۔ لکھا ہے۔ رَبِّ هَبْ لِىْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ لِسَانَ صِدْقٍ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۔ یعنے اے میرے رب مجھ کو حکومت عطا کر اور مجھ کو نیکوں سے ملا اور میری زبان کو آنے والوں پر سچی ثابت کر شعراء ۵ رکوع۔ غرضیکہ اسلام و مسلمانی حضرت ابراہیم کی ہے۔ قرآن کو اس بات کا اقبال ہے۔ پھر قرآن کو اس بات کا بھی اقرار ہے کہ ابراہیم نے اپنی اولاد کو مسلمان ہونے کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں اور یعقوب کو بھی نصیحت کی تھی کہ اے میرے بیٹو اللہ نے تمہارے واسطے دین اسلام پسند فرمایا ہے پس مسلمان ہوکر مرنا۔ بقر آیت ۱۳۲۔ اس کے سوا ابراہیم

کو خَلِیْلُ اللّٰہِ کہا گیا ہے جیسا کہ لکھا ہے۔ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا۔ نساء ۱۸ رکوع

حضرت ابراہیم کی بابت مندرجہ صدر مقامات میں کئی امور ظاہر ہوئے ہیں جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں ÷

۱۔ کہ حضرت ابراہیم اسلام سے پیشتر ضرور ملت حنیف پر تھے ÷

۲۔ کہ حضرت ابراہیم نے ملت حنیف ترک کر کے خدا سے اسلام کی نعمت پائی ÷

۳۔ کہ ابراہیمی اسلام رب العالمین کی عبادت و پرستش کا نام ہے ÷

۴۔ کہ خدا نے ابراہیم کو اسلامی نیک بختی عطا فرمائی ÷

۵۔ کہ اسلامی نیک بختی رب العالمین سے کلام پانا۔ نبوت و رسالت حاصل کرنا۔ صداقت کی زبان کا غلبہ۔ دینی امامت و بادشاہی۔ اس کے ذکر خیر کی بقا ہے ÷

۶۔ خدا نے ابراہیم کی ظالم و نافرمان اولاد کو امامت سے خارج رکھا ÷

۷۔ ابراہیم نے اپنی اولاد کو اسلام و مسلمانی کی وصیت کی ÷

۸۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہے ÷

۹۔ حضرت محمد نے صفائی سے ظاہر فرمایا کہ جو کوئی ابراہیم کی ملت مذکور سے روگردانی کرے وہ وہی ہے جس نے اپنی جان کو کمینہ بنایا پس قرآن نے کفار عرب کے مذہب کی تکذیب میں ابراہیم کو مسلمانوں کا باپ بنا کر پیش کیا ہے نہ حنفی۔ لہذا کفار عرب کی ملت حنیف کی صفائی ہو گئی ابراہیم مسلمانوں کا باپ ٹھہرا۔ کچھ معلوم نہیں کہ ابراہیم کا حنفائے کے ساتھ کیا رشتہ تھا ÷

ہم اس بات کا ذکر کئے بغیر آگے نہیں بڑھنا چاہتے کہ قرآن میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ابراہیم کو امامت اور صداقت کی زبان کا غلبہ عطا کیا گیا۔ یقیناً یہ انعام حضرت ابراہیم اپنی زندگی کے ساتھ دنیا سے نہیں لے گیا بلکہ وہ اپنی نسل میں پیچھے چھوڑ گیا تھا قرآن سے ثابت ہے کہ ابراہیم اور اس کی نسل اس کے لئے منتخب ہوئی تھی۔ نساء ۸ رکوع آیت ۵۸۔ اس نسل میں ابراہیم کے دو بیٹے عام طور سے شمار کئے جاتے ہیں۔ ہم کہتے

ہیں کہ حضرت ابراہیم کی موعودہ نسل حضرت اسحٰق اور اس کی اولاد تھی مگر دوسرے کہتے ہیں کہ وہ نسل حضرت اسمٰعیل تھا غرضیکہ اس قضیہ کا فیصلہ قرآن خود کریگا جو بات اِس وقت دیکھنے کی ہی وہ حضرت ابراہیم کی موعودہ امامت ہی اس کے ساتھ دیگر فضائل دینی کا تلازم ہی۔ آگے بڑھ کر دیکھتے جاؤ کہ قرآن نے اس کا کیا فیصلہ کیا ہی؟

دفعہ ۲

اسحٰق و یعقوب اور مسلمان

قرآن نے اِس بات کی ضرور تعلیم دی کہ ابراہیم نے اپنی اولاد کو دین سکھلایا اور مسلمانی کی عظمت انپر ظاہر کی اور اب قرآن اسحٰق و یعقوب کی بابت کہتا ہی+

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ۔ اے میرے رب مجھ کو نیکوں میں سے دے۔ پس ہم نے اُس کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت دی۔ والصّٰفّٰت ۳ رکوع۔ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ۔ اور بشارت دی اُس کو علیم لڑکے کی۔ ذاریٰت ۲ رکوع فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ۔ پھر انہوں نے اسکو اسحٰق کی اور اسحٰق کے سوا یعقوب کی بشارت دی۔ ہود ۷ رکوع۔ پھر تکرار کے ساتھ آیا ہی+

وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ۔ انعام ۱۰ رکوع۔ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً مریم ۳ رکوع وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ۔ عنکبوت ۳ رکوع۔ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَّكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ . . . . وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ۔ اور ہم نے اُس کو اسحٰق عطا کیا اور یعقوب بھی مزید انعام کے طور پر دیا۔ اور سب کو ہم نے نیک بنایا اور اُن کو ہم نے امام مقرر کیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور اُنکی طرف نیک کام کرنے۔ نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کی بابت وحی کی تھی اور وہ ہمارے نیک و عابد بندے تھے۔ انبیاء ۵ رکوع پھر لکھا ہی۔

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَا اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ اِنَّا اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ۔ یعنے ہمارے بندوں ابراہیم واسحٰق ویعقوب کا ذکر کر جو ہاتھوں اور بصیرتوں والے تھے ہم نے اُن کو خالص ذکر کے لئے برگزیدہ کیا اور وہ پسندیدہ اور نیک لوگ تھے۔ ص آیت ۴۵-۴۷+

آیات مندرجہ صدر کے کل حقائق حضرت محمد کے اختیاری مذہب کی صداقت کے ثبوت ہیں اور کفار عرب کے مذاہب کی تکذیب پر صریح دلیل ہیں ان سے ہم بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت محمد نے جو دین اپنے لئے منتخب کیا تھا وہ وہ دین نہ تھا جو حضرت ابراہیم کے بیٹے اسمٰعیل کی نسل میں حضرت محمد تک پہنچا تھا بلکہ وہ وہ دین تھا جو حضرت ابراہیم کے بیٹے اسحٰق ویعقوب کی نسل سے حضرت محمد تک پہنچا تھا+

آیات مذکور میں کئی امور حضرت اسحٰق ویعقوب کی بابت ایسے آئے ہیں جو زیادہ غور کے لائق ہیں مثلاً۔ کہ اسحٰق حضرت ابراہیم کا وارث تھا۔ اس کی اُسے بشارت ملی تھی۔ وہ حلیم اور صاحب علم اور نبی صالح تھا۔ وہ اور یعقوب الٰہی بخشش وانعام تھے۔ وہ اپنے باپ ابراہیم کی جگہ امام تھا اور وعظ ونصیحت کیا کرتا تھا۔ وہ ہاتھوں اور آنکھوں والا تھا۔ اسکا ذکر خیر بعد کی پشتوں کے لئے باقی رکھا گیا۔ غرضیکہ حضرت اسحٰق اور یعقوب حضرت ابراہیم کے وارث ہوئے۔ یہ ذکر بھی حضرت کے اختیاری مذہب کے ثبوت میں سُنایا گیا تھا+

دفعہ ۳

حضرت یعقوب اور مسلمانی

حضرت یعقوب کا ذکر اگرچہ پیشتر ہو چکا ہی مگر اُس کے سوا یعقوب کا ذکر علیحدہ کرنا بھی ضروری ہی کیونکہ مصنّفِ قرآن نے ایسا ہی کیا ہی۔ یعقوب کی بابت لکھا ہی+

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ۔ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ جس وقت یعقوب کو موت آئی تو کیا تم حاضر تھے؟ جس وقت اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تیرے باپوں ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق کے واحد خدا کی بندگی کرینگے اور ہم واسطے اس کے مسلمان ہیں۔ بقرہ ۱۶ رکوع +

اس جگہ حضرت یعقوب اور اس کے ۱۲ بیٹوں کی مسلمانی پر عربوں کو سبق پڑھایا گیا ہے تاکہ اسلام و مسلمانی قرآن عربی سے مقدم دکھائی جاوے اور ساتھ ہی یہہ سبق پڑھایا تھا۔ وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ كُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا وَ وَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا۔ اور ہم نے اس کو اسحٰق اور یعقوب دیا اور سب کو ہم نے نبی بنایا اور ان کو اپنی رحمت دی اور ان کی صداقت کی زبان کو بلند کیا۔ مریم آیت ۵۰-۵۱ +

حضرت یعقوب حضرت ابراہیم اور اسحٰق کو بطور انعام اور الٰہی بخشش کے دیا گیا اسے حضرت ابراہیم اور اسحٰق کا وارث بنایا گیا۔ اسے نبی بنا کر آل ابراہیم کا امام قرار دیا گیا۔ اس نے اپنی اولاد کو اسلام لانے کی وصیت کی اس کی معرفت خدا نے صداقت کی زبان کو بلند فرمایا اسے خدا نے اپنی رحمت کا انعام بخشا۔ پس ابتک ہم حضرت ابراہیم کے وارث حضرت اسحٰق اور یعقوب ہی کو پاتے ہیں حضرت اسمٰعیل وارث ثابت نہیں ہوتا ہے +

دفعہ ۴

بنی یعقوب کی مسلمانی

جو کہ بنی یعقوب کے اسلام کی بابت بیشتر کہا گیا اس سے زائد کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:۔
وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا۔ اعراف ۲۰ رکوع۔ یعنے ہم نے انکی نسل

کو بارہ امتوں میں تقسیم کر دیا +

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ

ترجمہ اور البتہ تحقیق اللہ نے بنی اسرائیل کا عہد لیا اور ان میں سے بارہ سردار ہم نے کھڑے کئے اور اللہ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور اُن کو قوت دو اور اللہ کو اچھا قرض دو تو البتہ میں تم سے تمہاری بُرائیاں دُور کرونگا اور تم کو جنّت میں داخل کرونگا جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں پس جو کوئی تم میں سے بعد کو کافر ہو جائے تو تحقیق وہ گمراہ ہوا راہ سیدھی سے۔ مائدہ ۳ رکوع

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ **ترجمہ**۔ اور تیرا رب تجھ کو اسی طرح برگزیدہ کریگا اور تجھ کو باتوں کی تاویل سکھائیگا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کریگا اور تمام آلِ یعقوب پر بھی جیسا کہ پہلے سے تیرے دو اجداد یعنے ابراہیم و اسحٰق پر تمام کی تھی تحقیق تیرا رب علیم و حکیم ہے۔ یوسف +

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ۔ یعنے میں نے اپنے باپوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کی ملت کی پیروی کی۔ یوسف ۵ رکوع +

اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔ یعنے تو ہی میرا دوست دنیا اور آخرت میں ہے وفات دے مجھ کو اسلام میں اور مجھے صالحوں سے کر۔ یوسف ۱۱ رکوع +

قرآن شریف نہایت وضاحت سے بنی یعقوب کی نعمتوں کا ذکر فرما چکا ہے بنی یعقوب کا اور بیان بھی قرآن میں آیا ہے گو ہم نے اُسے باختصار ترک کیا ہے جو کچھ نقل کیا ہے وہ ہمارا

منشاء ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ اِس سے روشن ہے کہ بنی اسرائیل یا بنی یعقوب حضرت ابراہیم و اسحٰق و یعقوب کی تمام دینی دولت کے وارث ہوئے۔ خدا نے اُن کو ۱۲ اُمتیں بنایا اُن سے عہد باندھا کہ وہ اِن میں اپنے سچّے انبیاء کو بھیجیگا وہ ان میں سے ہر ایک امت کے ساتھ رہیگا اور کہ بنی یعقوب انبیاء کی امداد فرمائینگے اور تمام خیرات کو مدنظر رکھینگے اور ممنوعات سے پرہیز کرینگے اطاعت پر اُن سے جنّت کے وعدے کئے گئے نافرمانی پر اُن کی سزا معین ہوئی۔ ان میں سے حضرت یوسف ایک تھا اسکی بابت آیا ہے کہ وہ اسلام کا مسلمان تھا اس کے ورثہ میں حضرت ابراہیم و اسحٰق و یعقوب کی دولت آئی پس گذری چار پشتوں کو حضرت ابراہیم کی ملت حنیف کا کچھ علم نہ تھا۔ بنی یعقوب اپنے باپ دادوں کو مسلمان یقین کرتے تھے اور آپ کو مسلمان جانتے تھے۔ اس بیان سے حضرت محمد نے کفار عرب کی ملّت حنیف کو ایک اور چوٹ سے زخمی کیا تھا اور اپنی مسلمانی کی سچّائی پر ایک اور مہر صداقت لگائی تھی ؛

یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت ابراہیم۔ اسحٰق۔ یعقوب اور بنی یعقوب جن کا شمار ۱۲ تھا یہود و نصارٰی نہ تھے مگر وہ یہود و نصارٰی کے آباء و اجداد تھے اُن کے یہود و نصارٰی نہ ہونے سے یہود و نصارٰی کے مذہب کی صداقت پر حرف نہیں آسکتا کیونکہ قرآن ان کے مذہب کی صداقت بیان فرماتا ہے جسکا آگے ذکر کیا جائیگا پس اگر ملّت حنیف حضرت ابراہیم کی ملّت ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ حضرت اسحٰق و یعقوب و بنی اسرائیل کے ورثہ میں نہ آتی پر یہہ ملت اُن کے ورثہ میں نہیں آئی اُن کے ورثہ میں اسلام آیا لہٰذا ملّتِ حنیف کے ابراہیمی ملّت ہونے کا کوئی ثبوت باقی نہ رہا قرآن شریف نے اس کا نمونہ نہیں دکھایا ؛

دفعہ ۵

موسیٰ کا زمانہ اور بنی اسرائیل کی مسلمانی

قرآن نے موسوی زمانے کے بنی اسرائیل کی مسلمانی اور ان کے اسلام اُن کی برگزیدگی اور فضیلت پر حضرت کو نہایت قیمتی اسباق دیئے ہیں۔ حضرت ابراہیم و اسحٰق و یعقوب سے اللہ کے وعدوں کو جو دین اسلام کی فرمانبرداری پر کیئے گئے ایک حد تک مکمل کر کے دکھایا ہے اور دین اسلام و مسلمانی کی میراث کو نہایت وسیع طور سے ثابت کیا ہے چاہیئے کہ ناظرین آنے والے بیان کو نہایت توجہ سے دیکھیں +

۱۔ موسیٰ کا بیان

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ ...... وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ج فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ج اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ط لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔ الخ یہ کھلی کتاب کی آیات ہیں موسیٰ اور فرعون کی خبر براستی ایمان والوں کے لئے ہم تیرے سامنے پڑھتے ہیں۔ فرعون نے زمین میں تکبر کیا اور وہاں کے لوگوں کو فرقے فرقے بنا کے اُن میں سے

ایک فرقے کو ضعیف سمجھا۔ اُن کے لڑکوں کو ذبح کرتا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا وہ بے شک مفسدوں میں تھا۔ اور ہمارا ارادہ تھا کہ جو ملک میں ضعیف سمجھے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور اُنہیں **امام** بنائیں اور **وارث** ٹھہرائیں۔ اور اُنہیں **زمین میں قدرت دیں**۔ اور فرعون وہامان اور اُن کے لشکروں کو اسرائیلیوں کی طرف سے وہی بات دکھلائیں جس سے وہ ڈرتے تھے (کہ اسرائیلی غالب نہ ہوجائیں) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام دیا کہ اُسے دودھ پلاوے۔ جب تجھے اسکا ڈر ہو تو اُسے دریا میں ڈالدے اور تو نہ ڈر نہ غم کر ہم اُسے پھر تیری ہی طرف لائینگے اور اسے رسولوں میں بنائیں گے۔ پھر اُسے فرعون کے لوگوں نے اُٹھا لیا تاکہ اُن کے لئے ایک دشمن اور باعثِ غم ہوجائے بیشک فرعون اور ہامان اور اُنکا لشکر خطاکار تھے اور فرعون کی عورت نے کہا (یہ لڑکا) تیرے اور میرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا۔ اُسے قتل نہ کرو شاید ہمیں نفع دے یا ہم اُسے بیٹا بنائیں اور وہ نہ جانتے تھے الخ۔ قصص آیت ۱-۸ تک ؛؛

بیان ہذا کے بعد حضرت موسیٰ کی جوانی کا اور مصری کو قتل کرنے کا اور ھٰذَا عَمَلَ الشَّیْطَانَ پکارنے کا اور اس راز کے کھلنے کا اور مدیان کو بھاگ جانیکا اور یترو کی بیٹیوں سے کنوئیں پر ملاقات کرنے اور اُن کے باپ کے گھر ملازم ہونے کا ذکر ہے اور اس کے بعد کوہ طور کی وادی میں آگ دیکھنے اور خدا سے بات چیت کرنے کا اور رسالت پر مقرر ہوکر ملک مصر کو واپس آنے کا اور فرعون کے جبر سے بنی اسرائیل کو نکال کر دریائے قلزم سے پار کرنے کا اور فرعون کے لشکر کے تباہ ہونے کا بیان آیا ہے جیسا کہ خروج کی کتاب میں ہے۔ دیکھو آیت ۹-۴۲ تک ان واقعات کے سوا بنی اسرائیل کی مصر سے خلاصی کے دن سے ملک کنعان میں داخل ہونے تک کے سفروں کے اکثر واقعات کا ذکر آیا ہے ؛

۲۔ موسیٰ بنی اسرائیل و شریعت

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَائِہٖ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی

لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ وَجَعَلۡنَا مِنۡهُمۡ اَئِمَّةً یَّهۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا لَمَّا صَبَرُوۡا وَکَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یُوۡقِنُوۡنَ۔ اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب دی پس تو اُس کے ملنے سے شبہ میں مت پڑ۔ اور اُس کو ہم نے بنی اسرائیل کے واسطے ہدایت بنایا اور اُن میں امام مقرر کیئے جبکہ وہ ثابت قدم تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے۔ سجدۃ۔ آیت ۲۴۔ وَلَمَّا جَآءَ مُوۡسٰی لِمِیۡقَاتِنَا وَکَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَلٰکِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ ..... قَالَ یٰمُوۡسٰۤی اِنِّی اصۡطَفَیۡتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیۡ وَبِکَلَامِیۡ فَخُذۡ مَاۤ اٰتَیۡتُکَ وَکُنۡ مِّنَ الشّٰکِرِیۡنَ وَکَتَبۡنَا لَهٗ فِی الۡاَلۡوَاحِ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ مَّوۡعِظَةً وَّتَفۡصِیۡلًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ فَخُذۡهَا بِقُوَّةٍ وَّاۡمُرۡ قَوۡمَکَ اور جب موسیٰ ہمارے وعدے کے واسطے آیا اور اُس کے رب نے اس سے کلام کیا اور سوال کیا اے میرے رب مجھ کو اپنا جلوہ دکھا فرمایا تو ہرگز مجھ کو دیکھ نہ سکیگا ہاں اس پہاڑ کی طرف نظر کر..... اللہ نے کہا اے موسیٰ میں نے تجھ کو لوگوں پر اپنی رسالت اور کلام سے برگزیدہ کیا پس جو میں تجھ کو دوں وہ لے اور شکرگذار ہو۔ اور ہم نے اس کے واسطے لوحوں میں ہر ایک بات میں سے نصیحت اور ہر ایک بات کی تفصیل لکھدی۔ اور حکم دیا کہ اسے مضبوطی کے ساتھ لے اور اپنی قوم کو حکم کر۔ اعراف آیت ۱۴۳-۱۴۴ +

وَقَالَ مُوۡسٰی یٰقَوۡمِ اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ فَعَلَیۡهِ تَوَکَّلُوۡۤا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّسۡلِمِیۡنَ فَقَالُوۡا عَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلۡنَا یعنے اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو پس اسپر توکل کرو اگر تم مسلمان ہو پس اُنہوں نے کہا ہم نے اللہ پر توکل کیا۔ یونس ۱۰ رکوع

قَالَ اَغَیۡرَ اللّٰهِ اَبۡغِیۡکُمۡ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ترجمہ۔ کہا موسیٰ نے کیا سوائے خدا کے چاہوں میں واسطے تمہارے معبود۔ اور اُس نے بزرگی دی تم کو اوپر عالموں کے۔ اعراف ۱۶ رکوع +

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِهٖ یٰقَوۡمِ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ جَعَلَ فِیۡکُمۡ اَنۡۢبِیَآءَ وَجَعَلَکُمۡ مُّلُوۡکًا وَّاٰتٰکُمۡ مَّا لَمۡ یُؤۡتِ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ترجمہ اور

جب موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا ای میری قوم یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے جس وقت کئے بیچ تمہارے پیغمبر اور کیا تم کو بادشاہ اور دیا تم کو وہ کچھ جو نہ دیا کسی سارے عالموں سے مائدہ ۴ رکوع +

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْھُدٰی وَاَوْرَثْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتٰبَ ھُدًی وَّذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ۔ یعنے اور ہم نے دی موسیٰ کو ہدایت اور وارث کیا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا ہدایت اور نصیحت صاحبان عقل کے واسطے۔ المؤمن ۶ رکوع۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ وَرَزَقْنٰھُمْ مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ۔ یعنے اور البتہ تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکم اور نبوت کا وارث کیا اور ہم نے اُن کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور ہم نے اُن کو تمام جہانوں پر فضیلت دی جاثیہ ۲ رکوع۔ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ یعنے اے بنی اسرائیل تم میری نعمت کو یاد کرو وہ جو میں نے تم پر انعام کی اور یہہ کہ میں نے تم کو تمام عالموں پر فضیلت دی بقر ۶ رکوع۔ پھر یہہ کہ وَلَقَدْ نَجَّیْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُھِیْنِ .... وَلَقَدِ اخْتَرْنٰھُمْ عَلٰی عِلْمٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ اور البتہ تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو رسوا کرنے والے عذاب سے نجات دی .... اور تحقیق ہم نے اُن کو علم کے ساتھہ تمام عالموں پر برگزیدہ کیا۔ دخان ۳ رکوع۔ پھر یہہ کہ۔ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ اور تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو صداقت کی جگہ دی اور اُن کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا۔ یونس ۱۰ رکوع۔ پھر یوں لکھا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰھِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِھِمَا النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ۔ یعنے اور ہم نے نوح کو بھیجا اور ابراہیم کو اور کی بیچ اولاد ان کی کے نبوت و کتاب۔ حدید ۴ رکوع۔ پھر یہہ لکھا ہے۔ وَوَھَبْنَا لَہٗٓ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ وَاٰتَیْنٰہُ اَجْرَہٗ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ اور دیا ہم نے اُس کو اسحٰق اور یعقوب اور کی ہم نے بیچ اولاد انکی کے نبوّت

وکتاب اور دیا ہم نے اُس کو بیچ دنیا کے ثواب اور تحقیق وہ بیچ آخرت کے نیک بختوں میں ہی۔ عنکبوت ۳ رکوع۔ پھر یوں آیا ہی +

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا وَتَمَّتْ كَلِمٰتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ اور ہم نے اس قوم کو جو کمزور اور ضعیف خیال کی جاتی تھی اس زمین کی مشرقوں اور مغربوں کا وارث کر دیا جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور بنی اسرائیل پر انکے رب کے کلمات نہایت خوبی کے ساتھ تکمیل کو پہنچے۔ اعراف آیت ۱۳۷

قرآن شریف میں بھی حضرت موسیٰ کا زمانہ آفتاب صداقت کے طلوع کا زمانہ سمجھا گیا اسلئے پیشتر کا زمانہ اسلام الٰہی کی صبح کا زمانہ سمجھنا چاہیے حضرت ابراہیم و اسحٰق و یعقوب اور بنی اسرائیل جن نعمتوں کے وعدے سینہ بسینہ لئے آتے تھے اُن میں سے اکثروں کی تکمیل اسی زمانہ میں ہوئی۔ موسیٰ کے زمانہ کی اُن برکات کو گنوں جو بنی اسرائیل کو دی گئیں۔ اُن فضائل کو ترتیب دو جو مدینہ میں یہودی قوم کے آباء کے یقین کئے گئے تھے اور پھر اس بات کو دیکھو کہ وہ فضایل و انعامات کیسے عظیم الشان ہیں جو بنی اسرائیل کی ملک شمار کئے گئے +

سب سے پیشتر حضرت موسیٰ کی بلاہٹ اور رسالت کے مقصد کو دیکھو وہ مقصد وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ میں ظاہر کیا گیا ہی +

حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کو جو اعلیٰ انعام دیا گیا وہ انعام ایک کتاب کا تھا جس کی تعریف و توصیف سے قرآن بھرا ہوا ہی +

بنی اسرائیل کا ایک اور اعلیٰ انعام ذکر کیا گیا جو عوالم پر اُن کی فضیلت کا ہی ایک اور انعام ذکر کیا گیا جو نبوت و کتاب اور رسالت و انبیاء کے اُن میں محدود ہونے کے معانی رکھتا ہی اور قرآن کا اس پر فیصلہ صاف ہی وَاٰتٰكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ جن لوگوں نے ہر ایک قوم و گروہ میں ایک ایک نبی اور ایک ایک شریعت تسلیم کی ہی اور اُن کی رسالتوں اور شریعتوں کو منجانب اللہ مانا ہی انکی فراخی کو یہاں پر قرآن نے ایسا تنگ کیا ہی کہ غیر بنی اسرائیل کی رسالتوں اور شریعتوں کی صحت پر کسی وہم کو قائم ہی رہنے نہیں دیا جو کافو

نہ کر دیا ہو +

پھر عوالم پر بنی اسرائیل کا انتخاب و بلند مرتبہ ہونا الٰہی لاعلمی سے نہیں بلکہ علم و آگاہی کے ساتھ قرار پایا ہی یہہ کچھ کم معنی خیز بات نہیں ہی +

جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کو فضیلت صرف ان کے زمانہ کے عوالم پر ہوئی تھی اسلیئے ایک عالم پر ہوئی تھی سخت خطا کار ہیں۔ (۱) اِس وجہ سے کہ قرآن میں لفظ عالم جمع کی صورت میں آیا ہی اور واحد صورت میں لفظ عالم ایک وقت کی تمام مخلوقات کو کہتے ہیں اور عالمین تمام زبانوں کی مخلوقات کے معانی رکھتا ہی (۲) قرآن بنی اسرائیل کو حضرت محمد کی زندگی میں تمام عوالم پر بلند مرتبہ کرتا ہی نہ صرف موسیٰ یا داؤد کے زمانہ میں۔ (۳) قرآن میں سینکڑوں جگہ رب العالمین کا جملہ آیا ہی۔ یہہ جملہ فَضَّلْنَا عَلَی الْعَالَمِیْنَ کی صحیح و درست تفسیر کرتا ہی۔ پس قرآن لَارَیْبَ بنی اسرائیل کو زمانہ موسیٰ سے تا قیامت عوالم پر بلند مرتبہ ٹھہراتا ہی +

بنی اِسرائیل اسلام کے مُسلِم تھے اِس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا +

یہہ امر بھی واضح ہی کہ خدا نے بنی اسرائیل کو جائے صدق کا وارث کیا اور وہ ملک کنعان تھا +

اِن امور کے سوا دیگر انعامات آیات منقولہ کے معانی میں شامل ہیں جو ہر طرح سے بنی اسرائیل کو تمام بنی آدم پر بلند رتبہ ظاہر کرتے ہیں +

آخر میں حضرت محمد کو اِس بات کے قبول کرنے پر مائل کیا گیا ہی کہ آپ بنی اسرائیل کی امامت پر ایمان لائیں +

قرآن میں موسوی زمانہ کی ایک اور عظیم نعمت بیان کی گئی ہی وہ نعمت بنی اسرائیل کے فضایل کا گویا کمال سمجھی گئی ہی اسپر بنی اسرائیل کے کل فضایل منحصر کئے گئے ہیں وہ اُمّی نبی کی پیشینگوئی ہی جسکا ہم علیحدہ بیان کرتے ہیں +

۳۔ اُمّی نبی اور موسیٰ و بنی اسرائیل

*وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي مَن تَشَاءُ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ۔ خدا موسیٰ کو جواب دیتا ہی؛

قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ اس وعدے کے بعد موسیٰ کو حکم دیا جاتا ہی؛

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِينَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

---

* ابتدا سے قرآن خوان اصحاب شور مچاتے آئے ہیں کہ قرآن شریف نے دعویٰ کیا ہی کہ توریت و انجیل میں حضرت محمد کی بشارت اُمّی نبی کے نام سے آئی ہے اور اسی وجہ سے اہل قرآن نے حضرت محمد کی بابت یہ یقین رکھا کہ آپ بالکل اَن پڑھ تھے یا اُمّی تھے اور جب اُنہوں نے توریت و انجیل میں اپنے معانی کا اُمّی نبی نہ پایا تو اہل بائبل پر یہ الزام لگا دیا کہ اُنہوں نے بشارت مذکور تبدیل کر دی۔ علماء کی اس غلط فہمی کو دُور کرنے کے لیئے ہم وہ کل عبارت ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس میں اُمّی نبی کا ذکر آیا ہی۔ اسے دیکھ کر ہر ایک حق پسند اپنے لیئے خود فیصلہ فرمالیگا کہ آیا اُمّی نبی سے مُراد حضرت محمد ہیں یا کسی غیر سے۔ ذیل کی عبارت کو غور سے پڑھو؛

الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰی اُمَّۃٌ یَّھْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِہٖ یَعْدِلُوْنَ ۔ ترجمہ ۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کا

اور چن لئے موسیٰ نے قوم اپنی سے ستر مرد واسطے وعدے ہمارے کے پس جب پکڑا ان کو زلزلہ نے کہا موسیٰ نے اے رب میرے اگر چاہتا تو ہلاک کرتا ان کو پہلے اس سے اور مجھ کو بھی ۔ کیا ہلاک کرتا ہی تو ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ کیا بیوقوفوں نے ۔ ہم میں سے نہیں یہہ مگر فتنہ تیرا گمراہ کرتا ہی ساتھ اس کے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہی جس کو چاہے تو ہی دوست ہمارا ہی پس بخش ہم کو اور رحم کر ہم کو تو بہتر بخشنے والا ہی اور لکھ واسطے ہمارے بیچ اس دنیا کے نیکی اور بیچ آخرت کے تحقیق ہم نے توبہ کی طرف تیری +

کہا (رب نے) عذاب میرا پہنچاتا ہوں ساتھ اس کے جسکو چاہوں اور رحمت میری نے سما لیا ہر چیز کو پس البتہ لکھوں گا میں اس کو واسطے ان لوگوں کے کہ پرہیزگاری کرتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ لوگ جو کہ ہماری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں رسول کی جو نبی ہی ان پڑھا وہ جو پاتے ہیں اس کو لکھا ہوا نزدیک اپنے بیچ توریت کے اور انجیل کے حکم کرتا ہی ان کو ساتھ بھلائی کے اور منع کرتا ہی ان کو نامعقول سے اور حلال کرتا ہی واسطے ان کے پاکیزہ چیزیں اور حرام کرتا ہی اوپر ان کے ناپاک چیزیں اور اوتارتا ہی ان سے بوجھ ان کے اور طوق جو تھے اوپر ان کے پس جو لوگ ایمان لائے ساتھ اس کے اور قوت دی اس کو اور مدد کی اس کی اور پیروی کی اس نور کی کہ اتارا گیا ہی ساتھ اس کے یہہ لوگ وہ ہیں فلاح پانیوالے +

کہہ اے لوگو تحقیق میں پیغمبر ہوں اللہ کا طرف تمہارے سب کے وہ جو واسطے اس کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی نہیں کوئی معبود مگر وہ زندہ کرتا ہی اور مارتا ہی پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے کے جو نبی ہی ان پڑھا وہ جو ایمان لاتا ہی ساتھ اللہ کے اور باتوں اس کی کے اور پیروی کرو اس کی تو کہ تم راہ پاؤ اور قوم موسیٰ کی سے ایک جماعت ہی کہ ہدایت کرتی ہی ساتھ حق کے اور ساتھ اسکے عدل کرتے ہیں ۔ اعراف رکوع ۱۹ و ۲۰

مندرجہ صدر عبارت میں لفظ وَاخْتَارَ سے الرجفۃ تک ایک خوفناک واقعہ کا ذکر آیا ہی۔ اور لفظ قَالَ رَبِّ سے ھُدْنَا اِلَیْكَ تک موسیٰ کی سفارش دعا قلم بند ہوئی ہی اور لفظ قَالَ عَذَابِیْ سے لیکر ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک وہ جواب آیا جو خدا نے موسیٰ کی دعا کے جواب میں دیا تھا اور اسی جواب میں اُمّی نبی کی آمد کا وعدہ آیا ہی۔ اور لفظ قُلْ سے لیکر تَھْتَدُوْنَ تک خدا نے رسالت کے کام کو انجام دینے کے لئے حضرت موسیٰ کو حکم سنایا ہی جو اپنے کام سے واقعہ مذکور کے سبب سے پست ہمّت ہوگیا تھا +

عبارت مذکور موسیٰ کے زمانے کے واقعے کا موضوع رکھتی ہی اس میں کوئی سقم نہیں پایا جاتا ضمائر نہائت صاف ہیں۔ عبارت کے مطالب میں کوئی پیچیدگی نہیں۔ اس وجہ سے عبارت مذکور سے کسی قسم کا دھوکہ یا فریب پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ عربی کے ضمائر کا خیال کر کے عبارت مذکور کو پڑھ دیکھو۔ تو اس سے حضرت محمد کا اُمّی نبی ہونا ایک وہم بے بنیاد ثابت ہو جائیگا اور اس وہم پر جو عمارت اُٹھائی گئی ہی وہ بنیاد سے جاتی رہیگی ساتھ ہی علمائے قرآن کی قرآن دان کی حقیقت روشن ہو جائیگی۔ ہم عبارت مذکور پر ضمائر کے خیال سے ایک نظر ڈالتے ہیں +

قَالَ عَذَابِیْ کہا اللہ نے موسیٰ کو کہ میرا عذاب اُصِیْبُ بِہٖ پہنچاتا ہوں ساتھ اس کے مَنْ یَّشَآءُ جسے چاہوں وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اور میری رحمت ہر ایک چیز تک وسیع ہوگئی ہی فَسَاَکْتُبُھَا پس لکھدونگا اپنی رحمت کو لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ اُن لوگوں کے واسطے جو پرہیزگاری کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا اور اُن لوگوں کے حق میں جو ہماری نشانیوں پر یا آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ یُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْنَ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ اور اُنکے حق میں) جو لوگ اُمّی نبی کی ایمان سے فرمانبرداری کرتے ہیں اور جسے پائینگے لکھا ہوا نزدیک اُن کے (جن کو توراۃ و انجیل ملیگی کیونکہ ابتک ہر دو کتاب نہ ملی تھیں) فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ بیچ توریت اور انجیل کے۔ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ جو اُمّی نبی حکم کریگا اُن کو ساتھ معروف کے اور منع کریگا اُن کو نامعقول سے۔ اِس جگہ ضمیر ھُمْ جمع غائب کا مرجع وہی

لوگ ہیں جو الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ کے مفہوم ہیں اور وہ زمان مستقبل میں پیدا ہونے والے تھے اور اُن لوگوں میں بھی شامل تھے جو پہاڑ کے نیچے بُت پرستی کرنے والوں میں گڈمڈ ہو رہے تھے وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ اور حلال کریگا واسطے اُن کے پاک چیزیں وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيْثَ اور حرام کریگا اوپر اُن کے ناپاک چیزیں۔ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ اور ضائع کریگا اُن سے بوجھ اُن کے اور طوق جو تھے اوپر اُن کے۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِىْ اُنْزِلَ مَعَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ پس جو لوگ ایمان لاوینگے ساتھ اُس کے اور قوت دینگے اُس کو اور مدد کرینگے اُس کی اور پیروی کرینگے اُس نور کی جو ساتھ اُس کے ہوگا یہہ وہ لوگ جو فلاح پانیوالے ہیں +

اس کے بعد لفظ قُلْ سے تَهْتَدُوْنَ تک کی عبارت آتی ہی جس میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کو جو اس ماجرے کے باعث سے ازحد شکستہ خاطر ہوگئے تھے جسکا ذکر ابتدائی آیات میں آیا ہی حکم دیتا ہی کہ وہ کوہ طور سے اُتر کر لوگوں کے پاس جائیں اور رسالت کا کام بشارت مذکور کو سُنا کر انجام دیں اور اس حکم کے موافق حضرت موسیٰ لوگوں میں آکر بشارت مذکور بنی اسرائیل کو سُناتا ہی اور قصّہ ختم ہوجاتا ہی +

معلوم ہو کہ اس قصّے اور بشارت کا مبشر بہٖ مصنّف قرآن نے حضرت ابن مریم کو بتایا ہی چنانچہ ذیل کا بیان اُمّی نبی کی حقیقت پر شاہد ہی +

قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا وَّجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِىْ وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا شَقِيًّا وَالسَّلٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِىْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ۔ وہ بولا مہد میں سے میں اللہ کا بندہ ہوں مجھ کو اُس نے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہی اور جہاں کہیں میں ہوں مجھے مبارک بنایا ہی اور مجھ کو جب تک میں جیتا رہوں نماز اور زکوٰۃ کی نصیحت کی ہی اور مجھے والدہ اپنی سے بھلائی کرنے والا بنایا ہی اور مجھ کو ظالم بدبخت نہیں بنایا مجھ پر سلامتی ہی جس روز پیدا ہوا

اور جس روز مرونگا اور جس روز زندہ ہوکر اُٹھونگا۔ یہہ عیسیٰ ابن مریم ہی بات حق ہی جس میں وہ شبہہ کرتے ہیں۔ مریم آیت ۳۰-۳۴ +

اکثر بے خبر اصحاب اُمّی نبی کی بشارت پر اصرار کرکے کہتے آئے ہیں کہ یہہ حضرت محمد کی بشارت ہی جس کا مبّشر بِہٖ حضرت محمد ہی اگر تمام دنیا اس بات پر اتفاق کرلیوے مگر ہم تمام دُنیا کے خلاف یہہ بات کہنے کو تیار ہیں کہ از روئے قرآن تمام دُنیا کا دعویٰ باطل ہی۔ ہمارے دعویٰ کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) تمام قرآن میں کسی دوسری جگہ حضرت محمد کو اُمّی کہا نہیں گیا +

(۲) قرآن میں ایسے اشارے موجود ہیں جن سے حضرت محمد کا خواندہ ہونا ثابت ہی۔ مثلاً لکھا ہی۔ يَتْلُوا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ۔ پڑھتا ہی پاک صحائف انمیں کتابیں قیم ہیں۔ بینہ۔ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا۔ اور کہتے ہیں کہ یہہ نواگلوں کے قصّے ہیں لکھ لیا ہی اس نے ان کو الخ۔ فرقان۔ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا . . . وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ بقرہ ۱ رکوع۔ اِن مقامات میں لفظ يَتْلُوا۔ اَكْتَتَبَ۔ يُعَلِّمُكُمْ ہرگز کسی اُمّی کی اُمیت کا ثبوت نہیں ہو سکتے ہیں یہہ ہمیشہ ایک پڑھے لکھے آدمی کے افعال ہیں جو شخص ایسے افعال کا فاعل ہو اُسے اُمّی کہنا خود بیجا اور ناجائز کام ہی +

(۳) قرآن میں حضرت محمد کی بابت کہا گیا ہی وہ ایک شاعر ہی۔ یہہ قول کسی جاہل کی بابت جائز نہیں ٹھہر سکتا +

(۴) کہا گیا ہی کہ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ؕ یعنے کیا وہ کہتے ہیں اس کو تو بنالایا ہی؟ ہود ۳ رکوع۔ کسی اُمّی کی بابت کبھی کسی مخالف کو یہہ کہنے کی جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ قرآن جیسی کتاب کو کہے کہ اسے ایک اُمّی بنالایا ہی +

(۵) وَقُلْ لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ عمر ۲ رکوع۔ یہاں پر لفظ اُمّی جہلائے عرب کی بابت از راہِ حقارت آیا ہی تمام قرآن میں یہہ لفظ اَن پڑھ ہونے کا مطلب رکھتا ہی

مگر یہہ حضرت محمد کا خطاب بنا کر استعمال نہیں فرمایا گیا۔ پس وجوہات مذکور کی وجہ سے حضرت محمد اُمّی نبی نہیں تھے مگر امیوں کے نذیر و بشیر تھے۔ کلام زیرِ نظر میں اُمّی نبی کے آنے کی خبر حضرت موسیٰ کو دی گئی قرآن اِس خبر کو زمانہ ماضی کا قصّہ بنا کر سُناتا ہی +

بشارت مذکور میں اُمّی نبی پر بنی اسرائیل کے تمام فضائل و انعامات منحصر کئے گئے ہیں اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ فضائل اسلامی کا تواتر قایم رہنا ممکن بتلایا گیا ہی اسکی نافرمانی پر فضائل مذکور سے محرومی دکھائی گئی ہی +

اُمّی نبی کے ذکر و اذکار میں قرآن عربی کو سند نہیں بنایا گیا بلکہ امی نبی کا ذکر توریت و انجیل میں ہی محدود کیا گیا ہی درحالیکہ درحقیقت متکلم قرآن کیلئے موقعہ تھا کہ وہ توریت و انجیل کے ساتھ قرآن کو بھی شامل کر دیتا مگر نہیں کیا گیا۔ اِس سے یہہ بات بخوبی ظاہر ہی کہ اُمّی نبی کا قرآن نے جو ذکر کیا تھا اس کا ہرگز یہہ منشا نہ تھا کہ حضرت محمد کو اُمّی نبی بنا کر دکھایا جائے مگر منشا یہہ تھا کہ اُمّی نبی کی اطاعت و نافرمانی کا صواب و عذاب حضرت محمد پر روشن کیا جائے +

واضح ہو کہ لفظ اُمّی لفظ اُمّ پر یائے نسبت رکھتا ہی۔ اِس کے معانی اَن پڑھ قلیل الکلام مادری وغیرہ کے ہیں۔ اور اَن پڑھ سے مطلب یہہ ہی کہ جس نے کسی اُستاد سے تعلیم پائی نہ ہو پس قرآن میں اگر کوئی اُمّی نبی کی بشارت کا مُبشّر بہ ثابت ہو سکتا ہی تو حضرت ابن مریم ہی ثابت ہو سکتا ہی ورنہ غیر یسوع مسیح ہرگز کوئی اُمّی نبی نہیں ہو سکتا +

اِس بات کا اعلیٰ ثبوت یہہ ہی کہ قرآن نے خود بنی اسرائیل کو یسوع مسیح کی نافرمانی اور اُس کی انجیل سے سرکشی کا الزام دیکر قرآن سے سات سو برس پہلے ملعون ٹھہرا دیا۔ ان کو دینی امامت سے خارج کر دیا۔ یسوع مسیح اور اُس کی اُمّت کے سامنے اسے فضائل دینی کے تخت سے گرا دیا اور یہہ تمام امور اُمّی نبی کی نافرمانی پر مقدر تھے پس اس طور سے قرآن نے یسوع مسیح کو اُمّی نبی بنا دکھایا ہی +

عبارت زیرِ بحث میں اُمّی نبی کا وعدہ بنی اسرائیل سے ہوا تھا جسے وہ توریت و انجیل میں لکھا پا سکتے تھے مگر اگر اُمّی نبی کفار عرب میں آیا تو یہہ اللہ کی سخت وعدہ خلافی ثابت ہوگی جسکا

اللہ تعالیٰ کو الزام دینا کسی طور سے واجب نہیں +

نظر ثانی

کفار عرب حضرت محمد کو الزام دیتے تھے کہ آپ ایسے مذہب کے عقائد کے معتقد ہیں جو اُنکا اور حضرت محمد کا آبائی مذہب نہ تھا اِس مذہب کو اور اُس کے کل عقائد و مسلمات کو کفار عرب رد کرتے تھے مگر حضرت محمد بذریعہ قرآن اس کی اور اسکے عقائد و مسلمات کی تصدیق فرما کر اپنے اور کفار عرب کے آبائی مذہب اور اُسکے عقائد کی تکذیب فرمایا کرتے تھے +

ہم حصہ اول میں بیان کر چکے کہ کفار عرب ملتِ حنیف کے معتقد تھے وہ حنفاء اور صابئین کے نام سے مشہور تھے اور ان کے خاندانی نام اسکے سوا تھے قبل قرآن حضرت محمد بھی صابی مشہور تھے جو دیگر حنفاء کے طریق پر تحنث و تحنف کیا کرتے تھے مگر آپ نے اس آبائی مذہب کو ترک کر کے وہ مذہب اختیار کیا تھا جسکے مسلمات کے اشارے فصل ہذا میں مرتب کئے گئے ہیں مسلمات مذکور کو دیکھ کر اور سنکر حضرت محمد کے معاصرین میں سے کوئی حضرت محمد کو ملّت حنیف کا معتقد خیال کر ہی نہیں سکتا تھا اور نہ کفار عرب نے ایسا خیال کیا +

اگر قرآن شریف میں یہودی قوم کا اسی قدر بیان ہوتا جس قدر ہماری نظروں سے گذر چکا ہے تو یہہ بات آسانی سے کہی جا سکتی کہ حضرت محمد نے یہودیت کو اختیار کیا تھا کیونکہ یہودی قوم کے آباء کا اور اُن کے دین و ایمان کا اور اُن کے فضائل و برکات کا جو بیان کیا گیا ہو وہ یہودی مذہب کے ہی معتقد کا اعتقاد سمجھا جا سکتا تھا۔ مگر ہم کو معلوم ہو کہ یہودی قوم کے آباء کے فضائل کے سوا قرآن میں یہودیت و یہود کا ایسا بیان بھی موجود ہو جسے کوئی یہودی کسی طرح سے مان نہ سکتا تھا ہم اس کا ذکر اگلی فصل میں لائینگے لہذا ہم یہودیت کے فضایل مذکور کو دیکھ کر ہرگز یہہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ حضرت محمد یہودیت کے معتقد تھے +

مگر یہودی قوم کے سوا عرب میں مسیحی بھی اپنے اجداد یہود کے آباء کی بابت وہی عقائد رکھتے تھے جو مشنہ کے دفعات میں مذکور ہیں غالباً قرآن نے یہودی قوم کے آباء کے جو

فضائل بیان فرمائے وہ مسیحی مسلمات کے تعلق میں بیان فرمائے تھے قرآن کی باقی تعلیم بھی اسی بات پر شاہد ہی اور امی نبی کے بیان میں انجیل کا حوالہ بھی اسی خیال کی تصدیق کرتا ہی پس اس گمان کے موافق کفار عرب نے حضرت محمد کو ضرور مسیحیت اور اُس کے مسلمات کا معتقد سمجھا ÷

یہودی اور مسیحی قوم کے آبا کے مذہب کا جو بیان آیا ہی اُس سے یہہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہی کہ اس مذہب کا نام ہرگز ملّت حنیف نہ تھا بلکہ اسلام تھا۔ ہاں رب العالمین کا اسلام تھا۔ حضرت نوح نے اسلام کی منادی کی۔ ابراہیم نے اسی اسلام کو اختیار کیا اسحٰق نے اسی اسلام کی محبّت میں آپ کو قربان کرنا پسند فرمایا حضرت یعقوب نے اسی اسلام کی پیروی کی۔ بنی یعقوب اسی اسلام کے مسلم ہوئے۔ حضرت موسیٰ نے رب العالمین کے اسی اسلام کی اشاعت کی تمام انبیا اسی پر بنی اسرائیل کی ہدایت کرتے آئے تمام سچّے بنی اسرائیل اسلام کے ہی مسلم ہوتے چلے آئے۔ اس سے حضرت محمد پر اور آپ کے تابعین پر بلکہ تمام کفار عرب پر اسلام مذکور کی اطاعت و پیروی فرض ہوگئی اور کفار عرب سمجھے اور خوب سمجھے کہ حضرت محمد اور قرآن ان کو بائبل کے دین و ایمان و عمل کی تعلیم و تلقین کرتا ہی۔ اِس دین اسلام کے بجائے حضرت محمد اور آپ کے تابعین کوئی دوسرا مذہب اختیار نہ کرسکتے تھے اور ایسا ہی ہم کو قرآن کے بعض مقامات نے یقین بھی دلایا ہی ÷

خصوصیاتِ اسلام کا جب خیال کیا جاتا ہی تو الہام و نبوت۔ کتاب و حکمت۔ نبی و رسول۔ لسان صدق کا دنیا میں غلبہ۔ صداقت خیز ملک کا ورثہ۔ دینی امامت۔ آل ابراہیم و آل اسحٰق کی تمام عوالم پر فضیلت وغیرہ خصوصیّت کے ساتھ آل یعقوب میں مقید دکھائی گئی ہیں ان انعامات سے تمام عوالم کو محروم دکھایا ہی۔ یہہ کل انعامات نہایت سختی سے بنی اسرائیل میں محدود کئے گئے ہیں ان کو دیکھ کر کوئی غیر اسرائیلی اپنے نبی رسول ہونیکا خیال نہ کرسکتا تھا اور نہ قرآن شریف کے احکام کو سمجھنے والا غیر اسرائیلی ہوکر اپنی نبوت و رسالت کا جھنڈا کھڑا کرسکتا تھا۔ اسلئے حضرت محمد آپ زیادہ سے زیادہ عقائد مذکور کے معتقد ہو کر کفار عرب اور مدینہ کے یہود کے مقابل اپنے

مذہب کی صداقت کا اعتقاد ہی رکھہ سکتے تھے حق کی پیروی کا دعویٰ کر سکتے تھے لوگوں کو اپنے اختیاری مذہب پر آنے کی دعوت دے سکتے +

ہم نے کہا کہ تعلیم مذکور کو سُنکر یہودی اور کفار عرب ہرگز محمد صاحب کی بابت باور نہ کر سکتے تھے کہ حضرت محمد اپنے آبائی مذہب کے غیرتمند معتقد ہیں وہ انجیل کا نام سُنکر فوراً اِسبات کا یقین کر سکتے تھے کہ حضرت محمد مسیحیت کے پیرو ہیں۔ پس کفار عرب جس وجہ سے حضرت محمد اور قرآن کو جھٹلاتے تھے وہ وجہ آپ کے مسیحی عقائد پر ہونے کی تھی اس کے سوا کوئی دوسری وجہ نہ تھی +

علاوہ ازیں اگر حضرت محمد اپنے آبائی مذہب کی پیروی کرتے ہوئے نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کر کے کفار عرب کو اپنی پیروی کی دعوت دیتے تو کفار عرب بجائے تکذیب و تخالف کے خوشی سے آپ کے پیرو ہو جاتے جیسے کذاب مسیلمہ کے پیرو ہو گئے تھے پر جیسا کہ ہم کو معلوم ہی کہ کفار عرب حضرت محمد کی تمام مکی زندگی میں آپ کی اور قرآن کی تکذیب ہی کرتے رہے پس مندرجہ صدر وجوہات سے ثابت ہی کہ حضرت محمد کا اور قرآن مکی کا مذہب ہی مسیحیت کی تائید و تصدیق کرتا تھا اور یہی کفار عرب نے سمجھا تھا لہذا ملت حنیف جو کفار عرب کی آبائی ملت تھی قرآن کا حقیقی مذہب ثابت نہیں ہو سکتی +

تیسری فصل

یہودی قوم کے حق میں قرآن کا آخری فیصلہ

گذشتہ فصل میں یہودیت و یہودی قوم کے جو فضایل آچکے ہیں وہ کسی خدا پرست اہل قرآن سے اُن اعتراضات والزامات کی گرد میں چھپائے نہیں جا سکتے جو قرآن نے یہودی قوم پر لگائے ہیں یہودی قوم کے فضائل کا آفتاب تاریکی میں چھپ نہیں سکتا۔

قرآن نے یہودی قوم پر جو الزام لگائے ہیں انہیں فضائل مذکور سے جدا کر کے عکس توقیر کی نگاہ سے دیکھا بھی جا سکتا ہے۔ پر اِس بات کو سمجھ لینا چاہئے کہ قرآن کی مکی یہودی قوم کے لئے کیا تھا؟

قرآن مکی یہودی قوم کے لئے انجیل مقدس کا بدل تھا اس میں انجیل کی صداقت کا اُن کے اعتقاد کے خلاف علم بلند کیا گیا تھا اس میں انجیلی یسوع مسیح کی نبوت و رسالت کا انجیلی معانی میں جھنڈا کھڑا کیا گیا تھا انجیل اور یسوع مسیح کی صداقت کا راگ گایا گیا تھا۔ اس قرآن کو قبول کرنا یہود کے نزدیک جو معانی رکھتا تھا اُسے صرف یہودی قوم ہی سمجھتی تھی چنانچہ جب اُنہوں نے قرآن سُنا تو بار بار اُس کی اطاعت سے اس وجہ سے انکار کیا کہ قرآن ان کے روبرو مسیحیت کو لاتا تھا اور اسی وجہ سے قرآن نے ان کے انکار کو بار بار کفر و بیدینی شمار کیا اور اُن کو حضرت محمد اور قرآن اور اہل قرآن کے دشمن بنایا ہے۔

یہودی قوم کے گناہ مذکور میں سے کوئی حنفی مذہب کا آدمی اِسے نہیں دیکھ سکتا اور نہ انجیل و مسیح کا انکار کرنیکے گناہ کو حنفیت کی فضیلت و بزرگی کا سبب بنا سکتا ہے کیونکہ یہودی قوم صرف مسیحیت کے انکار کی وجہ سے قرآن میں مجرم گردانی گئی ہے پر اسے حنفیت کے مقابل وہ فضائل حاصل ہیں جنکا ذکر کیا گیا ہے۔

اِس بات کو ہر ایک آسانی سے جان سکتا ہے کہ جس مصنف قرآن نے مسیحیت اور انجیل اور

مسیح ابن مریم کی حقانیت کو بیان فرمایا تھا وہ کسی طرح یسوع مسیح کی آمد کے بعد یہودیت و یہودی قوم کے اُن فضائل کا اعتراف کر ہی نہیں سکتا جو مسیح کے قبل یہودی قوم کے بیان ہوئے تھے کیونکہ یہودی قوم اپنے مسیح کا اور اُس کی انجیل کا انکار کر چکی تھی حضرت محمد کے ایام تک اپنے کفر و انکار پر ہی چلی آئی تھی اس لئے مصنّف قرآن مسیح کے بعد یہودی قوم کے فضائل کی جگہ اس کے کفر و انکار کا ہی بیان کر سکتا تھا اور یہی اُس نے کیا ہے اور اِس بیان کو قرآن سے ہم دکھاتے ہیں جس سے قرآن کی ہزارہا مشکلات بھی حل ہو جائینگی

معلوم ہو کہ قرآن میں ابن مریم مصدقِ توریت اور علم الساعت کے دو خطابوں سے یاد کیا گیا ہے۔ ایک خطاب تو سورہ عمران آیت ۴۹ میں آیا ہے۔ اور دوسرا خطاب سورہ زخرف میں آیا ہے۔ اِن ہر دو خطابوں کو مدِنظر رکھ کر ذیل کے مقامات پر غور فرماؤ۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔ اور لوگ تو ایک ہی امت تھے پھر اُنہوں نے اختلاف کیا اور اگر تیرے رب کی بات پہلے سے مقرر نہ ہو چکتی تو جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں تو اُن کا فیصلہ ہو جاتا۔ یونس آیت ۱۹۔ پھر یہ کہ۔ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ط وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ط یعنے لوگ ایک ہی اُمت تھے پس اللہ نے نبیوں کو اور خوشخبری اور ڈر سنانیوالوں کو اُس میں مبعوث فرمایا اور اُن کے ساتھ کتابِ حق اُتاری تاکہ مختلف فیہ باتوں میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے اور اُس میں اختلاف بھی احکام آنے کے بعد آپس کی بغاوت سے اُنہیں لوگوں نے کیا جن کو وہ (کتاب) دی گئی تھی پس اللہ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے حق میں سے اِس بات کی ہدایت کر دی جس میں اُنہوں نے اختلاف کیا تھا اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی

ہدایت کر دیتا ہے۔ بقر آیت ۲۱۳ +

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْعِلْمُ بَغْیًا بَیْنَھُمْ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ یعنے تحقیق دین نزدیک اللہ کے اسلام ہی اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی اُنہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر علم آنے کے بعد اپنی بغاوت سے اور جو کوئی اللہ کی آیات کو نہ مانے پس وہ یاد رکھے کہ اللہ جلد حساب لینے والا ہی۔ عمرآن آیت ۱۸۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ تحقیق جن لوگوں نے اللہ کی آیات سے کفر کیا اور ناحق انبیا اور اُن لوگوں کو قتل کیا جو انصاف سے حکم کرتے تھے پس اُن لوگوں کو دردناک عذاب کی بشارت سنا۔ عمران آیت ۲۰-۲۱ +

وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ وَّھُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتَابَ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِھِمْ فَاللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ اور یہود نے کہا کہ نصاری کسی چیز (راہ) پر نہیں اور نصاری نے کہا کہ یہود کسی شے (راہ) پر نہیں حالانکہ وہ سب کتاب پڑھتے ہیں (اور) اسی طرح بے علم لوگ انہیں کی مثل کہتے ہیں پس قیامت کے دن اللہ ان کے اختلافات کا فیصلہ کریگا۔ بقر آیت ۱۱۳۔ اِس آیت میں دو فریق کا ایک ہی کتاب کو پڑھکر باہم اختلاف کر کے ایک دوسرے کو جھٹلانا ثابت ہی اور اسپر کفار عرب کا اہل الکتاب کے ہر دو فریق کے حق میں اپنا فیصلہ دُہرانا ظاہر ہی اور مصنف قرآن کا وَھُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتَابَ کہنا بھی قدرے معانی رکھتا ہو۔ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَھُمْ ط وَلَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی لَّقُضِیَ بَیْنَھُمْ اور اُنہوں نے تفرقہ بھی آپس کی ضد سے علم آنے کے بعد کیا اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک وقت مقرر تک کے واسطے ایک بات نہ ہوئی تو اُن کے درمیان فیصلہ ہو چکتا۔ شوری آیت ۱۴

پھر یہہ کہ اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْکُلُہُ النَّارُ ط قُلْ قَدْ جَآءَکُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْہُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ جن لوگوں نے یہہ کہا کہ تحقیق اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لاویں جب تک وہ ایسی قربانی جاری نہ کرے جسکو آگ کھاوے اُن کو کہہ دے کہ مجھ سے پہلے تمہارے پاس رسول صاف صاف حکموں کے ساتھ اور اس چیز کے ساتھ آئے جو تم کہتے ہو پھر تم نے اِن کو کیوں قتل کیا اگر تم سچے تھے؟ عمران آیت ۱۸۴۔ پھر یہہ کہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ فَنَبَذُوْہُ وَرَآءَ ظُہُوْرِہِمْ وَاشْتَرَوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ۔ اور جب اللہ نے اُن لوگوں سے عہد لیا جن کو کتاب دی گئی تھی کہ اس کو لوگوں سے بیان کرو گے اور اس کو چھپاؤ گے نہیں پر انہوں نے اس کو پس پشت ڈال دیا اور اس کے عوض میں تھوڑے دام لے لئے پس کیا ہی برا ہے جو وہ خریدتے ہیں۔ عمران آیت ۱۸۷ پھر یہہ کہ لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَیْہِمْ رُسُلًا ط کُلَّمَا جَآءَہُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَہْوٰٓی اَنْفُسُہُمْ فَرِیْقًا کَذَّبُوْا وَفَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا کَثِیْرٌ مِّنْہُمْ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور اُن کی طرف رسول بھیجے جب کبھی اُن کے پاس رسول ایسی باتیں لیکر آیا جن کو اُن کے نفس چاہتے نہ تھے تو ایک گروہ نے اُن کی تکذیب کی اور ایک گروہ اُن کے قتل کے درپے ہوئی اور گمان کیا کہ کوئی آزمایش نہ ہوگی پس اندھے او بہرے ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اِن پر رجوع کیا پھر اکثر اُن میں سے اندھے اور بہرے ہو گئے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ دیکھنے والا ہے۔ مائدہ آیت ۷۰-۷۱ پھر یہہ کہ

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ بِالْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَہْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ط

بَل لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِينَ۔ اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی اور اس کے بعد اور رسول بھیجے اور عیسیٰ ابن مریم کو صاف صاف نشانات عطا کیے اور روح القدس کے ساتھ اُس کی مدد کی کیا پس جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسی تعلیم لیکر آیا جو تمہارے نفسوں کی خواہش کے مطابق نہ تھی تو تم نے تکبر نہ کیا۔ پس ایک فریق کی تم نے تکذیب کی اور ایک فریق کو قتل کرتے رہے اور اُنہوں نے کہا ہمارے دل پردوں میں ہیں نہیں بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ نے اُن کو لعنتی بنا دیا پس شاذ ہی ایمان لاتے ہیں اور جب اللہ کی طرف سے اُن کے پاس کتاب آئی جو اُن کی موجودہ تعلیم کی تصدیق کرتی تھی تو باوجودیکہ پہلے سے منکروں پر فتح کی دعائیں کرتے تھے پھر بھی جب وہ چیز آئی جسکو اُنہوں نے جان لیا تھا منکر ہو گئے پس کافروں پر اللہ نے لعنت کر دی۔ بقرآیت ۸۷-۸۹ +

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ قُلْ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صٰدِقِينَ۔ یعنے یہود سے کہدے کہ اگر بنی آدم میں سے تمہیں اولیاء اللہ ہونے کا گمان ہو تو اگر تم سچے ہو تو موت مانگو۔ سورہ جمعہ آیت ۵ و ۶ +

اگرچہ اس آیت کی دلیل عجیب سی ہے مگر اس میں کلام نہیں کہ اس میں یہودی قوم کی اور اُن کے دعاوی کی کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور کہ خدا پرست ہیں کامل تردید آئی ہے۔ اب یہی دلیل حنفا کے خلاف ہے اگر یہودی قوم ابن مریم کا انکار کرنے کی وجہ سے اولیائی کے مرتبہ سے گرائی گئی ہے تو ملت حنیف کے مقلد جنت میں داخل ہونے کی ہوس نہ کریں۔ کیونکہ وہ تو یہودی قوم کے جھوٹے ہونے پر بھی ان کی برابری نہیں کرسکتے ہیں +

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَآئِيلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔ مائدہ آیت ۷۷

اب ایک طرف تو قرآن کے فیصلے اوپر کے الفاظ میں آئے ہیں اور دوسری طرف یوں فیصلہ آتا ہی؛ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ عمران آیت ۴۷۔ اور یہہ کہ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ عمر آیت ۴۸ ٭

قرآن کے کل مقامات مندرجہ صدر میں ایک خاص سبب سے قوم یہود کی تحقیر و تذلیل بیان ہوئی ہی عوام الناس خیال کرتے ہیں کہ وہ سبب قوم یہود کا قرآن کو نہ ماننا تھا۔ اگر یہودی قوم کی تحقیر کا یہی سبب مانا جائے تو بھی قرآن کا یہودی قوم کی نگاہ میں مقبولیت نہ پانا صرف مسیحیت و انجیل و مسیح ابن مریم کی عزت و حرمت کے باعث پر مبنی تھا٭

اگر مانا جائے کہ قرآن نے یہودی قوم کو اِس لئے رد کیا کہ اُنہوں نے حضرت محمد کو رد کیا تھا تو یہہ بھی اِس بنا پر خیال درست ہو سکتا ہی کہ حضرت محمد اُن کے نزدیک مسیحی عقائد پر ہونے کے سبب سے اُن کو مقبول نہ ہو سکتے تھے لہذا ان کا جو اعتقاد مسیحیوں کی بابت تھا وہی حضرت محمد کی بابت قایم تھا ہر صورت سے یہودی قوم کے نزدیک قرآن اور حضرت محمد نامقبول تھے اِس لئے مندرجہ صدر آیات میں یہودی قوم کی تحقیر کا باعث حضرت محمد کو محمد اور قرآن کو قرآن نہ ماننا نہ تھا بلکہ حضرت محمد مسیحی کو اور قرآن مسیحی کو نہ ماننا ہو سکتا تھا پس قرآن سے یہود کی تحقیر کا سبب مسیحیت کا انکار ظاہر ہوتا ہی جیسا کہ لکھا ہی وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ

جاثیہ آیت ۱۷ ٭

مندرجہ صدر آیات میں یہودی قوم کو مصنف قرآن نے اختلاف کرنے والی۔ بغاوت کرنے والی۔ سرکش۔ نافرمان۔ کفر کرنے والی۔ انبیاء کو قتل کرنے والی۔ بدعہد۔ انبیاء کی نافرمان۔ کلام اللہ کو نہ ماننے والی۔ حق کو چھپانیوالی۔ اندھی۔ بہری۔ دنیا کی طالب کلام اللہ کو مثل گدھے کے اُٹھانے والی۔ لعنتی۔ مغضوب من اللہ قرار دیا ہے۔ اب خواہ مخواہ یہہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ یہودی قوم پر یہہ کل الزامات کیا توقیر رکھتے ہیں؟ انکی

بنیاد کیا ہی ؟ یہہ قوم کب سے اِن الزامات کی ملزم چلی آئی تھی ؟

ایک بات بالکل صاف ہی اور وہ یہہ ہی کہ یہودی قوم پر کے تمام الزامات حضرت محمد سے بیشتر کے ہیں اور جو حضرت محمد کے زمانے سے متعلق ہیں وہ بائبل کی نافرمانی سے علاقہ رکھتے ہیں بائبل کو نہ جاننے سے بائبل کو چھپانے سے۔ بائبل کے علم و عرفان سے محروم ہونے سے خلاف بائبل دنیا کے طالب بننے سے متعلق ہیں باقی الزامات ایسے ہیں جو زمانہ قدیم سے متعلق ہیں۔ مثلاً یہودی قوم کا اختلاف کرنا۔ ان کا سرکش ہونا۔ ان کا نافرمان ہونا۔ ان کا کفر کرنا۔ انکا انبیاء کو قتل کرنا۔ اِن کا بدعہد ہونا۔ ان کا انبیاء کے کلام کو نہ ماننا۔ انکا یسوع مسیح اور اُسکی انجیل کو نہ ماننا۔ انکا لعنتی ہو کر مغضوب من اللہ ہونا وغیرہ تمام جرایم حضرت محمد سے بیشتر کے ہیں جن کو مصنفِ قرآن نے دُہرایا ہی۔

الزامات مذکور سے معلوم ہوتا ہی کہ یہودی قوم حضرت محمد سے بیشتر سے انکی ملزم چلی آئی تھی قرآن نے ان کے الزامات یا گناہوں کو یاد دلایا یا اُن کو دُہرایا تا اُن یہودیوں کو اُن کے گناہوں سے قائل کرے۔ جو زمانہ محمدی میں موجود تھے۔ یہودی قوم کب سے اُن جرموں کی مرتکب ہوئی ہی۔

اِس کا جواب صرف یہی ہی کہ جب سے یہودی قوم نے خداوند یسوع مسیح اور اُس کی انجیل کو رد کیا جب سے اُس نے یسوع مسیح کی اطاعت سے سرکشی کی صرف تب ہی سے یہودی قوم اُن تمام گناہوں کی مرتکب بنتی گئی اُس وقت سے حضرت محمد کے زمانے تک وہ مزید جرایم کرتی رہی حتّٰی کہ قرآن کے زمانے میں ان کے جرایم مذکور عربی زبان میں بیان کیے گئے۔

مسبوق الذکر بیان سے ہم نے اس وہم کی بنیاد اُکھیڑی ہی کہ یہودی قوم کی قرآن میں اس لئے تحقیر بیان ہوئی ہی کہ اِس قوم نے حضرت محمد کو نبی یا رسول نہیں مانا یا قرآن عربی کو الہامی کتاب نہیں مانا۔ اسناد مذکور میں حضرت محمد کی رسالت وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہی۔

جب اس خیال کو روبرو رکھ کر آیات مذکور کو دیکھا جاتا ہی تو ہم کو وہم مذکور کے خلاف یہہ باتیں ملتی ہیں (۱) کہ ابتدا میں بنی اِسرائیل ایک ہی اُمّت تھے اِن میں تمام انبیاء آئے انکو

کتاب دی گئی اس پر ان میں اختلاف ہوا پر اللہ نے راست فریق کی ہدایت فرمائی۔ (۲) ناراست فریق نے اللہ کی آیات سے کفر کیا انبیاء کو ناحق قتل کیا ان کو قرآن نے عذاب کی بشارت سنائی۔ (۳) پھر اللہ نے بنی اسرائیل کے پاس عیسیٰ بن مریم کو رسول بنا کے بھیجا۔ اسے کتاب و حکمت اور انجیل دی گئی اس نے توریت کی تصدیق فرمائی۔ (۴) عیسیٰ ابن مریم کی رسالت نبوت کا انکار کر کے بنی اسرائیل نے اس کے قتل کرنے کا دعویٰ کیا اور اسے جھٹلایا۔ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ (۵) پھر وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا کے موافق حضرت مریم پر بہتان لگانے کے سبب بھی وہ کافر ٹھہرے۔ (۶) مگر قرآن نے اسی ابن مریم اور حضرت مریم کی سچائی کے دعاوی کی صداقت کا یہود کے روبرو علم اٹھایا جس کے دعاوی کو وہ باطل مانتے آرہے تھے (۷) قرآن نے یہود کے خلاف حضرت مریم کی عصمت و عفت بیان فرمائی حضرت ابن مریم کو رسول اللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ وغیرہ بیان کیا۔ اسے علم الساعت قرار دیا۔ اسے ایۃً للعلمین بنا کر جامع جمیع علوم ٹھہرایا (۸) آخر میں قرآن نے بار بار اس بات کا ذکر کیا کہ یہودی قوم نے علم آنے کے بعد اختلاف کیا۔ (۹) اختلاف کرنے پر قرآن نے اسے گناہ کی مرتکب ٹھہرایا۔ اسے تمام فضائل سے خارج کر دیا۔ اسے گدھے کی مثل بتلایا جس پر کتابیں لدی ہوں۔ پس ان کل قرائن سے ثابت ہے کہ یہودی قوم حضرت مسیح ابن مریم اور اس کی انجیل کی صداقت سے منکر ہونے پر تمام فضائل دینی سے محروم دکھائی گئی حضرت محمد کی رسالت کے انکار کی وجہ سے نہیں ٭

باقی یہودیوں اور مسیحیوں کا باہمی اختلاف رہا۔ اس کی بابت سمجھ لینا چاہیے کہ یہودی قوم تو ابن مریم کی صداقت کا انکار کر کے کفر و لعنت کے چنگل میں گرفتار دکھائی گئی اور مسیح ابن مریم کی صداقت قرآن نے تسلیم کی لہذا یہود کے مقابل مسیحیوں کا حق پر ہونا خود بخود ثابت ہو گیا اگر کسر دکھائی دے تو اسے آگے چل کر نکال دینگے فی الحال اسی نتیجہ پر کفایت کرنی چاہیے ٭

یہودیوں اور مسیحیوں کے اختلاف پر کوئی شخص مسیحیوں کو مجرم نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ قرآن نے اختلاف کا جرم یہودی قوم میں قایم و ثابت کیا ہی۔ ہم مسیحیوں کی بریت ناظرین پر اس بات سے بھی ظاہر کرتے ہیں کہ جو مسیحیوں اور یہودیوں میں بر وقت تصنیف قرآن اختلاف تھا اس میں قصوروار یہود ہی سمجھے گئے تھے قرآن میں بار بار آیا ہی وَمَا تَفَرَّقُوٓا اِلَّا مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡيًۢا بَيۡنَهُمۡ ط قرآن میں یہودی قوم کے آبا کی بابت آیا ہی۔ اور وَمَا اخۡتَلَفَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اِلَّا مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡيًۢا بَيۡنَهُمۡ ط یہہ دونوں آیات یہود کی بغاوت و اُن کے اختلاف کرنے پر سند ہیں۔ اور اُن کی بابت دیگر آیات بھی اسی مطلب پر روشنی ڈالتی ہیں جو پیشتر نقل ہو چکی ہیں۔ ان سے روشن ہی کہ یہود نے علم آنے پر اختلاف کیا تھا اور دوسری آیات میں علم و کلمۃ اللہ یسوع مسیح کے خطاب آئے ہیں پس اس طور سے یہود کا یسوع مسیح سے اختلاف کرنا ثابت ہوا اور جنہوں نے یسوع مسیح سے موافقت کی وہ قرآن میں اختلاف کے گناہ سے بری ٹھہرے اور وہ مسیحی ہو گئے تھے ؛

اگر یہہ بات بھی فرض کی جائے کہ یہود نے حضرت محمد کی اور قرآن کی سے بھی اختلاف کیا اس لئے وہ حضرت محمد اور قرآن کے بھی گناہگار ہوئے تو (۱) اس کی بابت سب سے پہلے یہہ بات معاصرین قرآن کے حق میں سچ ہو سکتی ہی (۲) یہہ بات صرف مدینہ کے یہود کی بابت سچ ہو سکتی ہی (۳) قرآن سے پیشتر کے تمام یہودی اس الزام سے بری ٹھہرتے ہیں (۴) جو یہودی بر وقت قرآن مدینہ میں موجود تھے وہ حضرت محمد اور قرآن کی فرمانبرداری میں اس لئے معذور تھے کہ وہ حضرت محمد کو مسیحی اور قرآن کو مسیحی مسلمات کی کتاب سمجھتے تھے اس وجہ سے حضرت محمد اور قرآن کو نہ ماننے میں یہود کا کوئی نیا گناہ نہ تھا بلکہ پرانے گناہ کا اعادہ تھا

مندرجہ صدر بیان سے پایا جاتا ہی کہ قرآن اور حضرت محمد کی عظیم نافرمانی یسوع مسیح اور اُس کی انجیل کی تابعداری سے کفر و انکار تھا قرآن نے یہودی قوم جیسی با فضیلت قوم کو اگر گنہگار و ملعون ٹھہرایا ہی اگر اس قوم کو مغضوب من اللہ ظاہر کیا ہی تو صرف یسوع مسیح اور اُس کی انجیل سے کفر و انکار پر کیا ہی کسی دوسرے سبب سے نہیں ؛

قرآن شریف نے یہودی قوم کے حق میں جو فیصلہ دنیا کو سنایا تھا اگر وہ مسیحیت کی عدول حکمی پر مبنی تھا تو بلاشک یہودی قوم قرآن عربی اور محمد مکی کی نافرمانی کر کے کسی نئے جرم و گناہ کی مرتکب نہیں ہوئی بلکہ اس کا قرآن سے روگردانی کرنا اس کے پیشتر کے متواتر گناہ کا زبان عربی میں اظہار تھا اس لئے قرآن اور حضرت محمد کی نافرمانی انجیل اور یسوع مسیح کی نافرمانی سے الگ کچھ حقیقت نہ تھی۔ مگر ہم کو معلوم ہی کہ اہل قرآن اس بات میں فوراً اتفاق نہ کرینگے وہ اس موقعہ پر یہودی قوم پر قرآن کی نافرمانی کا جرم انجیل کی نافرمانی کے جرم کو چھوڑ کر لگانے کی کوشش کرینگے۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ انجیل و مسیحیت کا خیال چھوڑ کر یہودی قوم کو مجرم و گنہگار ٹھہرانے والا دنیا پر کوئی شخص نہیں کھڑا ہو سکتا۔ قرآن غیر مشترک کے مسلمات پر ہرگز یہودی قوم اس سزا کی مستوجب نہیں ٹھہر سکتی جو قرآن اسے دے چکا ہی +

قرآن غیر مشترک میں جو برحق ملت و مذہب مانا گیا ہی اس کا نام ملت حنیف تھا اور ملّت حنیف حضرت ابراہیم عبرانی سے منسوب کی گئی تھی حضرت محمد کو ملّت حنیف کا پیرو دکھایا گیا تھا پر ہم ایک لمحہ کے لئے حضرت محمد کو ملت حنیف کا پیرو نہیں مان سکتے تھے اور نہ حضرت محمد ملت حنیف پر ہو کر ابراہیم کو حنیف مانکر یہودی قوم کو اپنی پیروی کرنے کی دعوت دے سکتے تھے اگر دیتے تو یہودی قوم کا بچّہ بچہ آپ کی حقارت و توہین پر مجبور ہوتا کیونکہ یہودی لغت میں لفظ حنیف نہایت مکروہ معانی رکھتا تھا اِس لئے ناممکن ہی کہ مصنّف قرآن اور حضرت محمد نے حضرت ابراہیم کو حنیف قرار دیکر یہود کے روبرو پیش کیا ہوا اور اس پر یہ امید رکھی ہو کہ یہود حضرت محمد کے معتقد ہو جائیں +

عبرانی لغت میں لفظ حنیف کے معانی ناپاک (زبور $\frac{۱۰۶}{۳۸}$) نجس (یسعیاہ $\frac{۲۴}{۵}$) بدکار (یرمیاہ $\frac{۳}{۲}$) ریاکار (ایوب $\frac{۸}{۱۳}$)، (ایوب $\frac{۱۳}{۱۶}$ و $\frac{۱۵}{۳۴}$) مخالف (ایوب $\frac{۱۷}{۸}$) کافر (یسعیاہ $\frac{۳۲}{۶}$) بددینی کے ہیں (یرمیاہ $\frac{۲۳}{۱۵}$) لفظ حنیف کے عبرانی لغت کے معانی مذکور کو دیکھکر اور اس بات کو باور کر کے کہ مصنّفِ قرآن عبرانی قوم کے نوشتوں سے خوب واقف تھا ہم ہرگز یہ بات ماننے کو تیار نہیں کہ حضرت محمد نے مدینہ کے یہود کو ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کی دعوت دی

اگر کسی نے یہود کو ابراہیم حنیف کے نام سے دعوت دی تو اس کا اس کے سوا کچھ منشا نہ تھا کہ یہودی اور مسیحی قوم کے جد امجد کی تحقیر و توہین کر کے ان کے دلوں کو دکھائے ایسے نامناسب کام کو حضرت محمد جو ابراہیمی اسلام کی منادی کیا کرتے تھے ہرگز نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ آپکو حضرت ابراہیم کی عزّت منظور تھی آپ کے منہہ سے ہرگز یہہ بات صادر نہ ہو سکتی تھی کہ میں نے ابراہیم حنیف کی ملّت کی پیروی کی اور تم میری پیروی کرو +

ہم نے بیشتر کہا کہ ملت حنیف میں یہود کے لئے ایک بات بھی ایسی نہ تھی جسے پیش کر کے ان سے اس کی پیروی کا مطالبہ کیا جاتا یہودی قوم واحد خدا کی پرستار بلکہ تمام دنیا کو آلٰہی توحید سکھانے والی تھی حنفائے عرب نے جو آلٰہی توحید کی بابت تعلیم حاصل کی تھی وہ اسی یہودی قوم سے کی تھی اس کے پاس کلام اللہ کا مجموعہ تھا وہ تمام انبیاء برحق کی ماں تھی وہ تہذیب وشائستگی کی اُستاد تھی۔ وہ علم وفضل کی معلّم تھی اس کے مذہبی اصولوں کی صداقت کا سکّہ مانا جا رہا تھا اس کے انبیاء کے آگے زمانہ سرنگوں چلا آتا تھا اس کی فضیلت و عظمت کے قصص قرآن کے متن کا جزو تھے وغیرہ ایسی قوم کے آگے ملّت حنیف کے راگ گانے سراسر بے سود تھے حنیفیت میں ایک ایسی بات نہ تھی جس کی یہودی قوم کسی معانی میں محتاج ہو۔ ایسی قوم کے علماء کو یہہ سنانا کہ ہم نے ابراہیم حنیف کی پیروی کی ہی ایک ایسا کفر تھا جس کی وہ قوم برداشت نہ کر سکتی تھی اور نہ یہہ ممکن تھا کہ حضرت محمد جسے یہود مدینہ نے خود پناہ دیکر محفوظ کیا تھا اُنکو ایسا قابل اعتراض و دل شکن پیغام دے سکتے تھے پس قرآن میں ملت حنیف کی عزّت و حرمت پر اور اُسکے مسلمات پر جو متن آیا ہی اُسے ہرگز جزو قرآن مانا نہیں جا سکتا +

ہم کو یاد ہی کہ حضرت ابراہیم نے یہہ دعا کی تھی رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ یعنے اے ہمارے رب کر ہم کو مسلمین اپنے لئے اور ہماری اولاد میں بھی ایک اپنے لئے مسلم اُمّت بنا بقرہ ۱۵ رکوع۔ پھر ہم پڑھتے ہیں وَقُلْ لِلَّذِيْنَ أُوتُوا الْكِتٰبَ وَالْأُمِّيّٖنَ ءَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا عمران ۲ رکوع حضرت ابراہیم کی

دعا کا جواب قرآن پیشتر سُنا چکا اور اس کے ساتھ اُوتُوا الکِتٰب کو اور کفار عرب کو جو اُمّی تھے اسلام کی بشارت سُناتا رہا۔ پھر ہم نہیں جانتے کہ حضرت ابراہیم کیسے حنیف بن گئے؟

مندرجہ صدر بیان میں ہم نے اوّل تو اس بات کو دکھایا کہ یہود مدینہ حضرت محمد سے اِس لئے ناخوش تھے کہ اُن کے مسلمات کے خلاف حضرت محمد مسیحیت کے مسلمات کی تائید و تصدیق کرتے تھے۔ دوم وہ اس لئے بھی ناخوش تھے کہ حضرت محمد مسیحیت کی حقانیت تسلیم کر کے یہودی قوم کو مسیحیت کی نافرمانی کے جرم میں مردود و مغضوب من اللہ مانتے تھے اور لوگوں سے منواتے تھے ہمارے خیال میں یہود و حضرت محمد میں مخالفت و مخاصمت کے یہی دو سبب کافی تھے ÷

اِس کے سوا اگر کوئی تیسرا سبب یہود کی ناراضی کا تھا تو وہ قرآن کا حضرت ابراہیم کو حنیف بیان کرنے کا تھا مگر یہودی قوم کسی جگہ ملت حنیف کے کفر و انکار کی وجہ سے مردود و مطعون قرار نہیں پائی اور نہ کسی نص صریح سے یہہ بات ثابت ہی کہ یہودی قوم حضرت محمد کی نبوّت و رسالت کے کفر و انکار پر مغضوب من اللہ ٹھہر گئی تھی ÷

جو صاحبان پچھلے دو سببوں سے یہودی قوم کو مغضوب من اللہ ماننے والے ہیں اُن کے مقابل یہودی قوم ہر ایک داغ و الزام سے بری ثابت ہی اور نہ ثابت ہو سکتی ہی وہ ملت حنیف کی کسی معانی کی فضیلت و برتری یہودی مذہب پر ثابت نہیں کر سکتے نہ ملت حنیف کی حمایت حضرت محمد سے کروا کر حضرت محمد اور قرآن کو بے الزام ٹھہرا سکتے ہیں مگر پہلے دو سببوں کو مان کر یہودی قوم کو کوئی الزام سے بری نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ملت حنیف اور قرآن غیر مشترک کی توقیر کی وجہ بیان کر سکتا ہی۔ پس ہمارے نزدیک مسیحیت کے کفر و انکار پر جیسے یہودی قوم مغضوب من اللہ ثابت ہوئی ویسے ہی حنفیت و حنفا کا حال ہی ÷

چوتھی فصل

مسیحیت و اسلام و مسلمانی کی وحدت میں

قرآن شریف نے یسوع مسیح اور اُس کی انجیل کی نافرمانی میں یہودی قوم کو تخت سے تختہ پر لا لٹکایا اب اس نے مسیحیت کی کہانی شروع کی اس حکایت کو جس خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے اس کا ملاحظہ بھی کرنا چاہئے +

دفعہ ۱۔ حواریان مسیح کا بیان

ڈاکٹر عبدالحکیم خان حواریانِ مسیح کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ لفظ حواری حور سے مشتق ہے جس کے معنے خالص سفیدی کے ہیں اس لئے دھوبی کو بھی حواری کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ کپڑے دھو کر سفید کرتا ہے۔ اور مخلص دوست اور معاون کو بھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے اصحاب جو اَوّل اَوّل اُن کے رفیق و مددگار ہوئے حواری کہلاتے ہیں جو تعداد میں بارہ تھے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

شمعون جو پطرس کہلاتا ہے۔ اندریاس۔ یعقوب۔ یوحنّا۔ فلپس۔ برتلمائی۔ توما۔ متی محصول لینے والا۔ یعقوب ثانی۔ لبّی یا تدی۔ شمعون کنعانی۔ یہوداہ اسکریوطی۔ متی ۱۰ +

مسیح علیہ السلام کے یہ حواری ملک یہودیہ میں منادی کرتے پھرے پھر شریا کے علاقوں میں سے گذر کر یونان اور روم کے شہروں میں پہنچے۔ بڑی بڑی مصیبتیں اُٹھاتے رہے۔ کسی سے کچھ لیتے نہ تھے۔ باکرامت درویش تھے۔ ان کی دعا سے بیمار تندرست ہوتے تھے آخر لوگوں کے ہاتھوں سے شہید ہوئے۔ اُن کی مساعی جمیلہ کے طفیل سے دین عیسوی بحری اور بری ممالک میں پھیل گیا اور گھر گھر لڑائی اور جنگ کی آگ بھڑک اُٹھی۔ تفسیر القرآن بالقرآن صفحہ ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ +

اس بیان میں ڈاکٹر موصوف نے حواریان مسیح کا نہایت مختصر پر سچا بیان کیا ہے۔ اور ہم اس بیان کی تھوڑی سی تفصیل پیش کرتے ہیں تاکہ ڈاکٹر موصوف کے بیان کی صداقت زیادہ روشن ہو جائے لکھا ہے*

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۔ اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی کی کہ مجھپر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انھوں نے کہا ہم ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تیرا رب یہہ کرسکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے؟ مسیح نے جواب دیا اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ اُنھوں نے کہا چاہتے ہیں کہ ہم اُس میں سے کھائیں اور ہمارے دل اطمینان پائیں اور جانیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس میں سے گواہوں میں سے ہو جائیں۔ عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی اے خداوند اے ہمارے رب تو ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے واسطے عید ہو جائے اور تیری طرف سے نشان ہو بخشے رزق بافراغت اور تو رزق دینے والوں میں سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ اللہ نے فرمایا تحقیق میں وہ اُتارنے والا ہوں پر جو اُس کے بعد تم میں سے کفر کریگا پس تحقیق اُس کو ایسا عذاب کرونگا کہ جہانوں میں سے کسی کو بھی ایسا عذاب نہیں دونگا

مائدہ آیت ۱۱۱ سے ۱۱۵ تک+

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ج وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ

ترجمہ پس جب دیکھا عیسیٰ نے اُن سے کفر (منکرانِ مسیح سے) کہا کون ہیں مدد دینے والے مجھ کو
طرف اللہ کی کہا حواریوں نے کہ ہم ہیں مدد دینے والے اللہ کے ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور
تو گواہ رہ ساتھ اس کے کہ ہم مسلمان ہیں ای پروردگار ہمارے ایمان لائے ہم ساتھ اُس چیز
کے کہ اتاری تو نے اور پیروی کی ہم نے رسول کی پس لکھ ہم کو ساتھ شاہدوں کے ۔ عمران ۵ رکوع

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ جسوقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ تحقیق میں
وفات دینے والا ہوں تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں (مُردوں میں سے) تجھ کو طرف اپنی اور پاک کرنے
والا ہوں تجھ کو اِن لوگوں سے کہ کافر ہوئے اور کرنے والا ہوں اِن لوگوں کو اطاعت یا پیروی
کی تیری فتحمند (اوپر) اُن لوگوں کے کہ کافر ہوئے قیامت کے دن تک ۔ عمران ۵ و ۶ رکوع ۔

ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ
عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۔ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ... وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۔ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۔ ترجمہ پھر طرف میری پھر آنا ہے تمہارا پھر حکم کرونگا درمیان تمہارے بیچ اس چیز کے کہ
تھے تم بیچ اُس کے اختلاف کرتے ۔ پس جو لوگ کہ کافر ہوئے (یعنی عیسیٰ کی پیروی سے منکر ہوئے)
پس عذاب کرونگا اُن کو عذاب سخت بیچ دنیا کے اور بیچ آخرت کے اور نہیں واسطے اُن کے مددگار
اور جو لوگ کہ ایمان لائے ... (یعنی عیسیٰ پر) اور کام کئے اچھے پس پورا دیگا اُن کو ثواب اُن کا اور
اللہ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو ۔ یہہ پڑھتے ہیں ہم اُس کو اوپر تیری آیتوں سے اور نصیحت
حکمت والی سے ۔ عمران ۶ رکوع ۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۥ وَجَعَلْنَا
فِىْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ط ترجمہ پھر پیچھے لائے ہم اوپر قدموں اُن کے
کے (یعنی ابراہام اور اضحاق وغیرہ کے قدموں پر) پیغمبر اپنے اور پیچھے لائے ہم عیسیٰ بیٹے مریم کے کو
اور دی ہم نے اس کو انجیل اور کی ہم نے بیچ دلوں اُن کے کہ پیروی کی اُس کی (یعنی عیسیٰ کی شفقت

اور رحمت۔ حدید ۴ رکوع +

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا كُوْنُوْا أَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّيْنَ مَنْ أَنْصَارِيْ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ فَآمَنَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّائِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوْا ظَاهِرِيْنَ۔ اے مومنو اللہ کے مددگار ہو جاؤ جیسا کہ ابن مریم نے حواریوں سے کہا کہ اللہ کی طرف میرے مددگار کون ہیں؟ حواریوں نے جواب دیا ہم اللہ کے مددگار ہیں پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ کافر ہو گیا پس ہم نے مومنوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی پس وہ غالب ہو گئے صف۔ آیت ۱۴

قرآن کے مقامات بالا سے کئی ایک غور و فکر طلب حقیقتیں ظاہر ہوتی ہیں جن میں بعض مندرجہ ذیل ہیں +

۱۔ کہ خداوند یسوع مسیح نے بنی اسرائیل کو اور حواریوں کو ضرور تعلیم دی۔ اور اُس تعلیم کے ساتھ ایسے معجزات دکھائے جو اپنی آپ ہی نظیر تھے +

۲۔ خداوند یسوع مسیح کی تعلیم کے نتیجے دو قسم کے پیدا ہوئے۔ جن میں سے ایک یہ نتیجہ تھا کہ بعض یہودی اُس کی تعلیم و چلن اور اُس کے کارہائے عظیم کی خوبی کو دیکھ کر اُس کے معتقد ہوئے تھے جن میں سے حواری مشہور ہیں۔ دوسرا نتیجہ یہ تھا کہ ایک گروہ بنی اسرائیل کا ابن مریم اور اُسکی انجیل کی متابعت سے منکر ہو گیا تھا +

۳۔ قرآن نے مسلمہ طور سے یسوع مسیح کے اسلام و فتحیابی کا ضرور ایسا بیان کیا جو اس کی پہلی آمد سے شروع کر کے دوسری آمد تک تکمیل پانے والا تھا وہی اپنے اسلام کی قدرت و طاقت سے ادیان دہر کو تہ و بالا کرنے والا تھا۔ پہلی اور دوسری آمد کا درمیانی عرصہ بالکلیہ قرآن نے یسوع مسیح کے اسلام کی فتوحات کے لئے وقف کیا اس عرصہ کی وہ تمام اقوام جو اسکے اسلام سے نافر ہوئیں یا ہونے کو ہیں یسوع مسیح کی نافرمانی کے جرم میں ضرور ناکام و مستوجب سزا قرار دی گئیں عرصہ مذکور میں سوا یسوع مسیح کے اُن اقوام کو کوئی حمایتی و مددگار نہیں دیا گیا +

۴۔ قرآن نے یسوع مسیح کے تابعین کی فتوحات کے لیے پہلی آمد کے وقت سے اسکی دوسری آمد تک کا زمانہ ضرور وقف کر دیا۔ ان کو اُن تمام فضائل کا وارث بنا کر جس سے یسوع مسیح کے مخالف بنی اسرائیل محروم ہوئے تھے تمام ادیان دہر کے فاتح قرار دیدیا۔ ان کے مخالفین کو تا قیامت ان کے آگے شکست خوردہ و مفتوح بنا دکھایا اور ان مخالفین کو ہر ایک الٰہی مدد سے محروم کر دیا ÷

۵۔ اس کے سوا قرآن نے تابعین انجیل اور حواریان یسوع مسیح کی رسالتوں کو من جانب اللہ ظاہر کر کے۔ ان کی خدا پرستی کا اظہار کر کے یسوع مسیح کے اسلام کے مسلم بنا کے رسالت کی خدمات کو انجام دیتے دکھایا اور اُن کی فتوحات کا بنی اسرائیل میں اور غیر اقوام میں نمونہ دکھایا ÷

مندرجہ صدر حقائق بالکل صاف ہیں۔ ان پر زیادہ حاشیہ چڑھانے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ ان حقائق کا قرآن شریف گواہ ہے اور ان کی سچائی پر حضرت محمد کی مُہر سمجھی جاتی ہے۔ اب اہل انصاف آنکھیں کھول کر فرمائیں کہ مکہ اور مدینہ میں کونسے نبی کے آنے کی گنجایش چھوڑی گئی۔ کیونکر حقائق مذکور کے معتقد کے لئے نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنا جائز ہو گیا۔ مکہ اور مدینہ میں کیسے سوا مسیحیت کے کسی دوسرے مذہب کی عمارت اُٹھانی مباح ہو گئی کیسے مسیحیت کے عقائد و مسلمات پر کفر کے فتوے لگانے والے ملت حنیف کی پیروی و تقلید کرنے والے۔ حق پرست بننے کو کھڑے ہو گئے اور پھر مسیحیت اور اس کے عقائد و مسلمات کی تکذیب کرنے والے مسیحیوں کے مقابل ہو کر کیسے اپنی صداقت کا اور مسیحیوں کی گمراہی کا اعلان کرنے لگ گئے ؟

کیا حضرت محمد کے وقت قیامت آگئی تھی۔ کیا یسوع مسیح دوسری دفعہ حضرت محمد سے پیشتر آگیا تھا۔ کیا حضرت محمد کے زمانہ تک تمام ادیان دہر پر مسیحیت کا غلبہ ہو گیا تھا۔ کیا دنیا سے یسوع مسیح اور اُس کی انجیل اور اُس کے اسلام کے مخالف مٹ گئے تھے ؟ اگر نہیں۔ تو مکہ اور مدینہ میں اُس بزرگ کو نبی رسول بنا کر دکھا دینا جو خود حقائق مذکور کا معتقد و مناد تھا اور قرآن کو حضرت محمد پر آسمان سے نازل کروا دینا جس میں حقائق زیر بحث کا بیان ہے کیا معانی رکھتا تھا ؟

ہم حضرت محمد کی نبوت و رسالت کے اور قرآن عربی کے آسمان سے نازل ہونے کے

دشمن نہیں مگر ہم اس بات کے مخالف ہیں کہ قرآن شریف اور حضرت محمد نے جو زمانہ مسیحیت کی تکمیل کے لئے مخصوص کیا تھا اسی زمانہ میں حضرت محمد کی رسالت و نبوت کو اور قرآن کے آسمان سے نازل ہونے کو محدود کر دیا اس وجہ سے حضرت محمد کی نبوت و رسالت تسلیم کرنے کے قابل نہیں کیونکہ اس سے یسوع مسیح کے جائز حق میں دخل اندازی پیدا ہوتی ہی اور قرآن کے الہامی دعویٰ سے انجیل مقدس کی اشاعت روکی جاتی ہی۔ کیا قرآن نے یسوع مسیح کی پہلی آمد کے وقت سے تا قیامت کا زمانہ یسوعی فتوحات کے لئے نہیں وقف کیا؟ چونکہ قرآن شریف خود یہہ کر چکا ہے لہذا حضرت محمد کی نبوت و رسالت اور قرآن کے الہام کے قضیے قبل از وقت ہیں اس لئے ان پر غور کرنے کو کوئی عقلمند تیار نہیں ہو سکتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن عربی نے یسوع کے بیان میں حضرت محمد کی نبوت و رسالت کی مطلق گنجایش نہیں چھوڑی۔ پہلے بنی اسرائیل کے فضائل بیان کر کے آپ کی نبوت و رسالت کی راہ میں روک پیدا کی اور اب یسوع مسیح کے بیان میں تو اس کے لئے صورت ہی کوئی نہیں چھوڑی کیونکہ حضرت محمد کو جس وقت یسوع مسیح کا بیان مذکورہ بالا سنایا گیا اسوقت سے قیامت تک نبوت کی راہ بند کر دی۔ اور مخالفین مسیح اور اس کی انجیل کے لئے فرمایا وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔ پھر عین اسی وقت مسیحیت اور اس کے مسلمات و عقائد کے مخالفین بلکہ مکذبین کے لئے اور یسوع مسیح کی الوہیت کے منکرین کے لئے حضرت محمد کو خدا کی طرف سے مددگار بنا کر کھڑا کرنا اور پھر نبی و رسول بنا کر کھڑا کرنا آیات زیر بحث کے کل مطالب کو اگر جھٹلانا نہیں تو کیا ہی؟

قرآن نے اسی غلطی سے لوگوں کو بچانیکے لئے ان کو نصرانی ہو جانے کی صاف تعلیم دی اور حضرت کی قوم المؤمنین کو مخاطب کر کے کہا گیا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ۔ مگر قرآن کے تابعین سے تا حال اس حکم کی فرمانبرداری ہو سکی برعکس اس کے ہم آگے چل کر دکھائینگے کہ مومنین نے اس واضح حکم کی تعمیل سے بچنے کے لئے کیا حکمتیں کیں؟ اور کہاں تک مسیحیت اور مسیحیوں اور ان کے عقائد کی برخلافیاں قرآن

میں آنے دیں +

دفعہ ۲۔ حواریانِ مسیح کے شاگردوں کا بیان

اِس سرخی کی تفصیل میں جو بیان ہم اِس وقت پیش کیا چاہتے ہیں ہم اس کی تواریخی صداقت کے جواب دہ نہیں ہیں اہل قرآن نے اُس بیان کو سند مانا ہی اور اُن کے اصول کا جزو ہی اسی اعتبار سے ہم حبیب انطاکی کا بیان نقل کرتے ہیں کہ محمدی دنیا میں یہہ بیان صداقت کا جزو تسلیم کر لیا گیا ہی۔ لکھا ہی +

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ م اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ج اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْآ اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۰ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۰ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۰ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۰ قَالُوْآ اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ج لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۰ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ط اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ط بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۰ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۰ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۰ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۰ ءَ اَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ج اِنِّيْ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۰ اِنِّيْ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۰ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ط قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۰ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۰ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۰ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خَامِدُوْنَ ۰ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ج مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔ ترجمہ۔ اور اُن کے واسطے ایک مثال سمجھا دے جب اُن کے پاس رسول پہنچے۔ جب ہم نے اُن کی طرف دو کو بھیجا اُن کی اُنہوں نے تکذیب کی پس ہم نے تیسرے سے مدد کی پس اُن سب نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ وہ بولے تم ہمارے

جیسے ہی انسان ہو اور رحمٰن نے کچھ بھی نہیں اُتارا تم تو بس جھوٹ بولتے ہو۔ وہ بولے ہمارا رب جانتا ہی کہ ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں اور ہم پر تو بس صاف صاف پہنچا دینا (فرض) ہی وہ بولے ہم تم میں نحوست دیکھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو پتھراؤ کر مارینگے اور ہم سے تم کو دردناک عذاب پہنچیگا۔ اُنہوں نے جواب دیا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہی کیا جب تم کو سمجھایا گیا (تو یہ کہنے لگے نہیں بلکہ تم خطاکار قوم ہو۔ اور ایک شخص شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اُس نے کہا اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو اُس کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور وہ ہدایت یافتہ ہیں اور مجھے کیا ہوا کہ میں اُس کی پوجا کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے کیا میں اُس کے سوائے اور خدا بنالوں اگر رحمٰن مجھ کو نقصان پہنچانا چاہے تو اُن کی سفارش میرے کچھ بھی کام نہ آئیگی اور نہ وہ مجھ کو بچا سکینگے اگر ایسا ہوا تو میں صریح گمراہی میں ہونگا۔ میں تو تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں پس میری سنو اُس کو کہا گیا کہ بہشت میں داخل ہو وہ بولا کاش میری قوم جانتی ہوتی کہ کس چیز سے میرے رب نے مجھے بخشا اور مجھ کو عزت یافتہ کیا اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اُتارا اور نہ ہم اُتارنے والے ہیں۔ وہ تو بس ایک چنگھاڑ تھی۔ پس وہ یکایک ایک بجھی ہوئی آگ کی طرح ہو کر رہ گئے۔ بندوں پر افسوس۔ کہ کوئی رسول اُن کے پاس نہیں آیا مگر اس سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ یٰس +

یہ حبیب انطاکی کا قصّہ ہی جس کی بابت بیضاوی اور زمخشری کے وہی بیانات ہیں جو جلالین کے ہیں ہم صرف جلالین کا بیان نقل کرکے اِس قصّے کو تمام کرتے ہیں۔ تفسیر جلالین میں آیا ہی وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ الخ اور اے محمد اُن سے بیان کر انطاکیہ والوں کا حال جبکہ ان کے پاس عیسیٰ کے قاصد پیغام لیکر آئے جبکہ ہم نے انطاکیہ والوں کی طرف دو آدمی بھیجے سو اُنہوں نے اُن دونوں کو جھٹلایا پھر ہم نے اُن دونوں کو قوت دی تیسرے آدمی سے سو اُن تینوں نے اہل انطاکیہ سے آکر کہا کہ بے شبہہ ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں وہ بولے کہ تم ہم جیسے آدمی ہو اور رحمٰن نے کچھ نہیں اُتارا تم محض جھوٹ بولتے ہو۔ وہ تینو عیسےٰ کے بھیجے ہوئے بولے کہ ہمارا رب جانتا ہی (یہ الفاظ قائم مقام قسم کے ہیں اور چونکہ اہل انطاکیہ

نے سختی سے انکار کیا تھا اس لئے ان کے جواب میں قسم وغیرہ کے ساتھ تاکید لائی گئی) سو بے شبہ ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں اور ہمارا کام صرف ظاہر پہنچا دینا ہے کھلی ہوئی دلیلوں اور معجزوں سے اور وہ روشن دلیلیں یہ تھیں۔ اندھے مادر زاد۔ اور جذام اور برص والے اور اچھا کر دینا بیمار کو۔ تندرست کرنا اور مُردے کو زندہ کرنا۔ اہل انطاکیہ نے کہا کہ ہم تم کو منحوس سمجھتے ہیں کہ تمہاری وجہ سے ہم سے بارش رُک گئی البتہ اگر تم اپنی ان باتوں سے باز نہ آوگے تو ہم تم کو سنگسار کر دینگے۔ اور ہماری جانب سے تم پر سخت عذاب دردناک پہنچیگا۔ عیسیٰ کے رسولوں نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ رہے کیا اس سبب سے کہ ہم نے تم کو نصیحت کی تم ہم کو منحوس سمجھتے ہو اور کفر کرتے ہو یعنے یہ امر تمہارے لئے سخت خرابی کا باعث ہے بلکہ تم لوگ حد سے بڑھے ہوئے ہو کہ شرک میں گرفتار ہو +

اور حبیب نجار جو انطاکیہ کے پرلے کنارے پر رہتا تھا اور عیسیٰ کے رسولوں پر ایمان لایا تھا جب اُس نے سُنا کہ انطاکیہ والوں نے اُن رسولوں کو جھٹلایا تو وہ وہاں سے دوڑتا ہوا آیا اور آکر کہنے لگا اے میری قوم عیسیٰ کے رسولوں کی پیروی کرو اطاعت کرو اُن لوگوں کی جو احکام الٰہی پہنچانے پر تم سے مزدوری نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پر ہیں۔ سو اس پر اُس سے اس کی قوم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تو نے اُن کا مذہب اختیار کیا اُس نے جواب دیا کہ میں کیوں نہ عبادت کروں اُس ذات کی جس نے مجھ کو پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹو گے مرنے کے بعد سو وہ تم کو اور تمہارے سوا سب کو بدلہ دیگا یعنے میرے لئے اس کی عبادت سے کوئی مانع نہیں جبکہ اقتضاء عبادت موجود ہے اور تم کو بھی ایسا ہی چاہئے کیونکہ جو وجہ میرے لئے اللہ کی عبادت کی ہے وہی تمہارے لئے ہے کہ تم کو بھی اُس نے پیدا کیا۔ کیا میں اللہ کے سوا بتوں کو معبود بناؤں؟ اگر رحمٰن چاہے کہ مجھ کو نقصان پہنچاوے تو بتوں کی سفارش جن کو تم معبود سمجھتے ہو مجھ کو کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں۔ بے شبہ اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش کروں تو میں ظاہر بے راہی پر ہوں۔ بے شک میں ایمان لایا تمہارے رب پر پس سنو تم میرے کلام۔ یہ سنکر اُس کی قوم نے اُسکو سنگسار کیا سو وہ مر گیا۔ بعد مرنے کے

اسکو حکم ہوا کہ داخل ہو جا جنت میں بعض علماء نے فرمایا کہ وہ زندہ ہی جنت میں داخل ہوا۔ وہ بولا ای کاش کہ میری قوم جان لیتی اللہ کی بخشش کو جو مجھ پر ہوئی اور اُس نے جو کچھ مجھ پر اکرام کیا اور ہم نے یہہ نہیں کیا کہ حبیب نجار کے مرنے کے بعد اس کی قوم کے ہلاک کرنے کو آسمان سے فرشتوں کا لشکر اُتارا ہو اور نہ ہم کسی کے ہلاک کرنے کو فرشتے اُتارتے ہیں اُن کا عذاب اور ہلاکی صرف ایک سخت آواز سے ہوئی **یعنے جبرائیل نے ایک سخت آواز کی جس سے وہ سب خاموش رہ گئے۔** الخ+

جن علماء نے خداوند یسوع مسیح کے صعود کے بعد یسوع مسیح کی اُمت کی بابت حق سے گمراہ ہونے کا بے بنیاد شور بلند کر رکھا ہی اُن علماء کی غلط بیانیوں کو روشن کرنے کے لئے ہم نے حبیب انطاکی کا قصہ سُنایا ہی اور یہہ حبیب انطاکی اپنے زمانے کے ہزاروں خداپرست مسیحیوں میں سے ایک تھا جسے قرآن میں اولیاء اللہ کا رتبہ دیا گیا ہی۔ خداوند یسوع مسیح کے حواریوں کے بعد اور بھی مسیحی اُمت میں اولیاء اللہ پیدا ہوئے جو لوگوں کی حق پر ہدایت کرتے رہے تھے پس اس جگہ اس قدر حقیقت یاد کر لینی چاہئے کہ حواریان مسیح کے بعد حواریوں کے شاگرد اولیاء اللہ ہو کر مسیحیوں کی حق پر ہدایت کرتے رہے اور اُنہوں نے مسیحیوں کو گمراہ ہونے نہیں دیا تھا لہذا محمدی علماء کا مسیحیوں پر الزام بہتان العظیم ہی جس کی کوئی بنیاد نہیں ہی+

دفعہ ۳۴۔ اصحاب کہف کی کیفیت

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ
إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا فَضَرَبْنَا
عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصٰى لِمَا
لَبِثُوْٓا أَمَدًا ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ
هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ إِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَنْ
نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ إِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ إِذًا شَطَطًا ۝ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

اٰلِهَةً ؕ لَوْ لَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ؕ وَاِذِ
اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَی الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ
یُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝ وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ
وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ
مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ۝ وَتَحْسَبُهُمْ
اَیْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖۗ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖۗ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ
ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا
وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِیَتَسَآءَلُوْا بَیْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ
بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْۤا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَی
الْمَدِیْنَةِ فَلْیَنْظُرْ اَیُّهَاۤ اَزْكٰی طَعَامًا فَلْیَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْیَتَلَطَّفْ وَلَا
یُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ اِنْ یَّظْهَرُوْا عَلَیْكُمْ یَرْجُمُوْكُمْ اَوْ یُعِیْدُوْكُمْ
فِیْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْۤا اِذًا اَبَدًا ۝ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَیْهِمْ لِیَعْلَمُوْۤا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَیْبَ فِیْهَا ۚ اِذْ یَتَنَازَعُوْنَ بَیْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا
عَلَیْهِمْ بُنْیَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤی اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ
عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا ۝ سَیَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَیَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ
كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَیْبِ ۚ وَیَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ
مَّا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ ۬ فَلَا تُمَارِ فِیْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِیْهِمْ مِّنْهُمْ
اَحَدًا ۝ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؗ وَاذْكُرْ
رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوْا
فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ
غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ ؗ
وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ۝ ترجمہ کیا گمان کیا ہے تو نے یہ کہ رہنے والی غار کے

اور اس کھودی ہوئی کی تھی نشانیوں ہماری کیسی تعجب اچنبھا جسوقت کہ جگہ پکڑی ان جوانوں نے طرف غار کے پس کہا اُنہوں نے اے رب ہمارے دے ہم کو پاس اپنے سے رحمت اور تیار کر واسطے ہمارے کام ہمارے سے بھلائی پس پردہ مارا ہم نے اوپر کانوں اُن کے کے یعنی سُلا دیا اُن کو بیچ غار کے برس کتنے پھر اُٹھایا ہم نے اُن کو تو کہ ظاہر کریں ہم کونسا دونوں جماعتوں میں سے خوب گنتی والا تھا کہ وہی تھے مدت سے ہم بیان کرینگے اوپر تیرے قصہ اُن کا ساتھ حق کے تحقیق وہ کتنے جوان تھے کہ ایمان لائے ساتھ رب اپنے کے اور زیادہ کی تھی ہم نے اُن کو ہدایت اور باندھ دیا تھا ہم نے اوپر دلوں اُن کے کے جسوقت کہ ٹھہرے ہوئے پس کہا اُنہوں نے پروردگار ہمارا پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا ہی ہرگز نہ پکارینگے ہم سوائے اُس کے کسی معبود کو البتہ تحقیق کہی ہم نے اس وقت بات زیادہ اس قوم ہماری نے پکڑی سوائے اس کے معبود کیوں نہیں لاتے اوپر اُن کے دلیل ظاہر پس کون شخص ہی بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ اور جب ایک گوشہ ہو جاؤ تم اُن سے اور اُس چیز سے کہ عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے پس جگہ پکڑو طرف غار کی کہ پھیلائے واسطے تمہارے رب تمہارا رحمت اپنی طرف سے اور تیاری کرے واسطے تمہارے کام تمہارے سبب آرام کا اور دیکھے تو آفتاب کو کہ جب طلوع کرتا ہی جھک جاتا ہی غار اُن کی سے دہنے طرف اور جب غروب کرتا ہی کترا جاتا ہی اُن سے بائیں طرف اور وہ بیچ میدان کشادہ کے ہیں اُس سے یہہ نشانیوں اللہ کی سے ہی جسکو ہدایت کرے اللہ پس وہ ہی راہ پانیوالا ہی اور جسکو گمراہ کرے پس ہرگز نہ پاویگا تو واسطے اُس کے کوئی دوست راہ بتانیوالا۔ اور گمان کرے تو اُن کو جاگتے اور وہ ہیں سوتے اور کروٹیں لواتے ہیں ہم اُن کو دہنی طرف اور بائیں طرف اور کتا اُن کا پھیلا رہا ہی دونو ہاتھ اپنے بیچ وہاں غار کے اگر جھانکے تو اوپر اُن کے البتہ پیٹھ پھیرے تو اُن سے بھاگ کر اور البتہ بھر جاوے تو اُن سے رعب کر اور اسی طرح اُٹھایا ہم نے اُن کو تو کہ سوال کریں ایک دوسرے سے آپس میں کہا ایک کہنے والے نے ان میں سے کتنا رہے تم کہا اُنہوں نے رہے ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ (دوسرے) بولے تمہارا رب ہی خوب جانتا ہی کہ کتنی دیر ٹھہرے

پس اپنے میں سے کسی ایک کو یہہ اپنا روپیہ دیکر شہر کی طرف بھیجو کہ وہ دیکھے کہ کونسا کھانا ستھرا ہی پس اس میں سے کھانے کے واسطے تمہارے پاس لے آوے اور چپکے سے جائے اور آئے کہ کسی کو تمہاری خبر نہ ہو اگر تم کو معلوم کرلینگے تو پتھرا کر ماردینگے یا اپنے مذہب میں تم کو واپس کرلینگے اور تم پھر ہرگز بھی بامراد نہ ہوگے اور اسی طرح ہم نے اُن کو اطلاع دیدی تاکہ وہ جان لیں اللہ کا وعدہ حق ہی اور قیامت میں کوئی شبہ نہیں ہی پھر وہ آپس میں اُن کے بارے میں جھگڑنے لگے پس بولے اُن پر دیوار بناکر (بند کردو) اُن کا رب ہی اُن کا حال خوب جانتا ہی جو اُن میں سے اپنی بات پر غالب رہے بولے کہ ہم تو اُن پر مسجد بناوینگے لوگ کہینگے کہ وہ تین ہیں اور چوتھا اُن کا کُتا ہی اور بعض کہینگے کہ وہ پانچ ہیں چھٹا اُن کا کُتا ہی غیب میں پتھر مارنا ہی اور بعض کہینگے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں اُن کا کتا ہی تو کہہ میرا رب ہی اُنکی تعداد خوب جانتا ہی مگر تھوڑے پس مت جھگڑا کر بیچ اُن کے مگر جھگڑا ظاہر اور مت سوال کر بیچ اُن کے یہہ لا اُن میں کسی کو اور ہرگز مت کہیو کسی چیز کو کہ البتہ کرنیوالا ہوں میں یہہ کل کو مگر یہہ کہ چاہے اللہ اور یاد کر پروردگار اپنے کو جب بھول جاوے اور کہہ شتاب سے یہہ کہ ہدایت کرے مجھ کو رب میرا طرف نزدیک زیادہ کی اس سے بھلائی میں اور رہے وہ بیچ غار اپنی کے تین سو برس اور زیادہ رہے نو برس کہہ اللہ خوب جانتا ہی اس مدت کو کہ رہی وہ واسطے اسی کے ہی علم غیب آسمانوں کا اور زمین کا کیا خوب دیکھنے والا ہی ساتھ اُس کے اور کیا خوب اُنکے سوائے اُسکے کوئی دوست اور نہیں شریک کرتا بیچ حکم اپنے کے کسی کو۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں تفسیر القرآن بالقرآن میں اس قصّہ کو ڈایئوکلیشن کے زمانے کے مسیحیوں سے منسوب کرتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ یہہ چند مسیحی جوان تھے جنہوں نے خوف و دہشت سے بچنے کے لئے ایک غار میں پناہ لی تھی +

دفعہ ۴ خندقوں کے مسیحیوں کی مسلمانی

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ قُتِلَ اَصْحٰبُ

الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ط وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ط اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ط قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں اور اُس دن کی جس کا وعدہ ہے اور حاضر ہونے والے کی اور جس پاس حاضر ہووین۔ مارے جائیو کھائیاں کھودنے والے آگ بھری ایندھن سے۔ جب وہ اسپر بیٹھے اور جو کچھ وہ کرتے مسلمانوں سے سامنے دیکھتے اور ان سے بدلہ نہ لیتے تھے مگر اسی کا کہ وہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہے خوبیوں سراہا جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز۔ جو دین سے بچلانے لگے ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی تو اُن کو عذاب ہے دوزخ کا اور اُن کو عذاب ہے آگ لگی کا جو لوگ یقین لائے اور کیں اُنہوں نے بھلائیاں اُن کو باغ ہیں بہتی ہیں نیچے نہریں یہہ بڑی مراد ہے ملنی۔ سورہ بروج +

موضح القرآن یہ ہے۔ ایک بادشاہ کا لیپالک بیٹا تھا بادشاہ اسکو بھیجتا ساحر پاس کہ سحر سیکھے وہ بیٹھا ایک راہب پاس کہ انجیل سیکھے اللہ نے اس کو کمال دیا کہ شیر اور سانپ اس کا کہا مانتے۔ اور کوڑھی اندھے اس کے چھونے سے چنگے ہوں اور اُس کے ہاتھ سے بہت خلق اللہ پر اور حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے۔ بادشاہ تھا بت پرست یہہ بات سُنکر اُس نے اس لیپالک کو مار ڈالا۔ پھر شہر میں ہر محلے کے آگے کھائی کھدوائی۔ اسے آگ سے بھرا محلے میں سے مرد اور عورتیں پکڑ منگاتا جو بت کو سجدہ نہ کرتا اُسے آگ میں ڈالتا۔ ہزاروں آدمی شہید کئے جب اللہ کا غضب آیا وہی آگ پھیل پڑی بادشاہ اور امیروں کے گھر سارے پھونک دیئے تفصیل اِس اجمال کی یوں آئی ہے +

مسلم میں صُہیبؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تم سے آگے ایک بادشاہ تھا اور اُسکا

ایک جادوگر تھا سو جب وہ بوڑھا ہو گیا اور اُس نے بادشاہ سے کہا کہ میں بڈھا ہو گیا ہوں سو میرے پاس ایک لڑکا بھیج کہ اسکو میں جادو سکھلاؤں سو بادشاہ نے اُس کے پاس ایک لڑکا بھیجا کہ اُسکو وہ جادو سکھلاتا تھا۔ تو اُس لڑکے کی آمد و رفت کی راہ میں حضرت عیسیٰ کے دین کا ایک درویش تھا جسکی طرف ہو کر نکلتا اور اُس کے پاس بیٹھتا پھر جب جادوگر پاس جاتا تو جادوگر اُس کو مارتا سو لڑکے نے جادوگر کے مارنے کا درویش سے گلا کیا تو درویش نے کہا کہ جب تو جادوگر سے خوف کھاوے تو کہا کر کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو روکا تھا۔ اور جب تو اپنے گھر والوں سے ڈرے تو کہا کر کہ جادوگر نے مجھ کو روکا۔ سو اسی حال میں وہ رہا کرتا تھا ؛

کہ ناگاہ وہ ایک قدآور جانور پر گذرا کہ اُس نے لوگوں کو آمد و رفت سے روکا تھا سو لڑکے نے کہا آج میں دریافت کرتا ہوں کہ جادوگر افضل ہے سو اس نے ایک پتھر لیا اور کہا الٰہی اگر درویش کا طریقہ تیرے نزدیک پسندیدہ ہو جادوگر کے طریقہ سے تو اس جانور کو قتل کر تاکہ لوگ چلیں پھریں۔ پھر اسکو مارا سو اسکو قتل کیا اور لوگ چلنے پھرنے لگے پھر وہ لڑکا درویش پاس آیا اور اُس کو یہہ حال بتلایا تو درویش نے اُس سے کہا کہ ای بیٹا تو مجھ سے افضل ہے مقرر تیرا مرتبہ یہانتک پہنچا کہ مجھ کو نظر پڑا اور مقرر عنقریب تو آزمایا جائیگا سو اگر تو آزمایا جاوے تو مجھ کو نہ بتلائیو۔ اور اس لڑکے کا یہہ حال تھا کہ اندھے اور کوڑھی کو چنگا کرتا تھا اور لوگوں کے علاج کرتا تھا ہر قسم کی بیماری سے تو یہہ حال بادشاہ کے ایک مصاحب نے سُنا وہ اندھا ہو گیا تھا تو اس کے پاس بہت سے تحفے لایا اور کہا کہ جو مال کہ یہاں ہے وہ سب تیرے واسطے ہے اگر تو مجھ کو چنگا کر دیوے لڑکے نے کہا کہ میں کسیکو چنگا نہیں کرتا چنگا کرنا تو خدا ہی کا کام ہے سو اگر تو خدا کا ایمان لاوے میں تو خدا سے دعا کروں تو وہ تجھ کو چنگا کر دیویگا سو وہ مصاحب خدا کا ایمان لایا تو خدا نے اُسے چنگا کر دیا پھر وہ مصاحب بادشاہ پاس گیا اور اُس کے پاس بیٹھا جیسا کہ بیٹھا کرتا تھا۔ تو اُس سے بادشاہ نے کہا کہ کس نے تیری آنکھ روشن کر دی مصاحب نے کہا کہ میرے مالک نے۔ بادشاہ نے کہا کہ میرے سوا بھی تیرا کوئی مالک ہے مصاحب نے

کہا کہ میرا مالک اور تیرا مالک خدا ہی۔ سو بادشاہ نے اُسکو پکڑا سو ہمیشہ اُسکو مار اکرتا تھا یہاں تک کہ اُس نے لڑکے کو بتلا دیا۔ سو وہ لڑکا بُلایا گیا۔ تو بادشاہ نے اُس سے کہا کہ ای بیٹا تیرے جادو کا یہہ مرتبہ پہنچا کہ تو اندھے اور کوڑھی کو چنگا کرنے لگا اور تو ایسا کرتا ہی اور ویسا کرتا ہی +

حضرت نے فرمایا تو اُس لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو چنگا نہیں کرتا چنگا تو خدا ہی کرتا ہی سو بادشاہ نے اُس لڑکے کو پکڑا اور ہمیشہ اُس کو مار اکرتا تھا یہانتک کہ اُس نے درویش کو بتلا دیا۔ سو وہ درویش پکڑا آیا اور اُس سے کہا گیا کہ تو پلٹ اپنے دین سے سو اُس نے انکار کی۔ سو بادشاہ نے ایک آرہ منگایا اور درویش کی چاند پر رکھا اور اُس کو چیر ڈالا یہانتک کہ وہ ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر وہ لڑکا بلایا گیا تو اُس سے کہا کہ اپنے دین سے پلٹ جا سو اُس نے نہ مانا سو بادشاہ نے اُس کو اپنے چند مصاحبوں کو دیا اور کہا کہ اُسکو فلانے پہاڑ کی طرف لیجاؤ اور اسکو پہاڑ پر چڑھاؤ پھر جب تم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچو سو اگر یہہ لڑکا اپنے دین سے پھر جاوے تو بہتر ہی اور نہیں تو اسکو دھکیل دو۔ سو وہ اسکو لے لئے اور پہاڑ پر اُسکو چڑھایا تو لڑکے نے کہا کہ الٰہی مجھہ کو اُن کے شر سے بچا جس طرح کہ تو چاہے سو پہاڑ نے اُن کو خوب ہلایا اور وہ لوگ گر پڑے اور وہ لڑکا بادشاہ پاس چلا آیا۔ سو بادشاہ نے اُس سے کہا کہ کیا حال ہوا تیرے ساتھیوں کا اُس نے کہا کہ خدا نے مجھہ کو اُن کے شر سے بچایا +

سو بادشاہ نے اُس کو اپنے چند مصاحبوں کے حوالے کیا اور کہا اسکو لیجاؤ اور اسکو ناؤ پر چڑھاؤ اور اسکو دریا کے اندر لیجاؤ سو اگر یہہ اپنے دین سے پھر جاوے تو خوب ہی۔ اور نہیں تو اسکو دریا میں ڈال دو۔ سو وہ لوگ اسکو لے گئے سو لڑکے نے کہا کہ الٰہی مجھہ کو انکے شر سے بچا جس طرح کہ تو چاہے سو اُن کو لیکر ناؤ اوندھی ہو گئی تو وہ لوگ ڈوب گئے اور وہ لڑکا بادشاہ پاس چلا آیا۔ تو بادشاہ نے اُس سے کہا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا حال ہوا اُس نے کہا کہ خدا نے مجھکو اُن کے شر سے بچایا +

پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ تو مجھہ کو نہ مار سکیگا یہانتک کہ تو وہ کام کرے جو میں تجھہ کو

بتاؤں بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا چیز ہی اُس نے کہا کہ تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر اور ایک کھنبے پر مجھہ کو سولی دے۔ پھر میرے ترکش سے ایک تیر لے پھر تیر کو کمان کے اندر رکھہ پھر کہہ کہ خدا کے نام سے جو اس لڑکے کا مالک ہی مارتا ہوں۔ پھر مجھہ کو تیر مار سو اگر تو یہہ کام کریگا تو مجھہ کو قتل کر سکیگا۔

سو بادشاہ نے سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور اس لڑکے کو ایک کھنبے پر سولی دی پھر اُس نے اُس کے ترکش سے تیر لیا پھر تیر کو کمان کے اندر رکھا پھر کہا کہ خدا کے نام سے جو اس لڑکے کا مالک ہی میں مارتا ہوں پھر اُس کو تیر مارا سو اُس کی کنپٹی پر تیر لگا سو لڑکے نے اپنے ہاتھہ اپنی کنپٹی پر تیر کے مقام پر رکھے۔ سو مر گیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ ہم لڑکے کے مالک کا ایمان لائے ہم لڑکے کے مالک رب کا ایمان لائے ہم لڑکے کے مالک کا ایمان لائے پھر خواب میں بادشاہ سے کسی نے کہا کہ تو نے دیکھا جس کا تجھہ کو ڈر تھا خدا کی قسم مقرر تجھہ پر تیرا پرہیز اور تیرا ڈر گر پڑا۔ البتہ لوگ تو ایمان لا چکے۔ سو بادشاہ نے خندق کھودنے کا راہوں کے ناکوں پر حکم دیا۔ سو خندق کھودی گئی اور اُس نے اُس کے اندر خوب آگ بھڑکائی۔ اور کہا کہ جو شخص اپنے دین سے نہ پھرے سو اسکو خندق میں دھکیل دو۔ یا کہ یوں کہا جاوے کہ اُس میں گر پڑ۔ سو لوگوں نے ویسا ہی کیا۔ یہانتک کہ ایک عورت آئی۔ اور اُس کے ساتھہ اُس کا ایک لڑکا تھا سو وہ عورت پیچھے ہٹی تاکہ خندق میں نہ گرے تو لڑکے نے اُس سے کہا ای ماں تو صبر کر اس واسطے کہ تو حق دین پر ہی۔ مشارق الانوار حدیث ۱۵۱۲۔

تحریف القرآن کے مصنف نے ایک بیان تفسیر معالم سے نقل کیا ہی جو قصہ مذکور کی حقیقت کو تواریخی رنگ دیتا ہی۔ اور وہ بیان یوں آیا ہی۔

کہ جب ملک عرب میں نجران کے لوگ نصاریٰ ہو گئے . . . . تو یہودی بادشاہ ذونواس اُن سے ایسا ناراض ہوا کہ اُس نے اور اُن کے نوکروں نے کھائیاں کھدوائیں اور اُن میں آگ روشن کی۔ اور اُن میں ۱۲ ہزار عیسائیوں نجرانکو جلا کر مار ڈالا۔ فقط اس لئے کہ وہ خدا پر موافق دین عیسوی کے ایمان لائے تھے اور اُنہوں نے دین عیسوی سے انکار نہ کیا تھا اور یہودی

ثنے رکھے ، یہہ حادثہ ملک عرب میں ستر برس پہلے پیدائش محمد صاحب کے واقع ہوا +

خداوند یسوع مسیح سے شروع کر کے حضرت محمد صاحب کی پیدائش سے ستر برس پیشتر تک مسیحیوں کی بابت قرآن کا وہ بیان سنایا گیا جو پیشتر نقل ہو چکا ہے۔ ہم اُس بیان کی تاریخی صداقت کے ہرگز جواب وہ نہیں اس کے جواب وہ اہل قرآن ہیں۔ مگر چونکہ یہہ کل بیان اہل قرآن کے نزدیک صداقت مسلمہ ہے اس لیئے ہم بھی یونہی مانکر گذارش کرتے ہیں کہ بیان مذکور پر ہمارے ہی کہنے سے غور فرمائیں اور سمجھیں کہ یہ اضافہ آخر کچھ تو رنگ لائیگا + ؟

دفعہ ۵ حضرت محمد کے ایام کے مسیحی

جس قدر مسیحیوں کے حالات پیشتر قلم بند ہوئے وہ کسی قدر دیرینہ تھے مگر دفعہ ہذا میں ہم عربی مسیحیوں کی کیفیت ان کے عرب میں آنے کے دن سے حضرت محمد کے ایام تک سناتے ہیں امید ہے کہ اس دفعہ کا بیان مسیحیوں کی حکایت کو کامل کر دیگا جس سے ہم کسی نتیجہ تک پہنچ سکینگے +

سرسید نے مسیحیوں کے عرب میں آنے کی بابت اپنی جدید تحقیقات کے نتائج قلم بند فرمائے ہیں آپ لکھتے ہیں "کہ یہہ بات محقق ہے کہ عیسوی مذہب تیسری صدی عیسوی میں ملک عرب میں دخل پایا تھا.... اور وہ لوگ ترک وطن پر مجبور ہوئے تھے تاکہ اور کسی جگہ جا کر پناہ لیں .... اول مقام جہانکہ یہہ بھاگے ہوئے آباد ہوئے تھے نجران تھا اور اس سے پایا جاتا ہے کہ وہاں کے معتدبہ لوگوں نے عیسوی مذہب قبول کر لیا تھا خطبات احمدیہ صفحہ ۱۴۲-۱۴۳ +

سرسید نے اہل نجران کے مسیحی ہونے کی کیفیت کو قلم انداز فرمایا تھا پر ہم اسے مولانا مولوی نجم الدین صاحب بہاری کی کتاب رسوم جاہلیت سے نقل کرتے ہیں آپ نے لکھا ہے +

اہل نجران ایک لمبے درخت کو پوجتے تھے جس کے پاس ہر سال ایک میلہ لگتا تھا اور عید منائی جاتی تھی جب وہ عید آتی تھی تو اس درخت پر عمدہ عمدہ کپڑے اور عورتوں کے زیور لٹکاتے تھے پھر وہاں جمع ہو کر اسے پوجتے تھے اِس درخت کی پوجا موقوف ہونیکا سبب یہہ ہوا کہ اس درخت کو ایک عیسائی نے خرید لیا تھا جسکا نام فیمیون تھا یہہ شخص نجران کے شرفا میں سے تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

پر ایمان رکھتا تھا بڑا عابد و زاہد اور صاحب کشف و کرامات تھا رات کو اُٹھکر اپنے گھر میں جس میں اُس کو اس کے آقا نے رکھا تھا تہجد پڑھا کرتا تھا جب رات کو تہجد پڑھنے کھڑا ہوتا تو اس کا گھر انوار الٰہی سے چمک جاتا اور صبح تک نور سے معمور رہتا اتفاقاً کسی روز اس کے گھر کی روشنی اور چمک دمک اس کے آقا نے بھی دیکھ لی اور جو کرشمہ اُس نے دیکھا اس سے اُس کو سخت تعجب ہوا اس لئے اِس کے آقا نے یہ خیال کر کے کہ شاید یہ اس کے دین کی برکت ہے اس سے پوچھا کہ تمہارا دین کیا ہے ؟ فیمون نے کہا کہ میں عیسائی ہوں اور تمہارا دین باطل ہے یہ درخت جسے تم پوجتے ہو نہ کسی کو کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع اور اگر میں اپنے مالک سے جسے میں پوجتا ہوں اس درخت پر بد دعا کروں تو وہ اُسے ابھی تحس نحس کر دے اور میرا مالک وہ اللہ ہے جو اپنی ذات و صفات میں ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں فیمون کی یہ تقریر سُنکر اُس کے آقا نے کہا کہ اچھا تم اپنے خدا سے دعا کرو اگر تم نے ایسا کر دکھایا تو ہم تمہارے دین میں داخل ہو جائینگے اور اپنے دین کو چھوڑ دینگے فیمون نے وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں پھر خدا تعالیٰ سے اِس درخت کے لئے بد دعا کی۔ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی تیز ہوا چلائی جس نے اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا اُس وقت سے اہل نجران نے عیسائی دین قبول کر لیا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شریعت پر عمل کرنے لگے +

اس کے سوا محمد احسان اللہ العباسی اپنی تاریخ الاسلام میں مذاہب قبل اسلام کے بیان میں لکھتے ہیں یمن کے مغربی ساحل کی طرف سے کچھ عیسائی گھس آئے تھے بہت سے قبیلے نصاریٰ ہو گئے تھے جن کو عرب متنصرہ کہتے تھے۔ شمال عرب میں بھی شام کی طرف سے عیسائی مذہب پھیل چلا تھا عیسائی قبیلوں کے نام مورخوں نے غسان۔ ربیعہ تغلب بحرد۔ تونخ۔ طے۔ کوداع۔ سکنائے نجران۔ عرب حیرا لکھے ہیں۔ ملک عرب میں مسیحیت صرف دینی فتوحات ہی نہ رکھتی تھی بلکہ ان کے اپنے بادشاہ تھے ان کی وہاں پر دنیوی بادشاہت بھی تھی۔ نعمان بن منذر بن ماءالسما جس کی کنیت ابو قابوس تھی عیسائی ہو گیا تھا اُس نے ملک

حیرہ میں ۲۲ برس بادشاہت کی تھی پھر خسرو پرویز کے ہاتھوں سے قتل ہو۔ اُسکی وفات کے چھ ماہ بعد حضرت محمدؐ کی پیدائش ہوئی۔ ابوالفدا مترجم جلد اول صفحہ ۱۷۶ +

صوبہ غسان میں جو بادشاہ ہو گزرے وہ عیسائی قیاصرہ روم کی طرف سے عامل تھے جنہوں نے غسان کو گرجوں اور خانقاہوں سے پُر کر دیا تھا۔ خاص حجاز کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ کا نام عبد المسیح بن ثعلبہ تھا اس کی بابت سر سید نے لکھا ہی کہ نام سے بلا ریب ثابت ہوتا ہی کہ وہ عیسائی تھا اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس سلطنت کے بادشاہ پانچویں اور چھٹی صدی میں گزرے ہیں خطبہ اول صفحہ ۶۰۔ ابوالفدا صفحہ ۱۸۰۔ ینابیع الاسلام +

نوٹ۔ گرجوں اور خانقاہوں وغیرہ کی بابت قرآن میں بھی اشارہ آیا ہے۔ لکھا ہے۔ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ کَثِیْرًا۔ یعنے تکیہ اور مدرسہ۔ اور عبادتخانہ اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے حج ۶ رکوع +

مندرجہ صدر بیان حضرت محمد کے زمانے کی مسیحیت کا دیباچہ ہے اور قرآن کے مسیحیوں کے حالات کو آئینہ بنانے والا مقدمہ ہی بیان مذکور کو پڑھ کر عرب میں مسیحیت کی جو عظمت تھی اس پہ زیادہ لکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہی +

گر اہل تحقیق کہتے ہیں کہ جس حال عرب میں مسیحیت کا اقبال ایسا تھا جس کا نمونہ دکھایا گیا ہی تو یہ نہیں ہو سکتا کہ عرب کے مسیحیوں میں نامور اشخاص نہ ہوں۔ اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ عرب میں ایسے مسیحی نامور آدمی تھے جن کی ناموری کا آج تک شور بلند ہے ہم بہت سے لوگوں میں سے صرف چند ایک کو پیش کرتے ہیں +

(۱) ورقہ بن نوفل

وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خُدَیْجَةَ اَخِیْ اَبِیْهَا وَکَانَ اَمْرَءً تَنَصَّرَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَکَانَ یَکْتُبُ مِنَ الْاِنْجِیْلِ بِالْعَرَبِیَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّکْتُبَ وَکَانَ شَیْخًا کَبِیْرًا۔ یعنے وہ خدیجہ کے چچے کے بیٹے تھے اور جاہلیت کے زمانہ میں عیسائی ہو گئے تھے۔ اور وہ عربی زبان میں ایک کتاب لکھا

کرتے تھے جتنا کہ اللہ کو منظور تھا۔ اور وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔ دیکھو صحیح مسلم کتاب الایمان باب بدارالوحی +

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر سورۂ قرا میں فرماتے ہیں۔ ورقہ عبرانی کتابوں اور توریت اور انجیل سے پوری واقفیت رکھتا تھا اور اُن کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا کرتا تھا +

دوسرا نامور مسیحی امیہ بن ابی الصلت تھا۔ اس کی بابت آیا ہے کہ۔ امیہ بن صلت ایک شاعر تھا کہ ابھی جاہلیت تھا اور ہوائے تدین و تالہ سر میں رکھتا تھا یعنے خواہش دین جاری کرنے کی اور خدا پرستی کرنے کی رکھتا تھا۔ اور قدیم کتابیں پڑھا ہوا تھا۔ اور نصاریٰ کے دین پر آیا ہوا تھا اور بت پرستی سے اعراض یعنے سر پھرایا تھا۔ مناہج النبوت جلد دوم۔ چھاپہ نولکشور واقع لاہور صفحہ ۲۳۰ +

امیہ بن ابی الصلت عرب کا مشہور شاعر تھا اُس نے قدیم مذہبی کتابوں کا اچھی طرح مطالعہ کیا تھا۔ اِس کے مذہبی رنگ کے ساتھ اس کی زبان پر سب سے قدیم مذہبی لٹریچر کے الفاظ چڑھ گئے تھے۔ مثلاً

فما ونسا هو رسيل ونعيم	واللطيطه فوق الارض مقتد
مليك على عرش السماء مهيمن	لعزته تعنو الوجوه وتسجد
ملائكه اقدامهم تحت عرشه	بكفيه لولا الله كلوا وابلدو
امين لوحي القدس جبريل فيهم	وميكال ذو الروح القوي المسدد
مليك السماوات الشداد وارضها	وليس بشئ عن قضاة ماود
نكد ذالك الموت والبعث بعده	ولاونك ممن غره اليوم او غد

یہ قصیدہ غایت مطول ہے جس میں اُس نے مذہبی رنگ و آب سے خدا کی قدرت فرشتوں کی کثرت غیر ذی روح چیزوں کی تسبیح تابیل کی تصویر کھینچی ہے لیکن ہم نے اُس کے عقائد کے اظہار کے لئے صرف چند شعر نقل کئے ہیں +

امیہ بن ابی الصلت نے جناب رسالت پناہ کا زمانہ پایا تھا چنانچہ جب آپ کے سامنے

اُس کے یہہ اشعار پڑھے گئے +

والشمس تطلع کل آخر لیلة   حمراء یصبح لونها یتورد
سورج ہر رات کے آخر میں سُرخ نکلتا ہے   پھر رفتہ رفتہ اُس کا رنگ گلابی ہو جاتا ہے
تابی فلا تطلع لنا فی رسلها   الا معذبة والا تجلد
وہ خوشی و رضامندی سے طلوع نہیں ہوتا   بلکہ خدا کی قدرت سے مغلوب و مقہور ہو کر

تو آپ نے فرمایا صدق یعنی سچ کہتا ہے + **تیسرا نام زید کا ہی**

زید بن عمرو بن نفیل نے تو ان اشعار میں صاف صاف توحید کا اقرار اور بت پرستی کا علانیہ انکار کیا ہی

اربا واحدا ام الف رب   ادین اذا تقسمت الامور
کیا اُس وقت جب کاموں کی تقسیم کی جائے   میں ایک خدا کو پوجوں یا ہزار کو
ترکت اللات والعزی جمیعاً   کذلک یفعل الرجل البصیر
میں نے لات اور عزیٰ سب کو چھوڑا   ہوشیار آدمی ایسا ہی کرتا ہے

ضیاء الاسلام مراد آباد نمبر ۳ جلد ۵ +

مولوی نجم الدین رسوم جاہلیت میں فرماتے ہیں۔ کہ زید بن نُفیل نے آخیر میں مسیحی دین قبول کر لیا تھا۔ صفحہ ۱۱ کا حاشیہ +

چوتھا نام قیس بن ساعدہ کا ہے۔ قیس بن ساعدہ عرب کا مشہور خطیب تھا اور سوق عکاظ میں عموماً مذہبی اور اخلاقی خطبے دیا کرتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کا خطبہ سُنا تھا اور اُس کی تعریف فرمائی تھی۔ قیس بن ساعدہ کے خطبات اور اشعار تمام تر ان عقائد سے بھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم اُس کے چند شعر نقل کرتے ہیں +

وجبال شوامخ راسیات   وبحار میاههن غزار
ونجوم تلوح فی ظلم اللیل   وشمس فی کل یوم تدار
وغلام اشمط ورضیع   کلهم فی التراب یوما یزار
والذی قد ذکرت دل علی الله   نفوساً لها هدی و اعتبار

یاداعی الموت والملحود فی جدث — علیہم من بقایا خزہم خرق
وعہم فان لہم یوماً یصاح بہم — فہم اذا انتبہوا من نومہم فرق
حتی یعود والحال غیر حالہم — خلقاً جدید المامن قبلہا خلقو
منہم عراۃ ومنہم فی ثیابہم — منہا الجدید ومنہا المنہج الخلق

ترجمہ۔ بلند اور اٹل پہاڑ۔ اور پانی سے لبریز دریا۔ اور ستارے جو رات کی تاریکی میں چمکتے ہیں اور سورج جو دن میں گردش کرتا ہی لڑکے اور ادھیڑ شیر خوار بچے سب کے سب ایک دن قبر میں ملیں گے۔ یہہ تمام چیزیں خدا کی طرف ان نفوس کو رہنمائی کرتی ہیں جو ہدایت پذیر ہیں۔ اے داعی موت اسی حالت میں کہ مردے قبر میں ہیں اور اُن کے بچے کچے کپڑے پرزے پرزے ہوگئے ہیں اُن کو پڑا رہنے دے کیونکہ ایک دن وہ پکارے جائینگے پس خوف زدہ ہوکر بیدار ہونگے یہانتک کہ اپنی قدیم حالت کے خلاف دوسری حالت میں جدید خلقت کی طرف رجوع کرینگے جیسا کہ پہلے مخلوق ہوئے تھے بعض اُن میں ننگے ہونگے اور بعض نئے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے ہونگے (اور قبیس کے عیسائی ہونے بلکہ نجران کا اسقف ہونے پر کسی کو کلام ہی نہیں ہی) ضیاء الاسلام مراد آباد جلد ۵ نمبر ۳ +

پانچویں قرآن کی زبانی مسیحیوں کی اور مسیحیت کی جو عظمت بیان کی گئی ہے آخر میں ناظرین کی توجہ اُس طرف پھیرتے ہیں قرآنی بیان ایسا صاف ہی کہ اُس پر تفسیر و مفسر کی بھی حاجت نہیں ہی قرآن شریف میں آیا ہی:۔

لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ۔ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ۔ اَهْلِ الْكِتَاب سب کے سب برابر نہیں (اُن میں) ایک اُمت قایم ہی جو رات کے وقت اللہ کے کلام کو پڑھا کرتی ہی اور سجدہ کیا کرتی ہے اور اللہ اور یوم آخرت کو مانتی ہی۔ و نیک باتوں کا حکم کرتی ہی اور بُری باتوں سے روکتی ہی اور بھلائی میں جلدی کرتی

ہی اور یہی صالح امت ہی اور جو بھلائی وہ کرتی ہی اُس کی ناقدری نہ ہوگی اور اللہ پرہیزگاروں کو جاننے والا ہی۔ عمران آیت ۱۱۳-۱۱۵۔

پھر یہہ کہ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّا نَصٰرٰی ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰۤی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ج یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِیْنَ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ۔ ترجمہ۔ ایمان لانیوالوں کی نسبت دشمنی کے بارے میں یہود کو اور مشرکین (مکہ) کو تو سب آدمیوں سے زیادہ سخت پاویگا۔ اور دوستی یا محبت کے بارے میں تو اُن کو زیادہ قریب پاویگا جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ اِس لیے کہ اُن میں قسیس اور رہبان ہیں اور یہہ لوگ تکبر نہیں کرتے اور جب وہ رسول پر نازل شدہ کلام سُنتے ہیں تو دیکھتا ہے کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں کہ اُنھوں نے اس کے کلام میں جو حق حق ہے وہ پہچانا ہے کہتے ہیں اے ہمارے رب اب ہم ایمان لائے ہمیں گواہوں میں لکھ۔ ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کو نہ مانیں اور جس قدر سچ بات ہمیں ملی ہی۔ اِس پر ایمان نہ لائیں ہمیں امید ہی کہ خدا نیک لوگوں میں ہمیں داخل کریگا پس خدا نے بھی اِس قول کے سبب انہیں بدلا دیدیا باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہاں ہمیشہ رہینگے۔ یہہ نیکوں کا بدلہ ہی۔ اور لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی دوزخی ہیں۔ مائدہ آیت ۸۶-۸۹ تک۔ اور اس کے ساتھ سورہ فرقان آیت ۶۸-۷۴ تک کو دیکھو۔

پھر لکھا ہی وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ۔ اور جب پڑھا جاتا ہے اُن پر قرآن تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اِس کا او جان

لیا ہم نے کہ یہہ کلام خدا کا ہی بیشک وہ صحیح اور درست ہی اور اُترا ہی ہمارے رب کے پاس سے بیشک ہم اس سے پیشتر ہی مسلمان ہیں۔ قصص آیت ۵۳ +

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۔ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا۔ یعنے وہ الرحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھہ چلتے اور جب جاہل اُن سے کلام کرتے تو کہتے ہیں سلامتی ہو اور جو اپنے رب کیواسطے راتوں کو سجدے اور قیام میں گذارتے ہیں اور جو دعائیں کرتے ہیں اے ہمارے رب تو ہم سے جہنّم کا عذاب دور رکھہ کہ اِس کا عذاب بڑی مصیبت ہی وہ قرار و قیام کے واسطے بری جگہ ہی اور جو خرچ کرتے وقت خطاکاری نہیں کرتے اور نہ تنگدلی کرتے ہیں بلکہ اِن کے درمیان قایم رہتے ہیں اور جو اللہ کے ساتھہ دوسرے معبود نہیں پکارتے اور نہ کسی نفس کو جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہی قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں اور جس نے ایسا کیا وہ گناہگار رہوا۔ فرقان آیت ۶۳-۶۸ +

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہی وہ اِس کی اِس طرح تلاوت کرتے ہیں جیسا تلاوت کرنے کا حق ہی۔ یہہ لوگ اُس کو مانتے ہیں اور جو کوئی اُس سے کفر کرے وہی ٹوٹا پانے والا ہے بقر آیت ۱۲۱ +

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ۔ پس اُن میں سے بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا بقر آیت ۲۵۳۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ۔ کیا تو نے اِن لوگوں کی طرف دیکھا جنکو کتاب میں سے

ایک حصّہ نصیب ہوا ہے وہ کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ اُن کے درمیان فیصلہ کرے پھر اُن میں سے ایک فریق پھر جاتا ہے۔ عمران آیت ۲۳۔ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَادُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ۔ اور اہل کتاب میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ اگر تو ڈھیر کے ڈھیر ان کے پاس امانت رکھے تو وہ تیری طرف ادا کر دیگا اور بعض ایسے ہیں کہ اگر ایک دینار بھی امانت رکھے (جب تک) ہمیشہ تو اُس پر کھڑا نہ رہے وہ اُسے ادا نہ کریگا۔ یہ حالت اِس وجہ سے ہوئی کہ اُنہوں نے کہا کہ ہم پر جاہلوں کا کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ عمران آیت ۷۴۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اوتوا الکتاب کے فریق میں سے ایک فرقے کی پیروی کروگے تو وہ تمہیں بعد ایمان لانے کے کافر بنا دیگا۔ عمران آیت ۱۰۰۔ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اور بعض اُن میں مومن ہیں اور اکثر فاسق ہیں۔ عمران آیت ۱۱۰۔ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ .... وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ۔ بعض اُن میں صالح ہیں اور بعض اِس کے برعکس ہیں .... اور جو لوگ کتاب سے تمسک کرتے ہیں اور نماز قایم کرتے ہیں تحقیق ہم اصلاح کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔ اعراف آیت ۱۶۹-۱۷۰+

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ج فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۔ ترجمہ۔ اور دیئے ہم نے واسطے اس کے اسحٰق و یعقوب۔ ہر ایک کو ہدایت کی ہم نے۔ اور نوح کو ہدایت کی ہم نے پہلے اِس سے۔ اور اولاد اسکی سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو۔ اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو۔ اور زکریا کو اور یحییٰ کو اور عیسےٰ کو اور الیاس کو ہر ایک صالحوں میں سے تھا۔ اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو اور ہر ایک کو بزرگی دی ہم نے اوپر عالموں کے۔ اور باپوں ان کے سے اور اولاد ان کی سے اور بھائیوں اِن کے سے اور پسند کیا ہم نے اُن کو اور ہدایت کی ہم نے اُن کو طرف راہ سیدھی کے۔ یہہ ہے ہدایت اللہ کی دکھاتا ہے ساتھ اُس کے جسے چاہتا ہے بندوں اپنے سے۔ اور اگر شریک کرتے وہ تو البتہ کھوئے جاتے عمل اُن کے۔ یہہ لوگ ہیں وہ جو دی ہم نے اُن کو کتاب اور حکمت اور نبوّت پس اگر کفر کریں ساتھ اس کے (قرآن کے اِس بیان کے) یہہ (اہل مکہ) پس تحقیق مقرر کیا ہے ہم نے ساتھ اِس کے (قرآن کے اِس بیان کے) اُس قوم کو کہ نہیں ہیں ساتھ اس کے کفر کرنیوالی۔ (کہ اہل کتاب تھی) یہہ لوگ ہیں جن کو ہدایت کی اللہ نے پس ساتھ اُن کی ہدایت کے تو چل۔ انعام ۱۰ رکوع +

فصل ہذا کے کل دفعات ایسے مطالب کو جامع ہیں جو ہر ایک قرآن دوست کو جس کے دل میں مسیحیت سے نفرت و حقارت کمال درجہ کی موجود ہو پریشانی اور حیرانی کا شکار بنا دیں۔ اِس سے بڑھ چڑھ کر مطالب مذکور مسیحی علما کو بھی حیرت میں مبتلا کئے بغیر نہیں چھوڑ سکتے جو آجتک قرآن کو صرف نفرت کی نگاہ سے ہی دیکھتے آئے ہیں۔ اِن مطالب کو دیکھکر اور سمجھ کر یہودی قوم کے حضرت محمد سے اور قرآن عربی سے نافر ہونے کے تمام معمّے حل ہو جاتے ہیں اور ان کو دیکھ کر کفار عرب کی حضرت محمد اور قرآن عربی سے لغزشیں اور بدسلوکیاں وضاحت و صفائی سے سمجھ میں آجاتی ہیں۔ اِنکو دیکھکر قوم المؤمنین کی حضرت محمد اور قرآن اور اسلام سے جو مدینہ میں سرکشیاں ظہور میں آئی تھیں جنکا آگے چل کر بیان ہوگا بخوبی واضح ہو جاتی ہیں۔ اِن سے حضرت محمد اور قرآن کا اختیاری مذہب جس کی صداقت کے آپ نے مکہ میں ڈنکے بجائے اور جس کی خاطر آپ کو مکّہ چھوڑ مدینہ پناہ لینی پڑی

بالکل معین و محدود دکھائی دے جاتا ہی غرضیکہ فصل ہذا او فصل ماقبل کے مطالب ہمیں اس بات کا یقین کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ حضرت محمد نے حنفیت ترک کر کے مسیحیت کو ضرور قبول فرمایا بلکہ مدینہ میں بھی آپ نے مسیحیت کی تائید و تصدیق فرمائی او مسیحیت کی حمایت میں آپ نے کفار عرب اور اُن کے کل مذاہب کی ملت حنیف کی۔ بلکہ قوم یہود کی تکذیب فرمائی۔ ہماری ناقص سمجھ میں اگر قرآن عربی کی سچائی کوئی اُبھری ہوئی ہی۔ اگر اس میں کوئی صداقت قابل غور پائی جاتی ہی۔ اگر قرآن کی مشکلات کا کسی طور سے حل تجویز کیا جا سکتا ہی تو یہی سچائی اور صداقت ہی اس کے سوا کوئی دوسری سبیل نہیں ہی اگر قرآن کی آجکل کسی نگاہ سے توقیر کی ضرورت ہی تو صرف اسی اعتبار سے ہی کہ وہ مسیحیت کا حامی و حمایتی ہی باقی تمام ادیان دہر کا سخت دشمن و مکذب ہے یسوع مسیح کے وقت سے لیکر قرآن کی تصنیف کے ایام تک کی یہودی قوم کی تکذیب قرآن شریف نے یسوع مسیح اور اُسکی انجیل اور اسکے تابعین کی سچائی و صداقت بیان فرما کر ایسی کر دی ہی کہ کسی کے لئے یہودی قوم کی صداقت پر کوئی حجت و دلیل چھوڑی ہی نہیں جبکہ قرآن نے یہودی قوم کو فضایل دینی سے محروم کر دیا تو ظاہر ہی کہ اُس نے دُنیا کی کسی قوم کو دینی امامت کے لائق نہ سمجھا مگر یسوع مسیح اور اُسکے تابعین کو۔

فصل ہذا کے دفعات میں ہم نے جو سندات نقل کی ہیں اب اُنکے مطالب پر غور کرو اور اس بات کو دیکھو کہ ان سندات میں مسیحیت کے کونسے مسلمات قبول کر لئے گئے ہیں اور مسیحیوں کی بابت کہانتک خوش اعتقادی کا اظہار کیا گیا ہی؟

۱۔ خداوند یسوع مسیح کی بابت غور کرو۔ ہم نے یسوع مسیح کی بابت قرآن کی کل تعلیم نقل نہیں کی یسوع مسیح کی بابت قرآن کی کل تعلیم رسالہ ،،روح الاسلام،، میں پیش کیجائیگی مگر مختصر ذکر دفعہ اول میں آیا ہی جو دوسرے مطالب سے پیوستہ ہی اسے دیکھ کر ناظرین فی الحال یہہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ بلاشک قرآن نے یہودی قوم کے عقیدہ کے خلاف حنفائے عرب کے عقائد کے خلاف کفار عرب کے عقائد کے خلاف مسیحان دہر کے عقائد کے موافق یسوع مسیح کی نبوت و رسالت برحق تسلیم کی ہی۔ اس سے کارہائے عظیم منسوب کئے ہیں۔ اسے واعظ اسلام دکھایا ہی۔ اسکے تابعین

اہل حق یقین کئے گئے ہیں۔ اِس کے مخالف دین حق سے خارج بتلائے گئے ہیں اسے تاقیامت دین اسلام کا شہنشاہ و ناسخ دکھایا ہی اسے لاثانی وعدوں کا وارث دکھایا ہی اسے تمام ادیان دہر کو اپنے اسلام سے نسخ کرنے والا اقرار دیا ہی اُسکی دوسری آمد کی منادی کی ہی وغیرہ اسپر اسے یہود سے رد کیا ہوا ظاہر کیا ہی +

اس کل بیان میں قرآن نے یسوع مسیح کو موسیٰ کی بشارت مندرجہ قرآن کا مبشر بہ ثابت کر دیا وہ بشارت اُمّی نبی کی بابت آئی ہی اُس بشارت میں یہودی قوم کے فضائل کا قیام اُمّی نبی کی اطاعت و پیروی پر منحصر کیا گیا تھا مگر قرآن مظہر ہی کہ یہودی قوم کے فضائل یسوع مسیح اور اُس کی انجیل کو رد کرنے کے سبب ضائع ہو گئے وہ فضائل اس کی میراث میں چلے گئے جسے قوم نے رد کیا تھا لہذا قرآن نے اس عظیم تبدیلی سے یسوع مسیح کو اُمّی نبی رسول ثابت کر دیا اور دنیا کو بتا دیا کہ اس اُمّی نبی کا ذکر توریت و انجیل میں موجود ہی +

یسوع مسیح کی بابت قرآن نے صفائی سے ظاہر فرمایا کہ وہ اسحاق کی نسل کے انبیا میں آخری نبی و رسول تھا جسے انجیل دی گئی تھی اس سے پھر یسوع مسیح کا اُمّی نبی ہونا ظاہر و ثابت فرمایا غرضیکہ قرآن نے جو کچھ یسوع مسیح کی بابت تعلیم دی وہ ہر پہلو سے مسیحی مسلمات کا جزو تھی (باقی بیان روح الاسلام میں دیکھو) +

۲۔ حواریان مسیح کی بابت قرآن کی تعلیم۔ یسوع مسیح کے حواریوں کی بابت قرآن کی تعلیم بھی صرف مسیحی مسلمات کا جزو ہی اور حواریان مسیح کی بابت آیا ہی کہ اُنہوں نے یسوع مسیح کی زبانی الٰہی بشارات سُنیں۔ یسوع مسیح کو تعلیم دیتے سُنا اور دیکھا اُنہوں نے یسوع مسیح کے معجزات دیکھے وہ یسوع مسیح پر ایمان لاکر مسیحی اسلام کے مطیع ہوئے اُن کو یسوع مسیح کی معرفت تا قیامت تمام ادیان دہر پر غالب آنے کا وعدہ ملا۔ انکے مخالفوں کو تا قیامت مغلوب رہنے کی بشارت ملی۔ وہ سب کے سب صاحب الہام تھے اُنہوں نے انجیل کی بشارت دنیا کو سُنائی۔ یہودی قوم پر اُن کو غلبہ نصیب ہوا وغیرہ یہہ تمام امور مسیحی مسلمات کے اجزا ہیں اور یہودی قوم اور غیر مسیحی اقوام دہر کے عقائد کے خلاف ہیں +

۳۔ حواریان مسیح کے شاگردوں کی کیفیت پر غور فرماؤ۔ ان میں سے حبیب انطاکیہ کی کیفیت

ہدیہ ناظرین ہو چکی اسے دیکھکر مسیحیوں کی صداقت و سچائی بخوبی ظاہر ہو جاتی ہی +

۴- اصحاب کہف کی کیفیت بھی کچھ کم معنے خیز نہیں ہی اسے دیکھ کر مسیحیوں کا صبر و برداشت اور حق کی خاطر جانفشانیاں و قربانیاں کرنا بخوبی ظاہر و ثابت ہی +

۵- خندقوں کے مسیحیوں کی دردانگیز کیفیت جو قرآن و حدیث نے بیان کی ہی جو غالباً ذونواس بادشاہ کے زمانہ سے متعلق ہی کسی طور سے کم قدری کی نگاہ سے دیکھی نہیں جاسکتی ان کی مسیحی زندگی کی تکالیف نے کروڑوں عربوں کے مردہ قالبوں میں ضرور زندگی کا دم پھونکا ہوگا +

۶- عرب میں مسیحی مذہب کو جس طرح عروج ہوا اُس کی مثال اہل نجران کے مسیحی ہونیکے بیان میں گذر چکی ہے +

جس قدر اوپر مسیحیوں کا ذکر ہوا ہر ایک ذکر میں مسیحیوں کی زندگی اور چال چلن اور اُن کے کام اگر معجزانہ رنگ نہیں رکھتے تو بھی غیر معمولی ضرور بیان ہوئے ہیں اِن حالات کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے والے اور دائرہ تحریر میں انہیں محفوظ رکھنے والے۔ اِن حکایات کو قرآن و حدیث کے متن میں داخل کرنیوالے اگر مسیحی نہ ہوں تو لاریب یہہ قرآن و حدیث کا معجزہ سمجھنا چاہیئے

۷- آخر میں قرآن کی تصنیف کے وقت کے مسیحیوں کے حالات پر غور کرو جو اُنکی بابت قرآنی سندات نقل ہو چکی ہیں ان کے مطالب کو مجموعی نگاہ سے دیکھو ان کی بابت قرآن میں یوں ذکر آچکا ہی +

وہ عرب کے درمیان اللہ کی آیات کو پڑھا کرتے تھے وہ اللہ و آخرت پر ایمان رکھتے تھے وہ خدا کو سجدہ کرتے رہتے تھے وہ نیکی کا حکم دیا کرتے تھے اور تمام بُرائی سے منع کیا کرتے تھے اور ہر ایک کارِ خیر میں ہر وقت مستعد رہتے تھے وہ صالح لوگ تھے اللہ نے اُن کی بھلائی کی قدر کی تھی۔ وہ قرآن کے تابعین سے محبت رکھتے تھے ان میں رہبان و قسیس ہوتے تھے جو نہایت حلیم و خاکسار ہوتے اور کبھی تکبر نہ کرتے تھے وہ اِس بات سے خوش تھے کہ حضرت نے مشترک قرآن پایا ہی وہ اسکے مطالب کی سچائی پر گواہ تھے ان کی یہی دعائیں تھیں کہ وہ صالحوں

کی قوم ہو جائیں اور خدا نے بھی اُن کو یہی اجر دے رکھا تھا کہ وہ نعمتوں کے جنّت کے وارث ہوں۔ وہ الرحمٰن کی عبادت کیا کرتے تھے جو زمین پہ فروتنی سے چلتے تھے اور جہلائے عرب کی سلامتی چاہتے رہتے تھے وہ راتوں کو عبادت میں گذارا کرتے تھے اور بائبل کو ایسا پڑھا کرتے تھے جیسا پڑھنے کا حق ہی وہ بائبل پر ایمان رکھتے تھے اُن کی دیانت کی یہہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی ہزار دینار اُنکے پاس امانت رکھتا تو اُس میں کبھی خیانت نہ کرتے تھے وہ حضرت محمد کو کتاب اللہ کی طرف بُلاتے رہتے تھے اور ہمیشہ حق بجانب عدالت کیا کرتے تھے اور ہر ایک امر کا تصفیہ کلام الٰہی سے کیا کرتے تھے وہ نماز کو نہیں چھوڑتے تھے جو کچھ حضرت ابراہیم و اسحٰق و یعقوب اور انبیاء برحق کو ملا تھا اسپر ایمان و عمل رکھتے تھے اس کے ساتھ کفر نہیں کرتے تھے۔ اِن مسیحیوں کی ہدایت پر چلنے کا حضرت محمد کو حکم تھا۔

۸۔ اِس کے سوا حضرت محمد نے چند نامور مسیحیوں کو دیکھا اُن کے علم و فضل انکی چال چلن اور خدا پرستی کا اپنے زمانہ کے لوگوں کے روبرو ہمیشہ خوش اعتقادی سے اقرار و اظہار فرمایا انکے نام نامی سے تمام اہل قرآن تاحال آگاہ ہیں۔ کیسے ورقہ بن نوفل جیسا علامہ بھول سکتا ہی۔ کیسے امیہ بن ابی صلت جیسا شاعر بے نظیر فراموش ہو سکتا ہی۔ کیسے قس بن ساعدہ جیسا خطیب بے عدیل آجتک یاد نہیں۔ کیسے زید بن عمرو بن فضیل جیسا علامہ تارک الدہر و پرہیزگار بھول سکتا ہی یہہ تمام نامور بزرگ مسیحی تھے حضرت محمد نے ان کی صحبت سے فیض اُٹھایا تھا اُن کے نام محمدی لٹریچر میں آجتک زندہ ہیں اور عزت کے ساتھ زندہ ہیں +

۹۔ ہر ایک قرآن دوست کے ہاتھ میں قرآن موجود ہوگا اسے پڑھ کر ہر ایک دیکھ سکتا ہی کہ قرآن میں مسیحی امت کے سوا کوئی ایسی اُمت ثابت نہیں جسے مسیحیوں کے سوا مکہ یا مدینہ میں ہدایت یافتہ و نجات کی وارث امت مانا گیا ہو مگر مسیحی امت۔ البتہ یہودی قوم تو مسیحیوں سے پیشتر اعلیٰ انعامات کی وارث دکھائی گئی تھی مگر مسیحیت سے روگردانی کرنے پر اسے حق سے گمراہ ثابت کر کے قرآن نے صرف مسیحیت و مسیحیوں کی حقانیت بیان فرمائی جیسا کہ ہم دکھاتے آئے ہیں پس مندرجہ صدر بیان کو دیکھ کر کوئی حق پسند اور قرآن دوست یہہ نتیجہ نکالے

بغیر نہیں رہ سکتا کہ بلا شک قرآن عربی کا مسلمہ مذہب مسیحیت و اسلام ہی اور قرآن کی مرحوم اُمّت مسیحی اُمت ہی وہ حضرت محمد کو مسیحی ہونے کے فخر سے محروم نہیں کر سکتا ہی +

۱۰- فصل ہذا کی سندات و مطالب کو دیکھ کر ہر ایک خدا پرست قرآن دوست یہہ بات ماننے کے لیئے مجبور رہے کہ قرآن عربی کا تقاضا عربوں کو مسیحی بنانے کا تھا اور کسی مذہب کی رغبت دلانے کا نہ تھا +

مسیحیوں کی جو حکایات قرآن نے بیان فرمائیں۔ مسیحیت کے بانی کا جو بیان کیا۔ مسیحیت و مسیحیوں کے مخالفوں کے حق میں جو قرآن نے دُنیا کو فیصلے سُنائے۔ کل مسلماتِ مسیحیت کی جو حقانیت ظاہر و ثابت کی اور جن خصوصیات کے ساتھ بیان کی اِس سب کا تقاضا و مطالبہ تاحال یہی ہی کہ قرآن عربوں کو ان کے کفر و الحاد سے نکالکر مسیحی بنا دیوے ورنہ قرآن عربی کے مقصد و عزّت کو قایم رکھنا ہر ایک قرآن دوست پر محال و اشکال ہی +

اہل قرآن اس جگہ ہمیشہ سے دُنیا کو یہہ سبق سکھاتے آئے ہیں کہ قرآن کا مقصد و مطلوب دنیا کو حضرت محمد کی نبوّت و رسالت اور قرآن کے الہام کے عقیدہ کے تابع کرنے کا تھا اور اسی دعوی پر آجتک اڑے ہوئے ہیں مگر قرآن سے یہہ بات ثابت کرنی خود قرآن کو خطرہ میں ڈالنا ہی +

ہم اِس وقت حضرت محمد کی نبوّت و رسالت پر بحث نہیں کیا چاہتے اور نہ قرآن کے الہام پر بحث کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہہ دونوں مضمون فصل ہذا کے مضمون سے زاید ہیں مگر اس قدر عرض کرنی ضروری سمجھتے ہیں کہ فصل ہذا کی سندات قرآن عربی کے مقصد و مطلوب کے مروجہ عقیدہ کی نفی ضرور کرتی ہیں ان سے صرف یہہ بات روشن ہی کہ قرآن کا مقصد صرف عربی دنیا کو مسیحی بنانا تھا +

ہمارے اس دعوی کے قرائن و وجوہات بھی ہیں جن کو اختصار کے ساتھ ذیل میں پیش کیا جاتا ہی +

(۱) ہمارے دعوی کے ثبوت میں پہلی وجہ یہہ ہی کہ قرآن نے یسوع مسیح کی رسالت و نبوّت

سلسلہ انبیاء کا اختتام ثابت کر دی ہی۔ اُس نے یسوع مسیح کی پہلی اور دوسری آمد کی حقانیت بیان فرما کر کسی نبی رسول کے آنے کی ضرورت نہیں چھوڑی۔ اِس کی پہلی آمد کے وقت سے تا قیامت جبکہ یسوع مسیح کا دوبارہ آنا مقدر ٹھہرایا ہی درمیانی زمانہ اور عرصہ صرف اسی کی رسالت کے ڈنکے بجانے کو مخصوص کر دیا ہے۔ اسے اختیار دیدیا ہی کہ وہ تمام ادیان دہر پر اس عرصہ میں غالب آئے ؛

(۲) ہمارے دعوی کا دوسرا ثبوت یہہ ہی کہ قرآن نے مسیحیت یعنے اسلام کو اکمل و مکمل اور آخری اور پہلا دین ثابت کیا ہی جس کے تمام ادیان پر غالب آنے کی صفائی سے خبریں لکھی ہیں +

(۳) ہمارے دعوے کا تیسرا ثبوت یہ ہی کہ قرآن نے مسیحی قوم و امت کو پیشتر کی تمام امتوں سے کامل اور خدا پرستی اور خداترسی اور دینداری میں لاثانی بیان فرما کر اس امت کے لئے تاقیامت دینی فتوحات کے وعدے دیئے ہیں۔ اس اُمت کے افراد تمام اسرائیلی فضائل کے وارث بنا دکھائے ہیں +

(۴) اوپر کے تینوں وجوہات جو قرآن کی تعلیم سے پیدا ہیں حضرت محمد کی مسیحیت سے باہر نبوت و رسالت کی ضرورت نہیں چھوڑتیں اور نہ مسیحیت کے غیر دین و ملت کی عزت و حرمت کی جگہ رہنے دیتی ہیں ان وجوہات سے ہم کہتے ہیں کہ قرآن کا مقصد مسیحیت ہی اور دنیا کو مسیحی بنانے کا تھا۔

۱۱- قرآن کے اُن مقامات پر بھی غور کرو جن کی بنیاد پر اہل قرآن نے آجتک مسیحیت کے اُن حقوق کو بالکلیہ پامال کیا ہی جن کا پیشتر ذکر ہو چکا ہی وہ مقامات و جملے مندرجہ ذیل ہیں مثلاً۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ۔ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ۔ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ وَمِنْ دُوْنَ ذٰلِكَ اِن الزاموں کے سوا ذیل کے قابل اعتراض حملے بھی مسیحیوں پر کئے گئے ہیں +

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۚ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔ یعنے یہود نے کہا نصاریٰ کسی راہ پر

نہیں اور نصاریٰ نے کہا یہود کسی راہ پر نہیں اور وہ پڑھتے ہیں کتاب۔ اور اسی طرح اُنہوں نے کہا جن کے پاس علم نہیں مثل قول اُن کے کے پس اللہ حکم کریگا ان کے درمیان قیامت کے روز جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ بقر ۱۴ ا رکوع۔ پھر یہ کہ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ یعنے اور کہتے ہیں کہ جب تک کوئی یہودی یا نصرانی نہ ہو جائے تب تک کوئی جنت میں نہ جائیگا۔ یہ اُن کی آرزوئیں ہیں ان سے کہہ کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی براہین پیش کرو۔ بقر ۱۳ ا رکوع۔ پھر یہ کہ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ اور ہرگز راضی نہ ہونگے تجھ سے یہود و نصاریٰ جب تک تو اُن کے دین کے تابع نہ ہو جائے۔ تو اُن سے کہہ جو راہ اللہ دکھائے وہی راہ ہے اور اگر تو اُن کی خواہشات کے تابع ہوا بعد اس علم کے جو تجھے ملا ہے تو تیرا اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار نہ رہیگا۔ بقر ۱۴ ا رکوع پھر یہ کہ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ یعنے اور کہتے ہیں کہ ہو جاؤ یہودی یا نصرانی تو ہدایت پاؤ گے۔ تو کہہ بلکہ ہم نے ابراہیم حنیف کی ملّت اختیار کی اور وہ نہ تھا۔ بقر ۱۶ ا رکوع۔ پھر یہ کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ ترجمہ۔ اے مومنوں بہت سے احبار اور رہبان لوگوں کے مال باطل طریق سے کھاتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ سے (حنفیت کی متابعت سے) روکتے ہیں اور وہ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں (جہاد میں خرچ نہیں کرتے ہیں) پس اُن کو دردناک عذاب کی بشارت سنا۔ توبہ آیت ۳۴۔ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ۔ اور پکڑا ہے اُنہوں نے اپنے احبار اور رہبانوں کو ارباب سوا اللہ کے اور مسیح

ابن مریم کو۔ توبہ آیت ۳۱۔ پھر یہہ کہ

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ۔ اور یہود و نصاری نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے محبوب ہیں۔ تو ان سے پوچھ کہ پھر وہ تمہارے گناہوں پر عذاب کیوں کرتا ہے۔ بلکہ محض بشر اور مخلوق ہو۔ مائدہ آیت ۱۸ پھر یہہ کہ

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ۔ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرٰى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ط قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ۔ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جو کچھ اللہ اور رسول نے حرام گردانا ہے حرام نہیں جانتے اور دین حق کو دین نہیں جانتے ہیں۔ کتاب والوں میں سے اُن کو قتل کرو۔ یہاں تک کہ وہ ہاتھوں سے جزیہ دیویں اور وہ ذلیل ہوں۔ یہود نے کہا عزیر ابن اللہ ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح ابن اللہ ہے۔ یہہ ان کے موہنہ کی بات ہی پہلے کافروں کے قول کی مشابہت ہی اللہ اُن کو غارت کرے توبہ آیت ۲۹-۳۰۔ پھر کہتا ہی۔ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا۔ یعنے (کیا اہل کتاب کے لئے) ملک میں کچھ حصہ ہی اور وہ لوگوں کو تل برابر دینا نہیں چاہتے۔ نساء آیت ۵۳+

آیات مذکور میں جن مسیحیوں پر سخت الزام لگائے گئے ہیں بالاتفاق مدنی ہیں۔ یہودی قوم کی بابت ان میں جو کچھ کہا گیا ہی اسے نظر انداز کرو۔ مگر جو کچھ مسیحیوں کی بابت کہا گیا ہی اسی پر غور کرو اور اس بات کو دیکھو کہ مقامات مندرجہ صدر کے معانی و مطالب کیا لئے گئے ہیں؟ غور و فکر سے آیات بالا میں ذیل کے امور ظاہر ہوتے ہیں+

(۱) کہ آیات بالا کا متکلم مدنی ہی+

(۲) کہ وہ ملت حنیف کا معتقد ہی+

(۳) اس کے عقیدہ میں ابراہیم مسلم نہ تھا بلکہ حنیف تھا +

(۴) وہ یہود و نصاریٰ کو اہل الکتاب یا اوتوا الکتاب یا اوتوا العلم وغیرہ ناموں سے یاد نہیں کرتا بلکہ یہود و نصاریٰ کے نام سے پکارتا ہے +

(۵) وہ نصاریٰ کے عقیدوں کا اور دعووں کا اور اُن کے خدا پرست ہونے اور اُن کے دین کی حقانیت کا ایسا ہی منکر ہے جیسے یہود کی حقانیت کا۔ وہ مسیح کے ابن اللہ ہونے کے عقیدہ کی صحت کا منکر ہے۔ وہ مسیحیوں کے اس عقیدہ کا منکر ہے کہ جو وہ اپنی بابت ابن اللہ ہونے کا رکھتے تھے۔ وہ مسیحیوں کے ہادیوں کی امانت دینی کا اس الزام کے ساتھ منکر ہے کہ وہ بہت سا سونا روپا رکھتے تھے اور باطل سے روپیہ جمع کرتے تھے اور فی سبیل اللہ خرچ نہیں کرتے تھے وہ سمجھتا ہے کہ مسیحی اپنے دینی ہادیوں کو اللہ کے سوا ارباب مانتے ہیں +

(۶) مگر وہ اِس بات کا بھی معتقد ہے کہ مسیحیوں کا ابن مریم کو ابن اللہ ماننے کا عقیدہ اُن کی کتابوں کا نہیں بلکہ اُن کے مونہوں کی بات ہے +

(۷) وہ یقین رکھتا ہے کہ مسیحی حق پر نہیں ہیں۔ اِن کے دعاوی حق نہیں ہیں۔ ان کا یہہ کہنا کہ بغیر مسیحی ہونے کے کوئی جنّت میں داخل نہ ہوگا حق نہیں سمجھا گیا۔ اِن کا یہہ کہنا کہ مسیحی ہونے سے انسان کو ہدایت ملتی ہے حق نہیں مانا گیا۔ اِن کا حضرت محمد کو مسیحی بنانا حق نہیں سمجھا گیا۔ وہ یقین رکھتا ہے کہ ان کے دعاوی اُن کی آرزوئیں ہیں وہ ان کو کافر۔ مشرک۔ فاسق خیال کرتا ہے۔ وہ ان سے ان کے دعاوی کی صداقت پر براہین مانگتا ہے۔ (قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) +

(۸) وہ حضرت محمد کو مسیحی ہونے سے روکتا ہے اور ڈراتا ہے کہ اگر تو مسیحی ہوگیا تو تیرا کوئی مددگار نہ رہیگا +

(۹) وہ صرف اپنی ہدایات پر عمل کرنے کی ہدایت کرتا ہے +

(۱۰) وہ حضرت محمد کے کئے کرائے کو دین و دنیا کے لئے سند مانتا ہے کسی دوسرے کو نہیں +

(١١) وہ یہود و نصاریٰ کی ملکی فتوحات پر حاسد ہی+

(١٢) وہ یہودی مذہب اور مسیحیت پر ملّت حنیف کی پیروی کرنے کو ترجیح دیتا ہی+

(١٣) اسے دین اسلام کی عظمت و خوبی کا کچھ علم نہیں ہی۔ اسے مسلمات اسلام کی خبر نہیں ہی۔ اسے اسلام کے انبیاء سے کچھ انس نہیں ہی۔ اسے اسلام کے اصول سے ہمدردی نہیں۔ اسے اسلامی امت سے مطلق محبّت نہیں ہے۔ وہ اسلام سے بالکل آزاد ہی اور اسے غیر اسلام سے محبّت ہی وہ غیر اسلام ملّت حنیف ہی+

(١٤) اس نے غیر حنفاء پر قتل کا فتویٰ دیا ہی خاصکر یہود و نصاریٰ پر جبر و ظلم روا رکھا ہی اُس نے جہاد کی تمام تعلیم غیر حنفاء کے خلاف دی ہی۔ غرضیکہ قرآن کی آیات زیر نگر کے مطالب مذکورہ ہیں جن پر ہماری محمدی قوم نے اپنے عملی مذہب کی بنیاد رکھی اور انہیں آیات کا مذہب تاحال قوم کے عمل میں چلا آیا ہی+

١٢- قرآن کی تعلیم مذکور کا تعلیم ماقبل سے مقابلہ+

قرآن میں اس بات کا دعویٰ کیا گیا ہی کہ اس میں اختلاف نہیں ہی مگر ہم ناظرین کو اس جگہ تھوڑا سا اختلاف دکھلاتے ہیں امید ہی کہ ناظرین اسپر بھی غور فرمائینگے+

(١) یہودی مذہب اور قوم کی صداقت پر قرآن کے اس بیان کو جو پیشتر ذکر کیا ہی مقامات بالا کے مقابل رکھو پھر دیکھو کہ کیسے لاحل تقابل تضاد نظر سے گذرتے ہیں+

(٢) نمبر گیارہ کا ہر ایک مقدمہ فصل ہذا کی کل تعلیم سے جو پیشتر بیان ہو چکی ہی تقابل تضاد کی صورت رکھتا ہی+

(٣) نمبر گیارہ کے کل مقدمات دین اسلام کے مسلمات کے نہ صرف خلاف ہیں بلکہ دین اسلام اور اسکے مسلمات و مقبولات کی تکفیر کے گواہ ہیں (مقابلہ کرو حصہ اول سے) +

(٤) نمبر گیارہ کے کل مقدمات ملت حنیف کی عزت و حرمت کی سندات ہیں ان میں یہ حقیقت ظاہر کی گئی ہی کہ یہودیت و مسیحیت و اسلام کی مخالفت و تکفیر ہی طریق حق ہی اس لئے جو لوگ قبل از مسیح یہودیت کی اور بروقت اور بعد مسیح مسیحیت کی تکفیر کرتے آئے تھے وہی اہل

حق تھے کیونکہ ملت حنیف کی عزت وحرمت کرنے کے لئے اُن مذاہب کی تکفیر اور ان کے تابعین کی حق پرستی کا انکار ضروری سمجھا گیا ہی مگر یہ کل امور قرآن مکی کی صداقت پر سخت الزام دیتے ہیں جو کسی حق پسند کے نزدیک مقبول نہیں ہو سکتے +

(۵) ملت حنیف کے مقبولات میں اور اسلام کے مقبولات میں کسی طور سے تطابق و توافق قایم نہیں ہو سکتا ان میں رات اور دن کی نسبت ہی +

(۶) نمبر گیارہ کے مقدمات سے پایا جاتا ہی کہ مدینہ میں سخت انقلاب مذہبی ہوا تھا وہاں پر قرآن مکی کی اور اس کی کل تعلیم کی اور اس کے مذہب کی اس طرح تردید کی گئی تھی کہ قرآن مکی کے متن میں قرآن غیر مشترک یا قرآن متشابہ کا وہ متن ملایا گیا تھا جس میں ملت حنیف اور اسکے مقبولات کی عزت وحرمت روا رکھی گئی تھی اور قرآن مکی کے اعلیٰ مطالب کی تکذیب کی گئی تھی۔ نمبر گیارہ کے کل مطالب اسکے گواہ و شاہد ہیں +

۳ نظر ثانی

قرآن متشابہ اور اُس کے مصنف نے مدینہ میں جو کچھ قرآن مکی اور اُس کی تعلیم کیساتھ سلوک کیا وہ ایسا نہیں کہ کسی قرآن دوست کو بھول سکے اور جو اہل حق سے بدسلوکی روا رکھی تھی وہ بھی فراموش نہیں کیجا سکتی ہی +

ہم لوگ جنہوں نے قرآن شریف کو میراث جدی کے طور پر پایا قرآن مکی اور اسکی تعلیم سے سلوک مذکور کو دیکھکر متحیر ہیں اور قرآن مدنی یا متشابہ کی تعلیم سے پریشان ہیں ہمارے نزدیک قرآن مدنی متشابہ و غیر مشترک کا ایک ایک جملہ قابل اعتراض اور دین و دنیا کے لئے خطرناک ہی +

پیشتر اس سے کہ ملت حنیف کی بابت کوئی درست رائے قائم کیجائے ضروری بات ہی کہ ہم یہودی مذہب اور قوم کی بابت جو قرآن کی تصنیف کے وقت موجود تھی ملت حنیف کے مقابل کوئی مناسب فیصلہ کریں۔ ہم نے اس قوم و مذہب کا مسیحیت کے مقابل قرآنی فیصلہ

گردکھایا مگر مدینہ میں ملّت حنیف کے حمایتی نے ملت حنیف کو یہودی قوم اور مذہب پر ترجیح دی یہودی قوم اور مذہب پر ملّت حنیف کو ترجیح دینے کا کوئی سبب متحقق نہیں ہوتا ہے شاید علمائے قرآن کو معقول سبب معلوم ہو +

مدنی یہودیت توریت۔ زبور۔ صحائف انبیاء کی وارث تھی وہ یسوع مسیح کو چھوڑ کر باقی تمام ایسے انبیا کی معتقد تھی جن کا جواب تمام دنیا نہ رکھتی تھی۔ وہ واحد خدا کی پرستار تھی وہ علم و فضل اور تہذیب و شائستگی کی عرب میں اُستاد تھی وہ اپنے نوشتوں میں عالمگیر مذہب کی صداقت رکھتی تھی وہ ایسے آبار و اجداد کی نسل تھی جن کی فضیلتوں اور لاثانی عظمتوں کے قرآن مکی نے برسوں تک راگ گائے تھے ایسی قوم اور ایسے مذہب کے مطالبوں اور دعوتوں کے مقابل مدنی قرآن کے مصنّف کا ملت حنیف میں پناہ لینا اور اُسے یہودیت پر ترجیح دیکر پناہ لینا اور یہودیت پر کفر و شرک کے الزام دیکر پناہ لینا قرآن فہموں کو سخت پریشان کرتا ہی ہم کیا دیتا کو ملت حنیف کی ترجیح کا سبب قرآن عربی سے معلوم نہیں ہو سکتا ہی

آخر ملّتِ حنیف کفار عرب کی ملت تھی قرآن مدنی نے خواہ اِسے کتنا ہی دھو کر قبول کیا ہو مگر ملت حنیف خالص عربی ملت و دین تھا۔ اس کے تابعین کلام اللہ سے محروم چلے آتے تھے انبیاء اور رسول ان میں کبھی پیدا نہ ہوئے تھے اِن کا مذہب بُت پرستی۔ جنات پرستی۔ ارواح پرستی۔ سیارہ و ستارہ پرستی۔ کعبہ پرستی وغیرہ تھا۔ اگر قرآنی حنیفیت نے واحد اللہ کی عزت و تعظیم قبول کر لی تھی تو بھی ملّت حنیف کو مدنی یہودیت پر کوئی برابری نہ تھی اور تا حال نہیں ہو سکتی۔ ایسے حال میں ملت حنیف کو مدنی یہودیت پر ترجیح دینی سراسر حق کے خلاف تھا۔ مدنی یہودیت حنفاء اور حنیفیت پر قرآن کے اوراق میں وہ فضیلت رکھتی تھی جو حق کو ناحق پر فوقیت حاصل ہو اور دن کو رات پر فضیلت ہو +

جیسے قرآن مدنی کی ملّت حنیف کو مدنی یہودیت پر فضیلت نہیں ویسے ہی ملت حنیف کو کسی معانی کی مسیحیت پر بھی فضیلت و برتری نہ تھی بلکہ ملت حنیف کو مسیحیت سے مساوات بھی حاصل نہ تھی +

قرآن مکی نے مسیحیت کے جو فضائل بیان کیے اور مسیحیوں کی جو عظمت بیان فرمائی وہ قرآن کے ہی اوراق میں ہمارے روبرو ہو اس کے مقابل کسی حنفی کی خداپرستی کا اگر قرآن میں ذکر ڈھونڈا جائے تو تا قیامت نہ ملیگا۔ ایسے حال میں مسیحیت اور مسیحیوں کو الزام دیکر ملت حنیف میں مصنّف کا پناہ پانا اس کے ایوب و نقائص کو نہ صرف چھپاتا نہیں بلکہ زیادہ روشن کرتا ہی

مدنی قرآن کا مدنی یہودیت و عربی مسیحیت کو الزام دیکر ملت حنیف میں پناہ لینا تمام قرآن مکی اور اُس کی تعلیم اور اُس کے مسلمہ دین اسلام پر بلا وجہ ترجیح دینی ہو۔ ملت حنیف کی قرآنی عزّت و حرمت نے کفار مکہ کے حضرت محمد پر جو الزام تھے وہ راست ٹھہرا دیئے جو قرآن مکی پر حملے تھے وہ درست ثابت کر دیئے۔ حنفاء کو اُن کے دین و ایمان و عمل میں اہل حق بنا دکھایا۔ حضرت محمد اور قرآن مکی کے کل دعاوی شبہات کی تاریکی میں ڈال دیئے حنفیت کی حقانیت کا اعتراف حق معلومہ کی تکذیب ٹھہرا (فصل اول سے مقابلہ کرو) +

ملّت حنیف کے دعاوی و مقبولات ہی حق کے خلاف ہیں۔ (۱) ابراہیم کو حنیف بتلانا خلاف حق ہو اسکا کوئی ثبوت نہیں۔ اس دعویٰ کی تردید خود قرآن میں موجود ہو وہ حضرت ابراہیم کے حنیف مسلم ہونے کی آیت میں آئی وہ آیت یوں آئی ہو۔ مَا كَانَ اِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا ط یعنے ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی تھا پر حنیف مسلم تھا +

اِس آیت نے ملّت حنیف کی حقانیت کی بنیادی سند بالکلیہ اُڑا دی اور وہ ابراہیم کے صرف حنیف ملّت پر ہونے کی تھی حقیقت یہہ نکلی کہ درحقیقت ابراہیم حنیف مسلم تھا یعنے وہ کسی وقت حنیف ملّت پر تھا پر بعد کو مسلم ہوگیا تھا لہذا ابراہیم کی ملّت حنیف ابراہیم کی مردود و متروک ملت ثابت ہوئی درحقیقت ابراہیم مسلم تھا +

مانا کہ ابراہیم یہودی نہ تھا نصرانی نہ تھا۔ ملت حنیف پر نہ تھا۔ پر مسلم تھا۔ ابراہیم کی وہ تمام اولاد مسلم تھی جو اسحٰق سے ہوئی یسوع مسیح کو رد کرنے کے دن تک تمام بنی اسحٰق مسلم چلے آئے۔ یسوع مسیح کو رد کرنے والی نسل اسحٰق اسلام سے خارج ہوئی اسلام و مسلمانی یسوع مسیح اور اسکی انجیل کی پیروی ثابت ہوئی یسوع مسیح کے پیرو جنکو نصاریٰ کہا گیا ہو مسلم

ثابت ہو چکے پس مسیحی مسلموں کے مقابل مدنی مصنف قرآن کا یہہ کہنا کہ ہم نے یہودیت و نصرانیت ترک کر کے ملت حنیف کی پیروی کی اس بات کی صاف دلیل ہی کہ مسلم ابراہیم کی ملت کی پیروی ترک کی اور ابراہیم کی متروکہ ملت حنیف کو عزت و حرمت عطا کی گئی اِس بات میں جو حق تلفی کی گئی ہی اس کا اہل انصاف ہی اندازہ لگا سکتے ہیں +

قرآن پڑھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت اسحٰق کی اولاد کو کئی ناموں سے یاد کیا گیا ہی۔ مثلاً بنی اسرائیل۔ یہودی۔ نصرانی۔ مسلم۔ بنی اسرائیل یہودی حضرت یعقوب کے نام سے کہلائے یہہ ان کا ایسا خطاب ہی جو کل یہود کو جامع تھا۔ یہودی حضرت یعقوب کے بیٹے یہوداہ کے نام سے کہلائے جو صرف یہوداہ کی اولاد کا نام تھا۔ نصرانی مسیحی حواریانِ مسیح کے نام سے کہلائے کیونکہ قرآن نے ان کا نام انصار رکھا تھا مگر یہودی اور نصرانی مسلم مذہب کے اعتبار سے کہلائے ہیں اس وجہ سے ملت حنیف کے موید کا یہودی و نصرانی اقوام کے مسلم ہونے سے انکار کرنا درحقیقت حق سے انکار کرنے کے معانی رکھتا ہی اور یہہ بات سخت قابل الزام ہی اسلئے قرآن مدنی کے یہود و نصاریٰ پر الزام ناواجب ہیں۔ اِس کی ملت حنیف حق مسلمہ کی مخالفت و تردید ثابت ہے اس وجہ سے مسیحیت ہی پھر حقانیت ٹھہری مسیحی امت ہی حق کی وارث ہی ملت حنیف کے مسلمات و الزامات کی وہی توقیر رہی جو حضرت موسیٰ اور ابن مریم کے مخالفوں کی تھی جو مسیحیت کے دشمنوں کی تھی قرآن مکی نے جو کچھہ فرعون اور یسوع مسیح کے مخالف یہود اور مسیحیوں کے مخالفوں کی توقیر بیان فرمائی ہی قرآن مدنی کے مذہب کی توقیر قرآن مکی سے ثابت ہی اِس لئے اُن الزاموں کی جو یہود و نصاریٰ پر لگائے گئے قرآن سے اُن کی کچھہ توقیر نہیں ہو سکتی مسیحیت قرآن کا مسلمہ مذہب ہی اسے چھوڑ کر قرآن سے دوسرا مذہب اخذ نہیں کیا جا سکتا اور اگر کیا جائے تو قرآن مکی کے کل متن کے خلاف کیا جائیگا اور وہ ملت حنیف نامی مذہب ہوگا جو سراسر حق کی مخالفت ہی اور اسلام و مسیحیت کے مقابل قابل اعتراض ہی +

پانچویں فصل

مدینہ میں عظیم مذہبی انقلاب

حضرت محمد مکہ میں جس دین و ایمان کی صداقت کے ڈنکے بجاتے رہے اُس کا پیشتر کی فصلوں میں ذکر ہو چکا وہ لاریب مسیحی مذہب تھا مسیحی مذہب آپ نے آبائی مذہب ترک کر کے اختیار کیا تھا۔ اِس مذہبی تبدیلی کا لازمی نتیجہ وہ تکالیف تھیں جو مکہ کے کفار کی طرف سے برپا ہوئی تھیں۔ یہ تکالیف خاصکر اس زمانہ میں اور بھی بڑھیں جبکہ حضرت ورقہ بن نوفل اور خدیجہ کبریٰ اور دیگر با اثر مسیحی اِس جہان سے گذر گئے تھے اور حضرت محمدؐ مکہ میں تن تنہا رہ گئے تھے اس زمانہ میں کفار عرب و مکہ نے حضرت محمد پر جو بدسلوکیاں روا رکھیں اُن کا بیان ایک دردانگیز داستان ہے جسے اس اختصار میں قلم بند نہیں کیا جا سکتا حضرت محمد کفار کے مقابل تنہا تھے چند اصحاب کے سوا جو خفیہ طور سے آپ کے دوست اور ظاہر میں کفار مکہ کے ہم خیال تھے اور کوئی آپ کی حمایت کا خواہاں نہ تھا مگر ان کی حمایت بھی حضرت محمد کی تکالیف کو کم نہ کر سکتی تھی بلکہ مکہ میں تو اُن کا فکر بھی حضرت محمد پر بار تھا کیونکہ وہ اصحاب نہ صرف حضرت محمد اور آپکے اختیاری مذہب کی کفار مکہ کے جبر و ظلم کے مقابل کچھ حمایت نہ کر سکتے تھے بلکہ حضرت محمد کے اختیاری مذہب سے مانوس ہو کر خود خطرات کا نشانہ تھے ایسے حال میں حضرت محمد آپ کے ہمخیالوں کو پناہ درکار تھی +

مکہ شریف میں حضرت محمد کا جان و مال خطرے میں تھا۔ آپ کے عزیز و اقارب آپ کو پناہ نہ دیتے تھے۔ دوست و آشنا پناہ نہ دیتے تھے۔ اہل شہر پناہ نہ دیتے تھے بلکہ آپ کے عزیزوں اور دوستوں نے آپ کے جان پہچانوں اور شہریوں نے آپ کے قتل کرنے پر اتفاق کر رکھا تھا وہ آپ کو طرح طرح کی ایذائیں دیتے تھے آپ کا مکہ میں ایک ایک دن مشکلات سے

بھر اتھا۔ ان ایام میں بھی آپ مسیحی تعلیم کے موافق اوقات بسری کرتے تھے اپنے دشمنوں سے انتقام نہ لیتے تھے اُن کی کفر گوئی کا جواب نہ دیتے تھے ان کی عداوت و خباثت قلبی کے عوض ان سے محبت کا اظہار کیا کرتے تھے وہ آپ کو دکھہ دیا کرتے مگر آپ مسیحی طبیعت سے اُسکی برداشت کیا کرتے تھے +

نہ صرف اہل مکہ ہی حضرت محمد سے تمام قسم کی بدسلوکی روا رکھ کر آپ کے جان و مال کی حفاظت سے دست بردار تھے بلکہ اہل عرب کے دوسرے قبائل بھی آپ کو اسی سلوک کے لائق سمجھتے تھے چنانچہ ہجرت مدینہ سے پیشتر حضرت محمد ایک عربی ریاست میں پناہ پانے کو گئے مگر نہ صرف اُنہوں نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو پناہ نہ دی اُلٹا آپ کا وہ تمام مال جو حضرت خدیجہ آپ کے پاس چھوڑ گئی تھیں اُن بے رحموں نے لوٹ لیا اور حضرت مشکلوں سے اپنی جان لیکر وہاں سے واپس آئے +

ان حالات کو دیکھ کر فوراً دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کفار مکہ اور عرب کے نزدیک حضرت محمد جو ایسے سلوکوں کے لائق سمجھے گئے تھے اس کا باعث اس کے سوا جو ہم نے بیان کیا ہے اور کیا تھا؟

اس بات کو ہلکی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضرت محمد اور کفار عرب میں وہ مذہبی اختلاف ہوتا جو مدینہ میں پیدا ہونیوالا تھا یا حضرت محمد اور کفار مکہ کا مذہب مشترک ہوتا تو حضرت محمد اور اہل مکہ میں ہرگز وہ ناگوار صورت پیدا نہ ہوتی جس کا نتیجہ ہجرت مدینہ تھا مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں حضرت محمد اور کفار مکہ اور عرب کے درمیان مذہبی اختلاف کی آگ سلگی ہوئی تھی حضرت محمد ایسے مذہب کو اختیار کرے ہوئے تھے جو غیر عربی تھا آپ کے رگ و ریشہ میں مسیحی مسلمات کی محبت شعلہ زن تھی اس مسیحیت کی حمایت میں آپ کفار مکہ اور عرب کے تمام مذاہب اور اُن کے مسلمات کی تکذیب پر اڑے ہوئے تھے اسی وجہ سے آپ کے عزیز و اقارب اور دوست و آشنا اور اہل شہر آپ سے بیزار ہو کر درپئے آزار ہو گئے اور یہہ مسیحیت اختیار کرنے کے لازمی نتائج تھے جو ہر زمانہ میں مسیحیت اختیار کرنیوالوں کے روبرو آتے رہے ہیں +

حضرت محمد آپ کے ہمراہیوں کو عرب کی سرزمین میں پناہ نہ ملی۔ نہ صرف کفار عرب کے عرب میں پناہ نہ ملی بلکہ عرب کی مسیحی ریاستوں میں پناہ نہ ملی۔ مسیحی ریاستوں میں پناہ نہ پانیکا باعث غالباً یہہ ہوگا کہ یہہ ریاستیں کفار عرب کے ساتھہ ایسے معاہدے رکھتی ہونگی جن کی رو سے حضرت محمد کے اصحاب کی جانیں غیر محفوظ ہوں۔ غالباً انہیں ریاستوں کی مدد سے مہاجرین حبش میں جو مسیحی ریاست تھی پہنچائے گئے ہونگے اور حضرت محمد نے انصار مدینہ کے اقرارات پر بھروسہ کرکے مدینہ میں جو یہودی ریاست کا گویا دارالخلافہ تھا پناہ پائی اور یوں آپ کی مکی تکالیف کا خاتمہ ہوا۔

مدینہ کے یہود اور حضرت محمد کے باہمی تعلقات کی ابتدا اس روز سے ہوئی جس روز حضرت محمد نے مدینہ میں پناہ لی۔ اسی روز کو مدنظر رکھکر ہم اس بات کو ایک دفعہ پھر دیکھہ سکتے ہیں کہ حضرت محمد مدینہ میں اس مذہب کے ساتھہ ضرور آئے جس کے سبب سے آپ کو مکہ چھوڑنا پڑا تھا اس مذہب کے نزدیک یہود خدا کی برگزیدہ قوم تھے اس کے نزدیک یہود تمام غیر اقوام پر فضیلت رکھتے تھے اس کے نزدیک یہود سے کھانا پینا اور شادی بیاہ روا تھا اس مذہب کے عقائد و مسلمات میں یہود کی عزت و حرمت کا پاس تھا گو یہودی اس مذہب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے اور اسکے تابعین کے جانی دشمن تھے۔

پس ابتدا میں یہود نے حضرت محمد کو اپنے مذہب کا متلاشی سمجھا ہوگا اور جب انہوں نے حضرت محمد کو بیت المقدس کی طرف منہہ کرکے نماز ادا کرتے دیکھا ہوگا تو انہوں نے طبعاً آپ سے اور آپ کے ہمراہیوں سے کمال محبت کا برتاؤ شروع کیا ہوگا چنانچہ اس بات کا ثبوت اس بات میں ملتا ہی کہ حضرت محمد نے مدینہ میں داخل ہونے کے تھوڑے دنوں کے بعد ہی مہاجرین کو حبش سے بلا لیا تھا اور ہم کو معلوم ہی کہ حضرت محمد ۱۶ یا سترہ ماہ تک مدینہ میں جاکر بیت المقدس کی طرف منہہ کرکے نماز پڑھا کئے اس سے حضرت محمد اور یہود کے باہمی تعلق کے خوشگوار ہونے کی شہادت ملتی ہی۔

حضرت محمد اور یہود کے مدنی رشتہ کی خوشگواری اس بات سے بھی روشن ہی کہ حضرت محمد

کے ہمراہی یہود کی پناہ میں جاکر ایسے بےفکر ہو گئے کہ اُنہوں نے کفار مکہ سے مخالفت و انتقام لینے کا سلسلہ شروع کر دیا مگر افسوس کا مقام ہی کہ حضرت محمد اور مدینہ کے یہود میں باہمی محبّت کا رشتہ دیر تک قایم نہ رہ سکا +

اس کی ایک مبہم سی یہہ وجہ ہوگی کہ سال ڈیڑھ سال کی باہمی رفاقت سے حضرت محمد کے مذہبی عقائد یہود پر کُھل گئے ہونگے اور اُن کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ حضرت محمد کی تو مسیحی عقائد یہہ ہیں اور ایسے پختہ ہیں کہ پھرانے سے نہیں پھر سکتے لہذا اُن کی روح خشک ہوئی ہوگی کہ ہماری ریاست میں ایک مسیحی شخص آیا ہی اِس وجہ سے وہ غصہ و غضب سے بھر کر حضرت محمد اور آپکے ہمراہیوں کے نقصان کے درپے ہوئے ہونگے مگر یہہ کوئی محض گمان ہی گمان نہیں ہی بلکہ حضرت محمد کی بابت یہود مدینہ کی بدسلوکیاں جن کا ذکر قرآن و حدیث و تفاسیر میں آیا ہی اسپر شاہد ہیں ان میں سے ایک دو کا ذکر کرتے ہیں لکھا ہی۔

“بخاری اور مسلم میں حضرت عایشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ ای عائشہ تو نے کیا جانا کہ خدا نے مجھ کو حکم کیا جس میں مَیں نے اس سے حکم چاہا اور جادو کا حال بتا دیا میرے پاس دو مرد آئے سو ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پیر کے پاس سو کہا اُس نے جو میرے سر پاس تھا اس سے جو میرے پیر پاس تھا یا اُس نے کہا جو میرے پیر پاس تھا اس سے کہ جو میرے سر پاس تھا کیا درد ہی اس مرد کو یعنے حضرت کو اُس نے جواب میں کہا کہ اس پر جادو کا اثر ہی اُس نے کہا کس نے اس کو جادو کیا ہی دوسرے نے کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے نے کیا اُس نے کہا کس چیز میں کیا ہی دوسرے نے کہا کہ کنگھی میں اور اُن بالوں میں جو کنگھی سے جھڑے اور نر چھوہارے کی بالی کے غلاف میں اُس نے کہا کہ یہہ کہاں رکھا ہی دوسرے نے کہا کہ ذی اروان کے کنوئیں میں +

ف۔ مصابیح میں حضرت عایشہ سے روایت ہی کہ ایک بار حضرت پر جادو ہوا خیال بندی کا کہ ناکردہ کام کو حضرت جانتے کہ میں کر چکا اور بخاری میں یوں روایت ہی کہ حضرت بیویوں سے صحبت نہ کر سکتے تھے چنانچہ ایک روز حضرت میرے پاس تھے اپنی صحبت کی خدا سے دعا کی

پھر یہہ حدیث فرمائی۔ پھر حضرت چند اصحاب کے ساتھہ اُس کنوئیں پر تشریف لے گئے اُسکو نکالتے ہوئے حضرت کو صحت حاصل ہوگئی۔ میں نے کہا یا حضرت اس جادوگر یہودی کو سزا دیجئے اور شہر سے نکلوا دیجئے حضرت نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو تو شفا دی ہی کس واسطے لوگوں میں فتنہ انگیزی کروں اور شور و غل مچاؤں الخ۔ مشارق حدیث ۱۰۵۸ وحدیث ۱۴۱۵ کا فائدہ

مظاہر الحق میں آیا ہی کہ البتہ حضرت کے خیال میں ڈالا جاتا تھا کہ اُنہوں نے کی ہی ایک چیز اور حالانکہ نہیں کی ہی۔ ف۔ اور کہا بعضوں نے کہ معنے اس کے یہہ ہیں کہ غالب آیا تھا حضرت پر نسیان اس طرح کہ گمان کرتے تھے بسبب نسیان کے کہ فلانی چیز کی ہی حالانکہ نہ کی تھی یا گمان کرتے کہ نہیں کی فلانی چیز حالانکہ کر چکتے تھے اُسکو ...... اور حدیث میں آیا ہی کہ حضرت کے خیال میں آتا تھا کہ جماع کریں اپنی کسی بیوی سے اور پھر نہیں کرتے تھے۔ یعنے دل چاہتا تھا اور جانتے تھے کہ میں قدرت رکھتا ہوں جماع کی اور جب پاس جاتے تھے اُن کے تو قادر نہیں ہوتے تھے اُن پر الخ جلد ۴ کا تتمہ صفحہ ۱۶-۱۷ +

اس کے سوا حضرت محمد کو زہر دینے کا قصہ یوں آیا ہی۔ اور روایت ہی جابر سے کہ تحقیق ایک عورت یہودیہ نے اہل خیبر میں سے زہر ملایا بکری بھنی ہوئی میں پھر تحفہ لائی اُس کو روبرو حضرت کے۔ پس لیا آنحضرت نے دست اور کھایا اُس میں سے اور کھایا ایک جماعت نے آنحضرت کے یاروں میں سے ساتھہ آنحضرت کے پھر فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ اُٹھاؤ ہاتھہ اپنے یعنے روکو ہاتھہ اور نہ کھاؤ۔ اور بھیجا ایک آدمی کو طرف یہودیہ کے پس بلایا اُسکو یعنے پس حاضر ہوئی وہ پس فرمایا حضرت نے کہ زہر ملایا ہی تو نے اس بکری میں پس کہا یہودیہ نے کہ کس نے خبر دی تم کو یعنے اللہ نے یا کسی مخلوق نے فرمایا آنحضرت نے کہ خبر دی مجھ کو اُس نے کہ میرے ہاتھہ میں ہی فرمایا یہہ اشارہ کرکر طرف دست کے کہا یہودیہ نے کہ ہاں زہر ملایا ہی میں نے اس میں کہ کہا میں نے کہ اگر ہی محمد نبی تو ہرگز نہیں ضرر کرنے کی یہہ بکری زہر آلودہ اور اگر نہیں ہی وہ پیغمبر تو آرام پاوینگے ہم اور خلاص ہونگے اُس سے پس درگذر کیا۔ اُس عورت سے پیغمبر خدا صلعم نے اور نہ سزا دی اُسکو اور مرے وہ اصحاب آنحضرت کے کہ کھایا تھا اُنہوں نے اس بکری میں سے یعنے بعض اُن

ہیں سے مرے۔ اور وہ بشر ہیں۔ اور پچنے لئے آنحضرت نے درمیان مونڈھوں اپنے کے بسبب اس گوشت کے کھایا بکری زہر آلودہ میں سے تتمہ صفحہ ۳۸-۳۹۔ اسکے علاوہ آپکو ایک اور تکلیف دہ بیماری تھی جسکا مفصل ذکر میزان الحق صفحہ ۳۸۰-۳۸۵ تک کیا گیا ہے۔

بخوف طوالت اس کا بیان قلم انداز کرتے ہیں جسے وہ بیان دیکھنا منظور ہو اسی کتاب میں دیکھ سکتا ہی۔ مگر ترمیم شدہ کتاب کو جو سنہ ۱۹۱۴ء میں شائع ہوئی ہی دیکھنا چاہئے +

ان دونوں حادثوں سے حضرت محمد کی ذات خاص پر جو تاثیرات پڑیں ان کا خلاصہ یہہ ہی۔ کہ آپ کے قوائے ذہنی و جسمانی و روحانی ان سے متاثر ہو گئے۔ آپ عمر کو تو یوں بھی پہنچ چکے تھے اسپر جادو اور زہر خوردنی کے حملوں نے بلا روک ٹوک اثر کیا ہوگا۔ آپ پر مرض نسیان غالب ہو گیا۔ فراموشی نے ذہن پر قبضہ کر لیا۔ حافظہ کمزور ہو گیا۔ آپ کو بغیر کام کرنے کے اسکے کر چکنے کا یقین ہو جاتا تھا۔ ایک کام کر چکتے تھے اور سمجھا کرتے تھے کہ میں نے ابھی وہ کام کیا ہی نہیں اسے کرتا ہی۔ ایک بات کسی کو کہہ دیتے تھے اور خیال میں یہہ بات جمی ہوتی تھی کہ میں نے کسی کو کچھ کہا ہی نہیں۔ ایک بات کسی کو کہی نہ ہوتی تھی اور سمجھا کرتے تھے کہ میں نے کہدی ہی۔ ہفتوں۔ مہینوں۔ اور سالوں کے گذرے معاملات کی یادداشت بالکلیہ معرض خطر میں پڑ گئی پس واقعات مذکور کے بعد حضرت محمد سے مکی زندگی اور مذہب اور قرآن مکی کی یادداشت کی امید رکھنی مشکل ٹھہر گئی اور ان واقعات کے بعد حضرت محمد کی دینی اور مذہبی امامت خود بخود حالت اشتباہ میں پڑ گئی +

حضرت محمد کی ذات پر جو جادو اور زہر نے اثر کیا تھا وہ تو بجائے خود تھا ان واقعات کا اثر حضرت محمد کے تابعین پر عام طور سے خاصکر حضرت محمد کے سسروں پر جو ہوا ہوگا اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا جن باپوں کی بیٹیوں کے شوہر کے ساتھ یہہ سلوک یہود نے کیا ان کے غیض و غضب کی کیا انتہا ہو سکتی ہوگی؟

ادھر وہ دین میں کچے تھے۔ حقائق دین میں بالکل مبتدی تھے مسیحی عقاید پر ہونے کے سبب سے انہیں مکہ میں اپنے عزیز و اقارب چھوڑنے پڑے تھے۔ صدہا مصائب کا سامنا کرنا پڑا

تھا ادھر یہود نے ان کے داماد پر ظلم ڈھا دیا ایسے حال میں انکا اپنے اختیاری مذہب پر قائم رہنا نہ صرف ایک معجزہ تھا بلکہ معجزوں سے بڑھ کر معجزہ تھا۔

آخر وہ قوم کے عرب تھے ان کے لئے یہہ ایک فطرتی بات تھی کہ وہ یہود کی بیخ کنی کے درپے ہوں مگر وہ ہنوز آپ میں ایسی توفیق نہ پاتے تھے۔ وہ اہل مکہ سے زیادہ مخاصمت پیدا کر چکے تھے۔ مدینہ میں جب تک وہ مسیحیت کا علانیہ پیغام سکتے تھے تب تک زیادہ امداد نہ مل سکتی تھی۔ باقی صرف ان کے لئے ایک صورت رہ گئی تھی جس سے وہ اپنی امید کی تکمیل کریں اور وہ صورت صرف یہی تھی کہ وہ اس دین و مذہب کا جسے لیکر مکہ سے مدینہ آئے تھے بظاہر انکار کر کے ملت حنیف کی عزت و حرمت کا اعلان فرما دیں۔ صرف اسی صورت سے انکو اطراف مدینہ سے امداد مل سکتی تھی اور کوئی صورت نہ تھی یا یہ کہ وہ بظاہر مسیحیت کا انکار کر کے یہودی ہو جائیں اور یہہ ان کو منظور نہ تھا کیونکہ یہود نے اپنی بدسلوکی سے ان کو بدظن کر دیا تھا۔

اس موقعہ پر ہم حضرت عمر کی قابل قدر خدمت کی بابت کچھ عرض کرتے ہیں احادیث کی کتابوں میں حضرت عمر کی بابت بہت کچھ آیا ہے جس میں سے چند باتیں ہدیہ ناظرین کیجاتی ہیں لکھا ہے۔

مناقب عمرؓ کی بہت ہیں اور بس ہے ان کی منقبت میں کہ تائید کی اللہ تعالیٰ نے بسبب ان کے ساتھ قبول کرنے دعا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ اور سب سے اعلیٰ اور افضل یہہ ہے کہ الہام کیے جاتے تھے ساتھ صواب کے اور ڈالا جاتا تھا اُن کے دل میں حق اور موافق پڑتی تھی رائے اُن کی ساتھ وحی اور کتاب کے ..... اور روایت کی ابن مردویہ نے مجاہد سے۔ کہا تھے عمر اپنی عقل سے کہتے ایک بات پس نازل ہوتا ساتھ اُس کے قرآن۔ اور ابن عساکر علی مرتضیٰ سے لایا ہے کہ قرآن ایک رائے عمر کی رائے میں سے ہے۔ اور ابن عمر سے لایا ہے مرفوعاً کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہیں لوگ ایک بات ایک چیز میں۔ اور کہے عمر اس میں مگر کہ اترے قرآن ساتھ مانند اُس چیز کے کہ کہے عمر۔ مظاہر الحق جلد ۵ کا تتمہ صفحہ ۵۰۵۔ تفسیر اتقان حصہ اول صفحہ ۸۰-۸۷۔

مدینہ میں حضرت عمر کا ملہم بن جانا کوئی اتفاقی امر نہ تھا بلکہ ایک ضرورت کی مرافعت کے حصول

پر مبنی تھا۔ وہ ضرورت حضرت محمد کے زہر کھانے اور جادو سے موثر ہو جانے کے نتائج کی تھی مدینہ میں حضرت محمد کی شخصیت امامت دینی کے لیئے ، ۔ دنی محتاج ہو چکی تھی اب آپ کو ایک مددگار کی ضرورت تھی وہ ضرورت حضرت عمر کے ملہم بننے سے رفع کی گئی تھی +

"یہہ امر مسلم ہی کہ مدینہ میں سب سے پہلا ناسخ حکم مکہ کے کعبہ کی عزت و حرمت کے متعلق تھا۔ چنانچہ ابو عبید وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ اُنہوں نے کہا کہ قرآن میں سب سے پہلے قبلہ کا نسخ ہوا ہی"۔ اور ابو داود نے اپنی کتاب الناسخ میں ایک ایسی وجہ کے ساتھ جسکو اُس نے ابن عباس ہی سے لیا ہی یہہ روایت کی ہی کہ ابن عباس نے کہا کہ سب سے پہلے قرآن میں قبلہ کا نسخ ہوا۔ اتقان حصہ دوم صفحہ ۶۳ +

دوسری طرف حضرت عمر کے اپنے الفاظ ہم تک پہنچے ہیں آپ خود ہی حضرت محمد کو قبلہ کی تبدیلی پر زور دیتے ہوئے دکھاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر دلیر ہو کر کہتے ہیں کہ "میں نے کہا یا رسول اللہ اگر ہم مقام ابراہیم کو مصلے بناتے (تو اچھا ہوتا) اس وقت یہہ آیت کریمہ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی نازل ہوئی"۔ اتقان حصہ اول صفحہ ۴۲ و ۸۹ وصفحہ ۴۸ - ۸۹ +

بیشتر کی گواہیوں سے یہ حقیقت نہایت روشن طریق سے پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ زہر کھانے کے بعد اور بیشتر حضرت محمد کی ذات اور آپکے خیالات پر حضرت عمر اچھا خاصہ اثر قائم کر چکے تھے۔ قرآن مدنی جب حضرت عمر کی رائے کے موافق ہی نازل ہوا کیا تو بس حضرت عمر کی اعلےٰ خدمات کے باعث آپ کے خیالات کی اس میں ضرور طرفداری ہوتی رہی اور حضرت محمد معذور تھے اس لیے حضرت عمر نے یہود سے ٹھوکر کھا کر...... کعبہ کی عزت و حرمت بحال کروالی۔ اور اسپر قرآن عربی کا وہ تمام متن شاہد ہی جو کعبہ کی عزت و حرمت اور حج اور حج کے لازمات و رسومات اور پنجگانہ نمازوں سے متعلق ہی کعبہ کی تبدیلی پر ایک دو اور آیات کا ملاحظہ فرمایئے +

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ط وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ یعنے ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرا منہہ آسمان میں سو البتہ پھیرینگے تجھ کو جس کی طرف تو راضی ہو۔ اب پھیر منہہ اپنا طرف مسجد حرام کے اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہہ اُسی کی طرف اور جن کو ملی ہے کتاب البتہ جانتے ہیں کہ یہی ٹھیک ہے اُن کے رب کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں اُن کے کاموں سے جو کرتے ہیں۔ اگر تو لاوے کتاب والوں پاس ساری نشانیاں نہ چلیں گے تیرے قبلہ پر اور نہ تو مانے ان کا قبلہ اور نہ ان میں ایک مانتا ہے دوسرے کا قبلہ۔ اور اگر کبھی تو چلا اِن کی پسند پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا تو بے شک تو بھی ہے بے انصافوں میں۔ بقر۔ رکوع ۱۷ ۱۰

اوپر کی سندات کو دیکھ کر کوئی محقق اِس بات سے اِنکار نہیں کر سکتا کہ مدینہ میں کعبہ کی عزّت و حرمت کی بحالی یا قبلہ کی تبدیلی حضرت محمد کی اُمّت میں ایک عظیم مذہبی تبدیلی تھی جو مذہب حضرت محمد مدینہ میں لائے تھے اس کا بظاہر انکار تھا جس کا حقیقت میں یہ مطلب تھا کہ حضرت محمد اور آپ کے اصحاب سے اہل مکہ اور عرب کی مخالفت دور ہو جائے پس مدینہ میں قبلہ کی تبدیلی کوئی خفیف امر نہ تھا بلکہ محمدی مذہب میں انقلاب عظیم کا ثبوت تھا +

اگر کسی نے اِس بات کو دیکھنا ہو کہ بعد فتح مکہ کعبہ قریش کی نگاہ میں کیا توقیر رکھتا تھا اور کعبہ سے حضرت محمد کی بدسلوکی قریش پر کیا اثر رکھتی تھی تو حصّہ اول کے صفحہ ۳۰ کا ملاحظہ فرما دیکھئے تو معلوم ہو جائیگا کہ قریش کا دین و ایمان ہی کعبہ کی عزّت و حرمت تھی +

اب اِس بات کا ثبوت سُنئے کہ مدینہ میں قبلہ کی تبدیلی درحقیقت مذہبی تبدیلی کا اعلان تھا حضرت محمد سے یہود کی دشمنی سے حضرت محمد کے تمام ہمراہی مدینہ میں مشکل کے منہہ میں آگئے تھے اور وہ مشکل مدینہ کے یہودیوں کی مخالفت تھی اور اُن سے اہل مکہ کی نفرت تھی۔ اب وہ مدینہ سے نکل کر کسی جگہ پناہ پا بھی نہ سکتے تھے۔ اور اُن کے عزیز و اقارب مکہ میں تھے کعبہ کی تبدیلی سے اہل مکہ کو اِس بات کا یقین دلانا منظور تھا کہ ہم تمہارے مذہب کی تعظیم کرتے ہیں اور اس سے اُن کو اہل مکہ سے امداد کی امید تھی۔ کم از کم اُنکے اپنے اقارب ول

کو یہہ تسلی دینی مقصود تھی کہ ہم سے اہل مکہ کی ناراضی بیوجہ ہی۔ اِس سے اُن کے کئی اقاربوں نے اہل مکہ کی کمال نفرت کو ضرور گھٹایا ہوگا اِس بات کا یقین کرنے کے کافی قرائن موجود ہیں کہ اہل مکہ نے کسی نہ کسی طور سے حضرت محمد کے اصحاب کی ضرور مدد فرمائی ہوگی البتہ کٹر اہل مکہ ضرور مخالفت پر تلے رہے ہونگے ۔

دوسری طرف اہل مدینہ اور اُس کے گرد نواح کے بُت پرست قبایل حضرت محمد کے اصحاب سے قبلہ کی تبدیلی پر ضرور مانوس ہوگئے ہونگے کیونکہ صحابہ اور حضرت محمد پر جو اُن کا اعتراض تھا وہ قرآن نے کعبہ کی عزّت و حرمت کرنے سے اُڑا دیا تھا اور یہی قرآن فرماتا ہی۔ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ اور جس جگہ تم ہوا کرو اُسی کی طرف مُنہہ کیا کرو (تاکہ) نہ رہے لوگوں کو تم سے جھگڑنے کی جگہ۔ بقرہ ۱۸ رکوع۔ پس مکہ کے کعبہ کی بے حرمتی حضرت کے تابعین اور کفار عرب میں باعث فساد تھی اِس لئے حضرت عمر نے کعبہ کی عزت و حرمت کرکے کفار عرب کی اِس نفرت و جدائی کا قلع قمع کر دیا جو کعبہ کی بے عزتی و بے حرمتی سے پیدا تھی اِس لئے حضرت محمد کے تابعین اور کفار عرب کعبہ کی عزّت و حرمت کی بحالی سے ایک ملّت و مذہب کے ہوگئے اور اِسی سبب سے مدینہ میں یہود کی سرکوبی کے لئے اُن کو گرد نواح مدینہ سے آسانی سے امداد مل گئی ۔

ہمارا یہہ کہنا کہ قبلہ کی تبدیلی مذہبی انقلاب تھی ایک اور ثبوت قرآن میں رکھتا ہی جیسا کہ لکھا ہی فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔ روم آیت ۳۰ ۔

حدیث میں آیا ہی عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَرِیَّةٍ فَمَرَّ رَجُلٌ بِغَارٍ فِیْهِ شَیْءٌ مِنْ مَّاءٍ وَبَقْلٍ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ بِاَنْ یُّقِیْمَ فِیْهِ وَیَتَخَلّٰی مِنَ الدُّنْیَا فَاسْتَاذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ بِالْیَهُوْدِیَّةِ وَلَا بِالنَّصْرَانِیَّةِ وَلٰكِنْ بُعِثْتُ بِالْحَنِیْفِیَّةِ الخ یعنی روایت ہے ابی امامہ سے کہا نکلے ہم رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کے بیچ ایک لشکر کے پس گذرا ایک شخص غار پر کہ اُس میں تھا کچھ پانی اور ترکاری اور سبزہ پس کہا اُس نے اپنے دل میں کہ ٹھہرے اِس میں اور الگ ہو دُنیا سے پس اذن مانگا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس میں پس فرمایا تحقیق میں نہیں بھیجا گیا ساتھ دین یہود کے اور نہ نصاریٰ کے ولیکن بھیجا گیا ہوں ساتھ دین حنیف کے۔ مظاہر الحق جلد ۳ نولکشور صفحہ ۳۵۷ +

سندات مذکور کا لحاظ کر کے جب آیت بالا کے مطلب پر غور کیا جاتا ہی تو لاریب یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ کعبہ کی عزّت وحرمت کے ساتھ ملّت حنیف کی عزّت وحرمت بھی بحال وقایم کر دی گئی۔ اس سے کفار عرب کو حضرت محمد کے تابعین سے جو شکایت تھی وہ رہی سہی نابود ہو گئی پس قبلہ کی تبدیلی میں حضرت محمد کے تابعین ایک مشترکہ ملّت پر ہو گئے اور اس کا مزید ثبوت یہ ہی کہ قبلہ کی تبدیلی کے وقت سے مکّہ کی فتح تک سات آٹھ برس کا وقفہ تھا اور اس عرصہ میں کعبہ ۳۶۰ بتوں سے بھرا تھا مگر حضرت محمد کے مؤمنین اس عرصہ میں اس کی عزّت وحرمت کرتے رہے حج کرتے رہے۔ حج کے دیگر فرائض پورے کرتے رہے۔ قربانیاں دیتے رہے کعبہ رخی پنجگانہ وہفت گانہ نمازیں پڑھتے رہے۔ کعبہ کی تبدیلی کے وقت سے ملّت حنیف کی پیروی میں وہ سب کچھ کرتے رہے جو اس کی عزّت وحرمت کے لیئے درکار تھا +

کعبہ کی تبدیلی سے مذہبی تبدیلی کا ایک صاف و واضح ثبوت سورۂ قریش ہی۔ جو قرآن میں یوں آئی ہی لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ۔ یعنے اس واسطے ہلا رکھا قریش کو ہلا رکھنا۔ اُن کو کوچ سے جاڑے کے اور گرمی کے تو چاہیئے بندگی کریں اُس گھر کے رب کی جس نے اُن کو کھانا دیا بھوک میں اور امن دیا ڈر میں +

اِس کے سوا قبلہ کی تبدیلی سے مذہبی تبدیلی کا جو بظاہر اخفائے اسلام سے قبول حنیفیت پر ہوئی تھی ایک واضح و آخری ثبوت حضرت محمد اور ابوبکر کی وفات کے بعد حضرت عمر کا حنفی ہو کر تخت خلافت پر سرفراز ہونا تھا۔ چنانچہ تاریخ میں آیا ہی +

“دمشق کا قاصد خط لیئے ہوئے حضرت عمر خلیفہ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے

لفافہ پر مرحوم ومغفور خلیفہ اول کا نام پڑھا تو فرمانے لگے کہ خلیفہ اوّل تو وفات پا چکے اور خلافت کا گرانبار بوجھ **عمر حنیف** پر ڈال گئے" تاریخ اسلام مصنّفہ غلام قادر فصیح مطبوعہ سیالکوٹ سنہ ۱۳۲۹ ہجری کے نمبر ۱۰ کا صفحہ ۱۸۵ +

بظاہر مقام حیرت ہی کہ حضرت محمد دین اسلام کی عظمت کے ڈنکے بجاتے بجاتے وفات پا گئے دین اسلام کی خاطر وہ کفار و یہود کے مظالم کے نشانے بنتے رہے اور حضرت عمر جن کا ایک غیر مند مسلم ہونا ظاہر ہو چکا اور جنکا اسلام لانا ظاہر ہو چکا۔ جب تخت خلافت پر سرفراز ہوئے تو حنیفی کے حنیفی رہے مگر ہم آگے چلکر حضرت عمر کی اس نیک تدبیر کا مطلب سمجھینگے فی الحال ہم ایسا ہی دکھاتے ہیں کہ گویا حضرت عمر اچھا نہیں کر رہے +

معزز ناظرین۔ اب قبلہ کی تبدیلی کے موقعہ پر پھر کھڑے ہو کر حضرت عمر کی تمام کارروائی پر ایک سرسری نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ حضرت عمر نے دین اسلام اور اُس کے مقبولات سے کیا سلوک کیا اور کعبہ اور ملت حنیف کی عزت کر کے مصائب سے رہائی پانے کی کیسی صاف راہ تیار کر لی تاکہ وہ یہود سے انتقام لیوے +

مدینہ میں حضرت عمر کی تاثیر کی ایک دو مثالیں دیتے ہیں اس سے حضرت عمر کی مذہبی زندگی کا راز کھل جائیگا اور معلوم ہو جائیگا کہ حضرت عمر اپنی تدابیر میں بے نظیر تھے۔ آپکا اثر ہر درجہ کے اصحاب پر تھا لکھا ہی +

بخاری میں ابن عمر سے روایت ہی کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا اُس کا بیٹا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کا کُرتہ مانگا تاکہ اپنے باپ کو اُس میں دفن کرے آپ نے کرتہ عطا کیا پھر عرض کیا کہ اُس پر نماز پڑھائیں آپ نماز کے واسطے کھڑے ہوئے عمرؓ نے آپکا کپڑا پکڑا اور عرض کی اے رسول خدا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ نے آپکو ایسوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہی حضرت نے کہا اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہی میں اُس پر ستر بار سے زیادہ استغفار کرونگا عمرؓ نے عرض کی یہ تو منافق تھا حضرت نے اسپر نماز پڑھی تب یہہ آیت نازل ہوئی اسی طرح مسلم نے بھی اسکو روایت کیا ہی تفسیر القرآن بالقرآن مؤلفہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صفحہ ۲۴۴ +

دوسرا قصہ یوں آیا ہی۔ ایک دفعہ حضرت محمد نے یہہ حدیث فرمائی کہ جو کوئی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الخ کہے وہ جنّت میں جائیگا خواہ وہ چوری اور زنا کرے۔ ابوہریرہ خوشی خوشی اس بات کو سنکر دوسرے اصحاب کو خبر دینے چلے تو راستہ میں حضرت عمر مل گئے آپ نے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو تو ابوہریرہ نے حقیقت بیان فرمائی سنکر حضرت عمر نے ابوہریرہ کے ایسی لات جمائی کہ آپ چوتڑوں کے بل گر پڑے۔ لوٹ کر روتے ہوئے حضرت کے پاس آئے اور حقیقت حال سنایا اتنے میں حضرت عمر بھی آپہنچے اور حضرت سے کہا کہ آپ ایسے بیانات لوگوں کو مت سنایا کرو لوگ عمل کرنا چھوڑ دینگے تب حضرت نے فرمایا کہ نہیں سہی۔ تعلیم محمدی مصنفہ ڈاکٹر عماد الدین لاہز+

آخر میں ایک تیسرا قصہ سنئے جو اپنی مثال صفحۂ تاریخ پر نہیں رکھتا+

تفسیر اتقان میں ایک صبیغ نامی شخص کا درد انگیز قصہ یوں آیا ہی۔ ”دارمی اپنی مسند میں سلیمان بن یسار سے روایت کرتا ہی کہ صبیغ نامی ایک شخص مدینہ میں آیا اور اُس نے قرآن کے متشابہات کی نسبت سوالات کرنے شروع کئے عمر کو اس بات کی اطلاع ملی تو اُنہوں نے اس شخص کو اپنے پاس بُلایا اور اُسکے سزا دینے کے لئے کھجور کی سوکھی شاخیں منگوا رکھی تھیں (وہ آگیا تو عمر نے اُس سے دریافت کیا تو کون ہی؟ اُس شخص نے جواب دیا کہ میں عبداللہ بن صبیغ ہوں عمر نے ایک کھجور کی شاخ پکڑ کے اُس کے سر میں ماری یہانتک کہ خون بہ نکلا اور ایک روایت میں اسی راوی کے نزدیک یہہ بیان آیا ہی کہ پھر عمر نے اُس شخص کو کھجور کی شاخوں سے مارا یہانتک کہ اُسکی پشت کو زخمی کر کے چھوڑ دیا۔ اور جب وہ اچھا ہوگیا تو بارِ دیگر ویسی ہی مار لگائی اور جب اس دفعہ بھی اُسکے زخم اچھے ہوچکے اور عمر نے اُسکو تیسری بار ویسی ہی سزا دینے کا ارادہ کیا تو اُس شخص نے کہا اگر تم مجھکو جان سے مارنا چاہتے ہو تو اچھے طریقے سے قتل کرو یہ سنکر عمر نے اُسے حکم دیا کہ اپنے ملک کو واپس چلا جائے اور ابی موسی اشعری کو لکھا کہ اس شخص صبیغ کے پاس کوئی مسلمان نشست و برخاست نہ رکھے“ حصہ دوم صفحہ ۶

مدینہ میں حضرت عمر کے اختیار کی امثال ایسی ہی تھیں کہ آپ بعض اوقات حضرت محمد کو کار خیر سے روکا کرتے تھے۔ جو کار آپکے نزدیک ثواب بخش نہ ہوتے تھے صحابہ کی غلطیوں کی یوں اصلاح کیا کرتے تھے جیسے کہ ابوہریرہ اور صبیغ کی اصلاح کی۔ حضرت عمر کے خلاف مدینہ میں کوئی مقدمہ کسی جگہ دائر

نہ کر سکتا تھا حضرت نے عمر کو وسیع اختیارات دئے ہوئے تھے۔

حضرت عمر کا اختیار و اقتدار صرف حضرت کے اصحاب پر اور حضرت محمد پر اور حضرت محمد کی ذات پر اور مسائل مذہب پر ہی نہ تھا بلکہ امہات المؤمنین پر بھی تھا۔ اسکی بھی ایک مثال سُنئے۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اَسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَہٗ نِسْوَۃٌ مِنْ قُرَیْشٍ یُکَلِّمْنَہٗ وَیَسْتَکْثِرْنَہٗ عَالِیَۃً اَصْوَاتُھُنَّ فَلَمَّا اَسْتَاْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضْحَکُ فَقَالَ اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ ھٰؤُلَاءِ اللَّاتِیْ کُنَّ عِنْدِیْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَکَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ یَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِھِنَّ اَتَھَبْنَنِیْ وَلَا تَھَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیْہٍ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطٰنُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَقَالَ الْحُمَیْدِیُّ زَادَ الْبَرْقَانِیُّ بَعْدَ قَوْلِہٖ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَضْحَکَکَ اور روایت ہی سعد بن ابی وقاص سے کہا پروانگی مانگی عمرؓ نے واسطے در آنے کی آنحضرت کے پاس تھی کتنی ایک عورتیں قریش میں سے کہ کلام کرتی تھیں آنحضرت سے مراد عورتوں سے ازواج مطہرات ہیں کہ نفقہ طلب کرتی تھیں آنحضرت سے اور بہت طلب کرتی تھیں بہ نسبت اُسکے کہ آنحضرت انکو پہنچاتے درحالیکہ بلند تھیں آوازیں اُن عورتوں کی ف ع احتمال ہو کہ یہہ بلند کرنا آواز کا ہو پہلی نہی کی بلند کرنی آواز کے سے اوپر آواز نبی صلعم کے اور احتمال ہو کہ بلندی آوازوں کی ہو بسبب اجتماع اُنکے کے آواز میں نہ یہہ کہ کلام ہر ایک کا بانفراد بلند تھا آنحضرت کی آواز سے کہتا ہوں میں کہ نہیں ہی دلیل اسپر کہ آوازیں اُنکی آنحضرت کی آواز سے بلند تھیں تاکہ وارد ہو اشکال ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الخ بلکہ مراد یہہ ہی کہ اُنہوں نے اُس حالت میں برخلاف عادت پست آوازی اپنی کے بلند کی تھیں آوازیں اپنی کلام کرنے میں ساتھ آنحضرت کے باعتماد حسن آپکے کے ف پس جبکہ اذن چاہا عمر نے اور چاہا در آنا اُٹھیں وہ عورتیں اور دوڑیں طرف پردہ کی

یعنی تاکہ چھپیں پس داخل ہوئے عمر اِس حالت میں کہ آنحضرت ہنستے تھے یعنی مسکراتے تھے بسبب اُٹھنے اور بھاگنے عورتوں کے پس کہا عمر نے کہ ہمیشہ ہنساوے اللہ دانت آپکے ف ع یعنی ہمیشہ خوش رکھے کہ باعث ہے آپکے دانتوں کے کُھلنیکا و لیکن بالضرور کچھ سبب ہو اس کا اور ظاہر ہوا ہو کوئی امر عجیب پس مطلع کیجئے مجھکو اُسپر حضرت پس فرمایا آنحضرت نے کہ تعجب کیا میں نے اُن عورتوں سے کہ تھیں میرے پاس اور غوغا کرتی تھیں پس جبکہ سُنی آواز تیری جلدی سے ہوگئیں پردہ میں یعنی تیرے ڈر سے کہا عمر نے خطاب کرکر اُن عورتوں کو کہ اے دشمنوں اپنی جانوں کی آیا ہیبت رکھتی ہو اور ڈرتی ہو مجھ سے اور ہیبت نہیں رکھتی تم پیغمبر خدا صلعم سے کہا عورتوں نے کہ ہاں ڈرتی ہیں ہم تجھ سے کہ تو نہایت سخت خو اور نہایت سخت گو ہے ف یہہ ترجمہ بموجب ترجمہ حضرت شیخ کے ہے اور ملا علی روح نے عکس اس کے لکھا ہے یعنی تو بڑا بدکلام اور بہت سخت دل ہے بخلاف آنحضرت کے کہ وہ خوش خلق ہیں
مظاہر الحق جلد ۴ کا تتمہ صفحہ ۹۹ ٭

پس جس شخص کے اختیارات و معلومات کا یہہ مرتبہ ہو اور ایسے شخص کی مرضی کے موافق مدینہ میں نزول قرآن مجید وہو جائے تو پھر مدنی مشکلات جس خوبی سے حل ہو سکتی ہیں وہ بیان کی محتاج نہیں لاریب کفار مکہ کی مخالفت کی تدبیر کیجا سکتی تھی - یہودیان مدینہ کی شرارتوں کا انسداد محال نہ تھا مگر حضرت عمر کی تدبیر سے حضرت محمد اور آپکے تابعین کیلئے وہ آسانیاں ہوگئی تھیں جنکی روک تھام نہیں ہوسکتی تھی - لہذا اغلب ہے کہ حضرت عمر کی تدابیر سے مدینہ میں دین اسلام کو ضرور زور پہنچا ٭

مگر یہہ ماننا پڑیگا کہ مدینہ میں منافقوں کی تولید بھی مکہ کے کعبہ کی عزت و حرمت اور ملت حنیف کی پیروی کے باعث سے ہوئی کعبہ کی حرمت بحال ہونیکے دن سے پیشتر تو حقیقت میں ایسے لوگ منافق تھے جو زبان سے اسلام کا اقرار کرتے تھے پر دل سے آبائی مذہب کو مانتے تھے پر کعبہ کی عزت و حرمت کی بحالی کے بعد وہ لوگ بھی خطرہ میں مبتلا ہوگئے جو حقیقت میں اسلام کے عاشق اور غیر اسلام سے نافر تھے قبلہ وغیرہ کی تبدیلی سے بلاشک کفار عرب تو حضرت عمر اور کعبہ کی عزت و حرمت کرنیوالوں سے مل گئے مگر دین اسلام اور اسکے مسلمات کے عاشق و عارف خطرے میں مبتلا ہوگئے غالباً انہوں نے جان و مال کے خطرے کے باعث جو کعبہ کی حرمت کرنیوالے اصحاب کیطرف سے پیدا ہوسکتا تھا درمیانی

روش اختیار کی وہ بظاہر حضرت عمر کے ہم مذہب تھے پر باطن میں اُس کے منکر ہو کر یہود سے ملاپ رکھتے تھے جو کعبہ کی حرمت کرنیوالے اصحاب کے کُھلے دشمن تھے اور اہل کعبہ اُن پر اور اُن کے ذمی اقرارات پر بھروسہ نہ رکھتے تھے۔ ایسے حال میں حضرت عمر اور اُن کے ہم مذہب حضرت محمد کی وفات تک کامیاب رہے کیونکہ منافق حضرت محمد کو تو پیار کرتے تھے اُن کو کعبہ اور ملّت حنیف کی عزّت و حرمت سے انکار ضرور ہو سکتا تھا اِسلیئے وہ حضرت محمد کی وفات تک دبے رہے +

مگر جب حضرت محمد کی وفات ہوئی تو تمام اہل حق بگڑ گئے جس کا بیان یوں آیا ہے +

"خلافت ابوبکر باعث ارتداد اکثر عرب ہوئی تھی کہ بجز مکہ و مدینہ قریہ خوانا (پڑھا نہیں گیا) کہیں سجدہ نہ کیا جاتا تھا۔ اس طرح عمر و عثمان دونوں کی خلافتوں میں صدہا نہیں ہزارہا نہیں لاکھوں آدمی مرتد ہوئے۔ اسلام سے خارج ہوئے ہیں" صفحہ ۴۲ تشحیذ الاذہان مطبوعہ قادیان جلد ۵ نمبر ۱۱ +

"آپ کو معلوم ہو کہ خلافت ابوبکر سے جو ارتداد ہوا اُس کا باعث رسول صلعم کی وفات ہوئی تھی نہ کہ خلافت ابوبکر بلکہ آپ کے محققین تو یہاں تک لکھ گئے ہیں و در تواریخ مذکور است کہ سیزدہ قبیلہ از اسلام مرتد شدند در آخر عہد رسول اللہ۔ دیکھو تفسیر منہج الصادقین مطبوعہ ایران صفحہ ۴۶۷ زیر آیت من یرتد منکم" +

اور کلینی صاحب نے روایت کی ہے کہ بعد رسول صلعم کے تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے سوائے تین کس (مقداد۔ ابوذر۔ سلمان) کے کتاب الروضہ صفحہ ۱۱۵ تشحیذ جلد ۹۔ نمبر ۱۔ اور شاہ عبدالعزیز دہلوی نے جو کچھ اس موقعہ کی کیفیت "تحفہ" میں قلمبند فرمائی ہے اس آنے والی فصل میں نقل کیا گیا ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جائے +

مسبوق الذکر میں حقائق کچھ ایسے ظاہر ہو چکے ہیں کہ جن کو اگرچہ عقائد عامہ سے تطابق نہیں دیا جا سکتا تو بھی کوئی اُن کی سچائی سے منکر نہیں ہو سکتا۔ مندرجہ صدر بیان ہمارے نزدیک ذیل کے اہم حقائق کو ضرور جاہتا ہے +

۱۔ حضرت محمد جو مذہب لیکر مکہ سے مدینہ تشریف لائے تھے وہ ہرگز مدینہ کے یہود کا مذہب

نہ تھا گو اس مذہب میں یہودی مذہب کے تمام ارکان اعظم کی صداقت کا اعتراف تھا مگر تو بھی وہ عین یہودی مذہب نہ تھا بلکہ اس میں اور یہودی مذہب میں ضرور اختلاف عظیم تھا +

۲۔ غور و فکر سے یہہ بات بھی واضح ہی کہ حضرت محمد مکہ سے جو مذہب اپنے ہمراہ لائے تھے وہ کفار عرب کے جمیع مروجہ ادیان کے خلاف تھا اس کے موافق حضرت بیت المقدس کو جائے نماز و سجود مان سکتے تھے۔ یہود حضرت محمد کے ساتھ کھا پی سکتے تھے اور حضرت محمد کو یہود سے کوئی نفرت نہ تھی۔ وغیرہ +

۳۔ کوئی شبہ نہیں کہ حضرت محمد جو دین و ایمان مکہ سے مدینہ اپنے ہمراہ لائے تھے وہ دین و ایمان مسیحیت کا عین تھا قرآن کا وہ تمام متن جو مسیحی مسلمات و عقائد کی صداقت بیان کرتا ہی مکہ سے حضرت محمد کے ہمراہ آیا تھا۔ جو لوگ مدینہ تشریف لانے کے دن تک حضرت محمد کے ہمراہی تھے وہ مسیحیت و اسلام کے دوست تھے +

۴۔ مدینہ میں حضرت محمد کو ڈیڑھ سال تک کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ مدینہ تشریف لانے کے دن سے کعبہ کی تبدیلی کے دن تک حضرت محمد اور آپ کے اصحاب کی مخالفت اہل مکہ سے زیادہ بڑھی اس عرصہ میں کفار عرب کو حضرت محمد سے اور آپ کے اصحاب سے کوئی قرابت اور کسی طرح کی موانست نہ تھی مگر یہود سے کمال دوستی اور خوش اعتقادی کا برتاؤ تھا خانہ کعبہ سے کسی کو انس نہ تھا +

۵۔ حضرت محمد اور یہود مدینہ کے درمیان جو مخالفت و دشمنی پیدا ہوئی اس کی بنیاد سوا مسیحی عقیدہ کی ابتری کے کوئی دوسری نہ تھی۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ حضرت محمد کے عقائد کی شناخت کے لئے یہود کو کافی تھا جب یہود کو حضرت محمد کے عقیدے معلوم ہوئے اور انہوں نے حضرت محمد کو اس پر مصر پایا تو آپ کو خیبر تو زہر کھلا دیا اور بعد کو جادو ٹونے بھی کئے +

۶۔ حضرت محمد کی ذات پر اگرچہ زہر نے خوفناک اثر کیا گو آپ کی زندگی بچ گئی پر تو اور ذہنی اور جسمانی پر اس کا ایسا اثر ضرور باقی رہ گیا جس کی وجہ سے حضرت محمد وہ سب کچھ خطرہ میں مبتلا کر چکے تھے جو مکہ سے مدینہ میں اپنے ہمراہ لائے تھے اور آگے کو آپ ایک حد تک دینی خدمت کرنیکے ناقابل ہوگئے تھے

۷۔ اسباب مذکورہ سے حضرت محمد اور آپ کے چند اصحاب کا گھر جانا حضرت محمد اور آپ کے اصحاب کے لئے جو مشکلات پیدا کر رہا تھا وہ کسی روشن ضمیر پر پوشیدہ نہیں ہیں۔ تمام عرب میں حضرت محمد اور آپ کے اصحاب کو سوا مدینہ کے کسی جگہ پناہ نہ تھی وہ پناہ گاہ بھی نہایت خطرناک ثابت ہوگئی تھی۔ اب حضرت محمد اور آپ کے اصحاب مدینہ کے ظلم و جبر سے کہاں پناہ پاتے؟ ان کا مدینہ سے نکلنا کیسے ممکن ہوتا۔ وہ اپنے دین و ایمان پر قائم رہکر کیسے بچ سکتے تھے؟ مکہ کے کفار کے ظلم و تشدد سے تو حبش و مدینہ میں پناہ مل سکتی تھی مگر اہل مدینہ کے ظلموں سے بچنے کو عرب کے آسمان کے نیچے حضرت محمد اور آپ کے اصحاب کو پناہ نہ تھی۔ یہود کی دوستی پر بھروسہ کر کے حضرت محمد کے اصحاب نے اہل مکہ سے زیادہ دشمنی پیدا کر لی تھی۔ دوسری طرف حبش کے مسیحی بادشاہ کو بھی مہاجرین نے اپنی واپسی سے غالباً ناخوش کر لیا تھا۔ عربی مسیحیوں کی ریاستیں مدینہ سے نزدیک نہ تھیں اگر ہوتیں بھی تو باہمی معاہدوں کی وجہ سے جو ان میں اور کفار مکہ میں تھے حضرت محمد کو پناہ نہ دے سکتیں تھیں۔ پس یہود سے مخالفت و دشمنی نے حضرت محمد اور اُس کے اصحاب پر مسیحی عقائد پر ہونے کی وجہ سے عربی دنیا کو بند کر دیا تھا واقعی حضرت محمد اور آپ کے اصحاب مدینہ سے کہیں باہر جاکر پناہ پا نہیں سکتے تھے آپ کے لئے زندگی اور موت کا میدان مدینہ تھا مدینہ پر آپ کا غالب آنا دنیا پر غالب آنا تھا۔

۸۔ واقعات مندرجہ صدر کو دیکھتے ہوئے انسانی عقل فوراً اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ اگر مدینہ میں حضرت محمد کے اصحاب اپنی اور اپنے استاد کی حیات چاہتے تھے تو اُن کے لئے صرف تین صورتیں تھیں جن میں سے پہلی صورت یہ تھی کہ حضرت محمد اپنے اصحاب سمیت اس دین و ایمان کا انکار کریں یا اسے مخفی کریں جسے ساتھ لیکر مکہ سے مدینہ تشریف لائے تھے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ حضرت محمد اپنے اصحاب سمیت یہودی مذہب کو اختیار فرمائیں۔ تیسری صورت یہ تھی کہ یہودیت و نصرانیت سے ہاتھ دھو کر آبائی مذہب پہ چلے جائیں ان تمام صورتوں میں اس دین و ایمان کا انکار لازمی تھا جسے حضرت محمد مکہ سے مدینہ میں اپنے ساتھ لائے تھے۔

۹۔ مذکورۂ بالا صورتوں میں سے کسی ایک کو اپنی آئندہ حیات کے لئے پسند

فرمانا حضرت محمد کا فرض نہ رہا تھا۔ آپ تو سخت بیمار تھے یہہ کام حضرت محمد کے چار اصحاب کا تھا جن چار اصحاب میں سے دو تو حضرت محمد کے سسر تھے اور دو داماد تھے۔ یہہ اصحاب اپنے عزیز اُستاد کی حالت کو دیکھکر جسے ظالم یہود نے اپنے قہر کا نشانہ بنایا تھا کسی طرح یہودی مذہب اختیار نہ کر سکتے تھے آخر وہ عرب تھے اور تیرہ سو برس پیشتر کے زمانہ کے عرب تھے ان کے دلوں میں یہودی قوم کی بابت جو اندیشے پیدا ہوئے ہونگے اُنکا اندازہ نہیں کیا جا سکتا وہ تو یہود کے بچہ بچہ کو فنا کرنے کے درپے ہونگے ان کے مذہب کو اختیار کرنا تو انکے نزدیک ایسا جرم ہونا چاہئے تھا کہ جس کے برابر کوئی دوسرا گناہ ہو ہی نہ سکے پس وہ اپنی حیات اور اپنے بچاؤ کے لئے ہرگز یہودی نہ ہو سکتے تھے اُنہوں نے دیکھ لیا تھا کہ یہود مدینہ بڑے درجہ کے بیرحم و سنگدل ہیں +

١٠۔ پھر حضرت محمد کے اصحاب اس مذہب و ایمان پر بھی قایم نہ رہ سکتے تھے جس کی پیروی میں عزیز و اقارب اور مکہ شریف چھوڑنا پڑا تھا اور مدینہ میں پناہ لینی پڑی تھی اور یہود سے وہ ظلم دیکھنے پڑے تھے جنہوں نے انکے دلوں کو لاعلاج زخم لگائے تھے اُنپر امن و سلامتی کی دنیا کو بند کر دیا تھا۔ اِس مذہب کی حمایت سے مدینہ میں ڈیڑھ سال کی رہائش اور محنت و مشقت سے مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں کچھ پھل برآمد بھی نہ ہوا تھا اور جو ہوا تھا وہ بھی نہ ہونے کے برابر تھا ان کی جمعیت اور مذہبی غیرت یہود کے مظالم کا مقابلہ کرنے کے ہر طرح ناقابل تھی اِس سے آگے کو ان کی امید کی تکمیل کی کوئی صورت ہی نظر نہ آتی تھی جس سے وہ اپنے نئی دین و ایمان پر قایم رہکر اپنی حفاظت کے اسباب مہیا کر لیں۔ اُن کو صفائی سے معلوم ہو گیا تھا کہ اگرچہ یہود و نصاریٰ ایک ہی کتاب پڑھتے ہیں پر وہ ہرگز ایک نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور یہی ان کا حال تھا جو یہود و نصاریٰ کی کتاب کو نہ جانتے تھے اور نہ مانتے تھے۔ انکو مسیحی عقائد کے معتقد ہونے کے دردناک تجربہ ہو چکے تھے اور آگے کی نسبت اُن کو صاف دکھائی دیتا تھا کہ اگر ہم انہی عقاید پر بظاہر رہے یہود مدینہ ہمارا خاتمہ ضرور کر دینگے۔ آخر وہ دیرینہ اور کہنہ مسیحی نہ تھے جو مذہبی صداقت پر اپنا مال و جان قربان کرنے کو راضی ہوتے ان وجوہات سے روشن ہے کہ وہ اب ہرگز اس دین و ایمان پر بظاہر قایم نہ رہ سکتے تھے جیسے وہ اپنے ہمراہ مدینہ میں لائے تھے +

۱۱- اب آخری صورت یہی باقی تھی کہ حضرت محمد کے جمیع اصحاب اپنے آبائی مذہب میں جسے ترک کر کے اُنہوں نے اسلام اختیار کیا تھا پناہ لیویں- اسی صورت میں وہ مدنی مشکلات کے چنگل سے رہائی و خلاصی پا سکتے تھے اپنی تمام امیدوں کے برآنے کی امید رکھ سکتے تھے اور جو کیفیت ہم نے پیشتر دکھائی ہی وہ اسی صورت کی موید ہی +

گواہیوں سے واضح و لائح ہی کہ مدینہ میں قرآن حضرت عمر کی رائے کے موافق نازل ہوتا رہا حضرت عمر نے کعبہ شریف کی عزّت و حرمت بحال کرائی اور قرآن مکی کے واضح احکام کی موجودگی میں کرائی کعبہ کی تبدیلی کا سبب مذہبی تبدیلی تھی جس کے ساتھ ہی ملت حنیف کی عزّت و حرمت خود بخود قایم ہو گئی تھی- ملت حنیف اور کعبہ شریف کی عزّت و حرمت کا قایم کرنا تھا کہ کفار مدینہ اور اُس کے تمام ارد گرد کے کفار میں حضرت محمد کے اصحاب سے ہمدردی و محبّت کے ٹوٹے ہوئے رشتہ پھر قایم ہو گئے- ہر طرف سے گروہوں کے گروہ بیعت کے لئے آنے لگے اور کمزور ہاتھوں کو زور پہنچنے لگا +

۱۲- واقعات کی بنا پر یہہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ حضرت محمد کے علم و ادراک کو مذہبی تبدیلی میں کہانتک دخل تھا؟ یا مذہبی انقلاب میں کہانتک حضرت محمد کی ذات کا حصّہ تھا؟ اگر اِس بات کو فرض کر لیا جاوے کہ حضرت محمد کی مرضی و رضا سے یہہ انقلاب مدینہ میں پیدا ہوا تھا تو حضرت عمر کی شان میں جو گواہیاں نقل کی گئی ہیں انکا اعتبار بالکلیہ ضایع ہو جاتا ہی درحالیکہ یہہ ایک نازک معاملہ ہی اور اگر اس کے خلاف امر نہ بھی مانا جائے تو دوسری طرف حضرت محمد کی رضا و رغبت کی توقیر نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ حضرت کے زہر کھانے اور آپ کی صحت جسمانی و ذہنی کے نقصان پر شہادتیں موجود ہیں جو حضرت محمد کے ہر ایک فیصلہ کو درجہ اعتبار سے گراتی ہیں اُن شہادتوں کی سچائی کا انکار کرنا بھی خطرناک ہی +

توبھی حضرت محمد کی شان میں ایک بات ضرور کہی جا سکتی ہی اور وہ یہہ ہی کہ گو آپ کے اصحاب نے آپ کی کمزوری میں اُس دین کے مسلمات میں بغرض فلاح اضافہ کیا تھا جسے آپ مکہ سے مدینہ لئے تھے مگر حضرت محمد کے خالص اسلام پر رہنے کے بھی قرائن موجود ہیں آپ کی نسبت ہم یہہ بات ہرگز

نہیں مان سکتے کہ آپ نے مدینہ میں آکر پھر ملت حنیف کی پیروی اختیار کی +

۱۳۳- قرائن بالا کے علاوہ قرآنی سندات پر بھی غور کرو جن میں کعبہ کی تبدیلی کے وجوہات بیان ہو چکے ہیں وہ وجوہات خود اس بات کی سند ہیں کہ کعبہ کی تبدیلی کفار عرب کے منشا کے موافق کی گئی اور یہود و نصاریٰ کے خلاف کی گئی تھی کعبہ اور دین حنیف کی عزت و حرمت کا اضافہ جو مدنی مشکلات کو رفع کرنیکے لئے کیا گیا تھا اگر اس میں حضرت محمد کا ہاتھ تھا تو اس سے جو نتیجے حضرت محمد کی شان کے خلاف پیدا ہوتے ہیں وہ پوشیدہ نہیں اور اگر حضرت محمد معذور تھے تو جو نتائج حضرت عمر اور آپ کے ہمخیالوں کی شان بڑھانیوالے نکلتے ہیں وہ بھی پنہاں نہیں ہیں +

کعبہ کی تبدیلی کی آیات قرآنی میں اس بات کو ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا حضرت محمد خود کعبہ کی تبدیلی چاہتے تھے مگر واقعات اس بات کے خلاف اس بات کو ثابت کر چکے ہیں کہ کعبہ کی تبدیلی حضرت عمر کے چاہنے سے ہوئی تھی +

کعبہ کی تبدیلی میں اوتوا الکتاب کی سند بھی قابل اعتراض ہے کیونکہ یہ اوتوا الکتاب صرف مدینہ کے یہودی تھے جو دل سے حضرت محمد کے اصحاب کو حق سے گمراہ کرنا چاہتے تھے چنانچہ قرآن اس بات کا اظہار کرتا ہے جیسا کہ لکھا ہے وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ط یعنے اہل کتاب میں سے بعض کی یہ آرزو ہے کہ تم کو گمراہ کریں - عمران ۷ رکوع - اس وجہ سے ان کی سماعت و پیروی کی ممانعت تھی جیسا کہ لکھا ہے - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ط مائدہ ۹ رکوع پھر لکھا ہے لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا - مائدہ ۱۱ رکوع یہ مقامات یہود اور حضرت محمد اور اُس کے اصحاب کی دشمنی پر صریح سند ہیں حضرت محمد کے اصحاب کو گمراہ کرنے کی نیت پر صریح دلیل ہیں ان سے دوستی اور قرابت منع کی گئی پس ایسے یہود کا کعبہ کی تبدیلی کو حق قرار دینا ہر طرح قرین قیاس تھا کیونکہ ان کو اور کفار کو حضرت محمد سے بغض تھا جس کے مزید ثبوت قرآن میں موجود ہیں جیسا کہ لکھا ہے :-

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا ۱ بقر ۱۳ رکوع

پھر یہہ کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَرُدُّوْکُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ۔ یعنے اے ایمان لانے والو اگر کفّار کا کہا مانو گے تو وہ تم کو اُلٹے پاؤں کفر پر پھیر دینگے پھر جا پڑو گے تم نقصان میں عمران ۱۶ رکوع۔ پس اِن مقامات سے واضح ہوتا ہی کہ یہود مدینہ کی سند سے کعبہ کی تبدیلی کرنا دین و ایمان کے لئے ایسا ہی خطرناک امر تھا جیسے کفار کے کہے کے موافق تبدیلی کرنی خطرناک تھی ہردو فریق صحابہ کے دین و ایمان کو بگاڑنے کے درپے تھے +

۱۴۔ واقعات کی بنا پر یہہ بات بھی ظاہر ہی کہ کعبہ کی تبدیلی کے دن سے یہود و نصاریٰ کی مدنی قرآن کی نگاہ میں ایک سی عزّت و توقیر ہو گئی چنانچہ قرآن میں آیا ہی +

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ

یعنے اے ایمان لانے والو یہود و نصاریٰ کو اپنے دوست نہ بناؤ کیونکہ بعض اُن کے بعض کے دوست ہیں +

مؤمنین کو اگر یہود سے دوستی ترک کرنے کا حکم ہوتا تو اور بات تھی مگر نصاریٰ جیسے خدا پرست لوگوں سے دوستی ترک کرنا روا کیا گیا درحالیکہ نصاریٰ مؤمنین سے محبّت کرتے تھے اور اُن کی آپس میں شہرت تھی۔ لکھا ہی +

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَھُمْ مَّوَدَّۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰی ط ذٰلِکَ بِاَنَّ مِنْھُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُھْبَانًا وَّاَنَّھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ +

اِس کے سوا یہود و نصاریٰ کی باہمی دوستی کے حکم کا قابل اعتراض ہونا ذیل کی آیت سے واضح ہی مثلاً لکھا ہی وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ وَّھُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ بقرہ ۱۴ رکوع۔ اور یہہ کہ وَاَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ط۔ یعنے ہم نے اِن میں عداوت و بغض قیامت کے دن تک ڈال دیا ہی۔ مائدہ ۹ رکوع +

یہہ مقامات اُس حکم پر اعتراض کی صورت ہیں جس میں یہود و نصاریٰ سے دوستی کی اس بنیاد پر ممانعت آئی ہی کہ یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے دوست ہیں ہم نہیں سمجھ سکتے کہ نصاریٰ

ی یہود سے دوستی کیسے ہوگئی درحالیکہ نصاریٰ یہود کے مخالف اور اہل قرآن سے محبت کرنے والے ثابت تھے پس اہل قرآن کو یہود سے دوستی ترک کرنی جائز ہو سکتی تھی مگر نصاریٰ سے دوستی کا ترک کرنا خود اخوت اسلام کے خلاف تھا۔ جو ترک اسلام کا مفہوم رکھتا تھا۔

ایک دوسری حقیقت پر غور کرو۔ قرآن بیسوں دفعہ حکم نافذ کر چکا تھا کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یعنے اے مومنو! مومنوں کے سوا کفار کو اپنا دوست بناؤ۔ نساء ۲۱ رکوع۔ یہود پر قرآن نے کفر و لعنت کا فتویٰ قائم کیا تھا اُن سے دوستی کی ممانعت تھی مگر جب ہم خود قرآن کو کفار عرب سے دوستی قائم کرنے کی غرض سے کعبہ کی اور ملّت حنیف کی اور ملّت حنیف کے دیگر مسلمات کی عزت و حرمت بحال کرتے دیکھتے ہیں اور پھر اس غرض سے دیکھتے ہیں کہ حضرت محمد اور کفار مکہ و مدینہ کے باہمی قضیوں کو مٹا دیا جائے اُن میں ایسا اتحاد قائم ہو جائے کہ وہ لوگ حضرت محمد کی رسالت کے شاہد ہو جائیں اور حضرت محمد ان کا شاہد ہو جائے (لِتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا بقرہ ۱۷ رکوع) تو ہم نہیں جانتے کہ قرآن مدنی کو خود قرآن مکی کی عزّت و حرمت کرنے والا کیسے ثابت کیا جا سکتا ہے؟ اور ورنہ ہم اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ نصاریٰ جیسی قوم سے دوستی و محبّت کرنے کی ممانعت کی کیا تفسیر باقی رہ جاتی ہے؟

مندرجہ صدر بیان اس بات پر کافی روشنی ڈال رہا ہے کہ کعبہ اور ملّت حنیف کی عزّت و حرمت کرنے کے دن قرآن مکی۔ دین اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ جو حضرت محمد کے اصحاب کے تعلقات تھے وہ بھی بالکلیہ تبدیل ہو گئے تھے۔ آگے کو انکے تعلقات حنفائے عرب اور ملّت حنیف کے ساتھ قائم ہو گئے تھے۔ اس تبدیلی سے کفار عرب اور حضرت محمد کے اصحاب میں ملاپ و اتحاد قائم ہو گیا تھا جس سے مدنی مشکلات میں بڑی کمی ہو گئی تھی۔

۱۵۔ ملکی فتوحات کے لئے تبدیلی مذکور خواہ کیسی ہی خوش اعتقادی کی نگاہ سے دیکھی

جائے پر مذہبی طور سے کسی محقق کی نگاہ میں اس کی توقیر نہیں ہو سکتی۔ اس بات کو ضرور ماننا پڑیگا کہ اس تبدیلی نے دین اسلام اور اہل اسلام کا تمام جلال و جمال چھپا دیا اور غیر اسلام کی ترقی و اقبال کا آگے کو راستہ ہمیشہ کے لئے کھول دیا۔ مدعیان اسلام و قرآن کا بجائے دین کے دنیوی و ملکی مقصد بنا دیا گیا جیسا کہ لکھا ہی ÷

أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۔ نساء ۸ رکوع

اور اس آیت کے موافق اہل وقت۔ آن کی تمام کوشش اہل کتاب کے غربی ملک و ریاستوں کے چھیننے پر لگا دی گئی جس سے دین حنیفہ کی حمایت کے لئے جہاد کی تعلیم کا دروازہ کھول دیا گیا ÷

۱۶۔ ملکی طور سے انقلاب مذکور کی خواہ کچھ ہی توقیر خیال کیا جائے پر مذہبی طور سے انقلاب مذکور حضرت محمد کے اصحاب کی امت کو کسی طرح دینی خطرہ سے بچا نہ سکتا تھا۔ اس انقلاب نے سب سے بیشتر کفار مکہ کے اُن تمام الزامات کی صداقت کو قائم کر دیا جو انہوں نے حضرت محمد پر اور قرآن مکی کے مذہب پر اور قرآن مکی کے خدا پر لگائے تھے ÷

انقلاب مذکور نے کفار مکہ کے اُن دعاوی کی صداقت کو بھی ثابت کر دیا ہی جو وہ اپنے آبائی مذہب اور اسکے رسوم اور اسکے معبودوں کی بابت حضرت محمد کے مقابل کیا کرتے تھے

اس انقلاب نے قرآن مکی کی اس تکذیب کی صداقت حرف غلط کی طرح مٹا دی جو اُس نے کفار مکہ کے دین و ایمان اور خداؤں وغیرہ کی کی تھی ÷

اس انقلاب نے قرآن مکی کی تمام مسلمہ و مصدقہ تعلیم کی سچائی اور صداقت بالکل کسی کے اعتقاد کی رہنے نہ دی (فصل اول سے مقابلہ کرو) ÷

۱۷۔ مدینہ کی مذہبی تبدیلی نے جو اہل حق سے سلوک کیا وہ ایسا نہیں کہ نظرانداز ہو سکے قرآن عربی میں قرآن مکی کے متن کا عظیم جزو پایا جاتا ہی علمائے قرآن بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن مدنی کے متن نے اسکی توقیر و عزت کسی محقق کی نگاہ میں قائم نہیں رکھی حضرت محمد کی مکی زندگی جو ہر طرح عزت و توقیر کے لائق تھی ناواجب الزامات کا نشانہ بنا دی اب خدا و رسول

سے التماس ہی کہ قرآن مدنی کی حقانیت کا اعتراف کرکے قرآن مکی اور حضرت محمد مکی کی صداقت وسچائی کیسے ظاہر و ثابت کی جائے؟ ہم ہرگز قرآن مکی اور محمد مکی کی صداقت کو ہاتھ سے نہیں دے سکتے خواہ قرآن مدنی ہاتھ سے جائے تو جائے۔ پس قرآن مدنی کے حقائق کو مانتے ہوئے کون خدا ترس عالم قرآن قرآن مکی اور حضرت محمد مکی کی صداقت وسچائی کو قائم و ثابت کرسکتا ہی؟

۱۸- جو مذہب قرآن مدنی نے اختیار کیا اُسے یہودی مذہب کے مقابل رکھہ کر یہ بات بھی ضروری ہی کہ اس مدنی مذہب کو یہودی مذہب پر کیا ترجیح و فوقیت دی جاسکتی ہی؟ یہودی قوم و مذہب قرآن میں صرف مسیحیت و اسلام کے مقابل ملزم گردانا گیا ہی مگر مسیحیت کو چھوڑ کر قرآن نے تمام دنیا کے مذاہب پر اس کی عظمت و فوقیت کو ثابت کیا ہی پس ملت حنیف کو از روئے مدنی قرآن یہودی مذہب پر ترجیح نہیں دی جاسکتی ہماری ناقص عقل میں قرآن میں اس کی ترجیح کی کوئی وجہ نہیں +

۱۹- مسیحیت و اسلام پر بھی مدنی قرآن کے مسلمہ مذہب کی کوئی فوقیت ثابت نہیں بلکہ اسے مساوات کا بھی مرتبہ حاصل نہیں نہ حنفا کی مسیحیوں اور مسلمانوں پر کوئی فضیلت ثابت ہے اور نہ ثابت ہوسکتی ہی پس قرآن مدنی اور اسکا مذہب قرآن مکی اور حضرت محمد مکی کی جمیع مسلّمہ مصدقہ حقیقتوں کی عین ضد ہی اور قرآن کے ہر ایک مسئلہ پر ضد ہی پس قرآن مدنی کے تمام متن اور حقائق کو کوئی خدا ترس مسلم جزو اسلام نہیں سمجھہ سکتا جبکہ قرآن مکی کا تمام متن قرآن مدنی کے ہر ایک اہم مسئلہ کی تکذیب کر رہا ہے تو قرآن مدنی کے کل متن کے مذہبی حقائق کی صداقت کہاں باقی رہتی ہی؟

۲۰- قرآن مدنی نے یہود و نصاریٰ کے مذہب پر جو الزام لگائے اور اُن کے عقائد پر جوتے جمائے ہیں اُن کی کراہیت اُن الزاموں سے زیادہ نہیں ہی جو کفار مکہ نے قرآن کی اور حضرت محمد مکی کی شان میں الزام لگائے اگر قرآن مدنی نے قرآن مکی اور حضرت مکی کی عزت و حرمت کا پاس نہ کرکے قرآن مکی اور حضرت مکی کے متبرکات کی عزت و حرمت بحال کر دی تو یہود و

نصاریٰ کو اگر قرآن مکی اور حضرت مسیح کے ساتھ الزام دیدیا تو کوئی بڑی بات نہیں +

٢١- مدنی قرآن اور اُس کے مذہب کی صداقت اسی ایک بات سے جاتی رہتی ہی کہ قرآن مدنی اور اُس کی تعلیم اور اُس کے مذہب کے ذمہ وار حضرت محمد نہیں ہو سکتے۔ یہود کے ہاتھوں سے حضرت محمد کی صحت جسمانی و ذہنی کو جو نقصان پہنچا تھا وہ ہر طرح سے اس ذمہ واری کا مانع ہی مدنی قرآن نے خواہ حضرت محمد کی کیسی ہی شان بڑھائی ہو۔ خواہ اس سے حضرت محمد کے اصحاب کو کیسی ہی تقویت ملی ہو خواہ اس سے انکا مرتبہ کیسا ہی بلند ہو گیا ہو مگر حضرت محمد مدنی قرآن کے کل متن کے اور اس کی تعلیم کے ذمہ وار نہیں ہو سکتے اور نہ آپ کو ذمہ واری کے قابل ثابت کیا جاسکتا ہی لہذا تمام مدنی قرآن اور اُس کی تعلیم اور اُس کے مذہب کی صحت و سچائی معرض خطر میں نظر آتی ہی ایسے حال میں کون حق پسند اپنے دین و ایمان کی بنیاد قرآن مدنی کے متن پر رکھ سکتا ہی؟ کوئی نہیں رکھ سکتا +

٢٢- مزید برآں حضرت محمد کے مدنی اصحاب کا دین و ایمان ان کا طریق عمل بھی کسی کے لئے دین اسلام کی سند نہیں ٹھہر سکتا۔ ہم قرآن مدنی کے متن و تعلیم کا حضرت عمر اور اُن کے ہمخیالوں کو ذمہ وار بنا سکتے ہیں پر اُن کے طریق عمل کو اسلام کی پیروی کا نمونہ نہیں قرار دے سکتے کیونکہ جبکہ انہوں نے قرآن مکی اور اُس کی تعلیم وغیرہ کے ساتھ وہ سلوک کیا جسکا ذکر ہو رہا ہی تو ہم اُن کے طریق عمل اور دین و ایمان کو اسلام کی پیروی کا نمونہ کیسے مان سکتے ہیں ایسے نمونے اسلام کے عاشقوں اور معتقدوں کو درکار نہیں ہیں +

٢٣- ملت حنیف اور اسکے مسلمات کی مدینہ میں عزت و حرمت کر کے اور یہودیت و مسیحیت و اسلام کی تکذیب و مخالفت کر کے مدنی قرآن نے ایک اور زیادتی کی اور وہ یہہ ہی کہ ابتدا سے کعبہ کی تبدیلی کے دن تک یہودیت و نصرانیت و اسلام اور ان کے تابعین کے تمام مخالفوں اور دشمنوں کو اور اُن کے مذاہب کو سچے اہل حق بنا دکھایا ہی۔ درحالیکہ قرآن مکی نے انکو بدین ظالم۔ کافر۔ مشرک جہنم کے وارث بنایا تھا مگر قرآن مدنی نے یہود و نصاریٰ اور اُنکے مذاہب کی یکساں تکذیب فرما کر اور اُن کو کافر وغیرہ ٹھہرا کر زمانہ ماضی کے جس قدر اُن کے دشمن تھے

اور اُنکے دین و ایمان کے مخالف تھے۔ ان کی صداقت کو اپنے متن سے قائم و ثابت کر دیا اس سے قرآن مکی اور اسکی تعلیم پر جو بیرحمی روا رکھی گئی اور حضرت محمد مکی کی شان پر جن حملوں کا راستہ کھولا گیا وہ ہرگز بیان کا محتاج نہیں ہی +

۲۴- جو پیشتر ذکر ہو چکا ہی اس کا لب لباب یہ ہی کہ از روئے قرآن مسیحیت کی صداقت کا اثبات ہی قرآن مکی اور حضرت مکی کی عزت و حرمت کا ضامن ہی اگر قرآن مکی کا مسلمہ و مصدقہ مذہب مسیحیت تسلیم کیا جائے اور قرآنی سندات سے مسیحیت کی حقانیت کو مان لیا جاوے تو قرآن مکی اور حضرت محمد کی سچائی و صداقت کو ثابت کیا جا سکتا ہی ملتِ حنیف اور قرآن مدنی کے متن و تعلیم کی صداقت کا اعتراف کسی طرح سے قرآن مکی اور اس کی تعلیم اور حضرت محمد کی سچائی کو قائم نہیں کر سکتا مسیحیت اور اس کے مسلمات کی صداقت کے اثبات کے ساتھ قرآن مکی کے متن و تعلیم کی اور حضرت محمد کے نذیر و بشیر ہونے کی صداقت کی ثابت ہو سکتی ہی اس لئے ہم نے قرآن سے مسیحیت کی صداقت کو اور مسیحیوں کے دینیات ایمان و عمل کی حقانیت کو ثابت کیا ہی اور اس کے خلاف کی تردید کر کے دکھائی ہی علمائے قرآن ہماری نیک نیتی اور صداقت کو پرکھ سکتے ہیں؟

۲۵- اس میں کلام نہیں کہ مدینہ میں یہودیت و نصرانیت و اسلام کا مخالف دین ملتِ حنیف نامی اختیار کیا گیا اور کہا گیا ہی کہ ملت حنیف ابراہیم کی ملت تھی اور ابراہیم مشرک نہ تھا در حالیکہ یہود و نصاریٰ پر خلاف سچائی شرک کا الزام دیا گیا ہی پھر کیا غیر مشرک ہونا دین و ایمان کی صحت کے لئے کافی ہی؟ قرآن شریف نے ایسا سبق دیا کہ ہرگز نہیں دیا +

۱- تو یہود و نصاریٰ پر شرک کا الزام ہی زیادتی ہی اُنکے پیغمبروں اور رسولوں کی خدا دانی اور خداترسی سے اور اُنکے تابعین کی خداپرستی سے قرآن کا متن معمور ہی ان کو قرآن نے واحد خدا کے پرستار دکھایا ہی +

۲- غیر مشرک ہونے کی بابت یہ بات بھی روشن ہی کہ قرآن نے ابلیس کو بھی غیر مشرک دکھایا ہی جیسا کہ ابلیس کے اِس قول سے ثابت ہی۔ وَقَالَ اِنِّی بَرِیٓءٌ مِّنکُمْ اِنِّیٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیٓ اَخَافُ اللّٰہَ وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔ یعنے کہا ابلیس نے میں تمہارے ساتھ ہوں میں وہ دیکھ

دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہیں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ عذاب کرنے میں سخت ہی۔ انفال ع

۳۔ مشرکوں کو بھی واحد خدا کے معتقد دکھایا ہی جیسا کہ لکھا ہی +

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ سَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهِ ط قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ تو ان سے پوچھ ساتوں آسمانوں کا مالک کون ہی اور عرش عظیم کا مالک کون ہی وہ فوراً کہیں گے اَللّٰه۔ کہہ کہ پھر تم اس سے کیوں نہیں ڈرتے۔ مؤمنون ۵ رکوع +

۴۔ اسکے سوا قرآن سے ثابت ہی کہ موحد بھی شرک کر سکتے ہیں جیسا کہ لکھا ہی +

اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ الخ بھلا کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشوں کو خدا بنا لیا ہی اور اسے گمراہ کیا اللہ نے جانتا بوجھتا۔ جاثیہ ۳ رکوع +

پس گو قرآن میں شرک کا گناہ مناسب طور سے ناقابل معافی ظاہر کیا گیا ہی مگر کسی کا غیر مشرک بننے کا دعویٰ کرنا ایسا معاملہ نہیں کہ اسے اندھا دھند قبول کر لیا جاوے۔ کیونکہ قرآن شریف تو ابلیس کو اور مشرکوں کو واحد اللہ کا اقرار کرتے ہوئے دکھا رہا ہے پھر ابراہیم حنیف اور غیر مشرک کی پیروی کو یہودیت و نصرانیت و اسلام پر کس وجہ سے ترجیح دی جاتی ہی کیا یہہ اپنی خواہش کو خدا بنانے کی شرک سے کمتر ہی؟ ہرگز نہیں +

۲۶۔ قرآن ہرگز الٰہی توحید کی سند نہیں جس اصول و قانون کے موافق قرآن نے الٰہی توحید کا فیصلہ فرمایا تھا وہ اصول و قانون ہرگز غیر مشرک ابراہیم حنیف کا نہ تھا بلکہ کلام منزل من اللہ کا تھا۔ جیسا کہ مشرکوں کے مقابل آیا ہی +

وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا +

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ یَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ یُشْرِكُوْنَ +

اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ +

اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا وغیرہ ایسی آیات ہیں جو قبل قرآن نازل شدہ کتاب الٰہی کو اصول توحید بنا کر کفار عرب اور مشرکین عرب کے تمام الٰہی عقائد کو رد کرتی ہیں پھر غیر مشرک حنیف ابراہیم کی پیروی میں پناہ لینا ہرگز دین و ایمان کے لئے مفید نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ ہم کو معلوم ہو چکا

ہو کہ ابراہیم حنیف کی ملت ابراہیم مسلم کی ملت نہیں ہی لہذا کتاب اللہ کی سند چھوڑ کر ابراہیم حنیف اور غیر مشرک کی سند سے مذہب کا تصفیہ کرنا کسی خدا دوست کے نزدیک درست نہیں ٹھہر سکتا۔

مزید برآں اگر ہم قرآن کے ساتھ خوش سلوکی کا برتاؤ رکھنا پسند کریں تو نہ صرف ہمیں ملت حنیف اور اُس کے کل مسلمات مدنی پر مسیحیت کو ترجیح دینی پڑیگی بلکہ اس متن قرآن کی ضرور عزت و حرمت کرنی پڑیگی جو مسیحیت کے حقوق کا محافظ ہی۔ اور تمام مدنی قرآن کے متن و تعلیم کو قرآن کی صرف ایک آیت کی روشنی میں ایک طرف رکھنا پڑیگا کیونکہ قرآن ہی کہتا ہی۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ وَیَھْدِیَکُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَیَتُوْبَ عَلَیْکُمْ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ یعنے اللہ چاہتا ہی کہ تمہارے واسطے بیان کرے اور تمہاری اُن لوگوں کی راہ پر ہدایت کرے جو تم سے پہلے تھے اور تم کو معاف کرے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہی۔ نساء ۵ رکوع

۲۷۔ اب اگر مندرجہ صدر کیفیت کی بنا پر قرآن مدنی اور اُس کی تعلیم کو اور اُس کے مذہب کو پولٹیکل قرآن و مذہب تسلیم کر لیا جائے تو نہ صرف اُن حالات کی کراہیت جاتی رہیگی جو رونما ہوئے ہیں بلکہ آنے والے بیان کی کل کراہیت دور ہو جائیگی جو ہم کرنے پر ہیں پر چونکہ ہماری قوم کے بزرگوں نے مدنی قرآن و مذہب کو ئی قرآن و مذہب کے بجائے ایک حقیقی مذہبی رنگ دے رکھا ہی اس وجہ سے وہ نہ صرف اِن مشکلات سے گھرے ہوئے ہیں جنکا ذکر کیا گیا ہی بلکہ اِن سے بھی بڑی مشکلات میں مبتلا ہو جاتے ہیں جن کا آنیوالی فصل میں بیان آتا ہی۔

چھٹی فصل

قوم المؤمنین کی تحقیق میں

کوئی شبہ نہیں کہ مدینہ میں قرآن مکی کے دین و ایمان اور تعلیم و تلقین کی جگہ دوسرا دین ضرور اختیار کیا گیا۔ مدینہ میں بہت سے آن مکی کا مخالف متن قرآن ضرور رونما ہوا۔ حضرت محمد مدینہ میں جاکر ضرور کسی نہ کسی سبب سے لاچار تھے۔ حضرت عمر کا مدینہ میں ضرور اختیار بڑھا۔ قرآن مدنی قرآن مکی کی تعلیم کی تنسیخ میں حضرت عمر کے خیالات کے موافق ضرور نازل ہوا کیا۔ کعبہ کی عزت و حرمت بحال کرنے کا دن ضرور دین اسلام کی جگہ ملت حنیفہ اختیار کرنے کا دن تھا۔ اس دینی تبدیلی سے ضرور یہود و نصاریٰ کا جان و مال معرض خطر میں مبتلا ہوا۔ مگر اب اس بات کو دیکھنا چاہیے کہ مدینہ میں جو لوگ یہود و نصاریٰ کی مخالفت میں جمع ہوتے گئے تھے وہ حضرت محمد سے آیا ملت حنیف کی اطاعت پر بیعت کیا کرتے تھے یا دین اسلام کی اطاعت پر۔ دوسری یہ بات بھی دیکھنے کے لائق ہی کہ قرآن مروجہ مومنین قرآن کی نسبت دنیا کو کیا فیصلے سناتا ہی؟

اگر مدینہ میں لوگ حضرت محمد سے دین اسلام کی بیعت کرتے ہوئے ثابت ہو جائیں تو لامحال ہم کو یہ بات ماننی لازم آئیگی کہ بیعت کرنے والے حضرت محمد کو دھوکہ دیا کرتے تھے وہ بیعت تو اسلام پر کرتے تھے مگر وہ مذہب اپنا آبائی رکھتے تھے ایسے حال میں ہم قرآن سے اس بات کی امید رکھ سکتے ہیں کہ قرآن شریف ان پر قہر و غضب کی آگ برسائے اور ان کی بدینیوں کو ظاہر فرمائے اگر لوگ مدینہ میں ملت حنیف کی پیروی پر بیعت کرتے پائے جائیں تو لازمی امر ہی کہ قرآن ان کی تعریف و توصیف کرے۔ فصل ہذا انہیں امور کو روشن کریگی +

دفعہ ۱۔ دیکھو کہ حضرت محمد سے لوگ کس دین کی بیعت کیا کرتے تھے؟

یہ ایک مسلم امر ہی کہ حضرت محمد مکہ اور مدینہ میں قریباً ۲۵ برس تک بشارت کا کام کرتے رہے

اس عرصہ میں کہا گیا ہی کہ آپ نے تمام عرب کو اپنا حلقہ بگوش بنا لیا تھا اور قرآن کے موافق یا تو دین اسلام پر کفار عرب کو لے آئے تھے یا کفار عرب حضرت محمد اور آپ کے تابعین کو ملت حنیف پر لے گئے تھے یا خود حضرت محمد اپنے تابعین کو ملت حنیف کی پیروی میں ثابت کر گئے تھے۔ بہر حال ان حالتوں میں سے کسی ایک پر حضرت محمد نے کفار عرب سے ضرور بیعت لی ہوگی اگر متابعت اسلام پر بیعت لی ہوگی تو ملت حنیف اور اسکے عقائد و رسومات کی ضرور بے قدری کی ہوگی اگر ملت حنیف کی اطاعت پر لوگوں سے بیعت لی ہوگی تو ضرور اسلام مسلمات و مصدقات اسلام کی درگت بنائی ہوگی اور یہہ ممکن نہیں کہ حضرت محمد نے بغیر بیعت کے عرب کو اپنا مرید بنا ڈالا پس حضرت محمد کی بیعت دین اسلام اور ملت حنیف میں آخری فیصلہ سمجھا جا سکتا ہی +

قرآن شریف میں بیعت کی بابت بھی احکام آئے ہیں چنانچہ لکھا ہی یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ یعنے اے نبی جب آویں تیرے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کو اس پر کہ شریک نہ ٹھہراویں اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کریں اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں اور اپنے ہاتھ پاؤں میں طوفان نہ باندھیں اور تیری بے حکمی نہ کریں کسی بھلے کام میں تو تو ان سے بیعت لے اور انکے لئے اللہ سے معافی مانگ ع۲ پھر لکھا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یعنے تحقیق جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں تحقیق وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں فتح ۱ رکوع پھر لکھا ہی لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ۔ البتہ اللہ راضی ہوتا ہی جب مومنین میں سے تیری بیعت کرتے ہیں۔ فتح ۳ رکوع

ان مقامات میں بیعت کرنے کے احکام آئے ہیں اور اس بات کی مثالیں بھی آئی ہیں کہ مومنین میں سے عورت مرد حضرت محمد سے بیعت کیا کرتے تھے۔ جس میں اللہ کی خوشنودی کا بھی اظہار کیا گیا ہی۔ پس اب اس بات پر سوچو کہ لوگ مکروہات کو ترک کر کے اور مباحات کو اختیار کر کے کس دین کی پیروی میں حضرت محمد سے بیعت کیا کرتے تھے اس کا ایک صاف جواب یہہ ہی کہ ملت

حنیف کی پیروی پر بیعت نہیں کیا کرتے تھے +

اس کے سوا اس کا ایک اور جواب یہہ ہی کہ حضرت محمد نے اپنی تمام مکی زندگی کے ایّام میں کسی سے کسی مذہب کی پیروی میں بیعت نہیں لی تھی +

اِس کے علاوہ ایک جواب یہہ بھی دیا جا سکتا ہی کہ حضرت محمد نے مومنین سے مدینہ میں بیعت لی مگر ملتِ حنیف کی تقلید کے لئے نہیں۔ بلکہ اطاعت اسلام کے لئے بیعت لی تھی اور لیا کرتے تھے۔ یہہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ منقولات کی بنا پر کہتے ہیں کہ حضرت محمد نے مکّہ میں کسی سے کسی مذہب کی پیروی میں بیعت نہیں لی صرف دین اسلام کی پیروی پر مدینہ میں بیعت لیا کرتے تھے۔ وجوہات ذیل دعوی کا ثبوت سمجھو +

(۱) بخاری میں ہی کہ بروز غزوہ خندق آنحضرت صلعم نے سب مہاجرین و انصار کیواسطے دعائے مغفرت کی تو سب نے یہہ عرض کیا نَحْنُ الذین بایعوا محمدا علی الاسلام ما بقینا ابدًا یعنے ہم نے بیعت کی محمد سے اسلام پر جب تک ہم زندہ رہینگے +

(۲) حدیبیہ کے روز پندرہ سو اصحاب نے بیعت کی +

(۳) عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہی کہ بایعنا رسول اللہ صلعم ان لا نشرک باللہ شیئًا ولَا نزنی ولا نسرق ولا نقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق یعنے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کہ اللہ تعالی کا کسی کو شریک نہ بنائینگے اور زنا اور چوری نہ کرینگے اور کسی جان کو جسکا قتل حرام ہو چکا ہی قتل نہ کرینگے مگر حق کے ساتھ +

(۴) ان رسول اللہ صلعم قال وحولہ عصابۃ من اصحابہ تعالوا بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئًا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببہتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصونی فی معروف منقول از عصاء موسی علیہ السلام مصنفہ مولوی الٰہی بخش صفحہ ۳۲۹-۳۳۲ +

شہادات بالا سے کئی باتیں روشن ہیں۔ مثلاً سب سے پہلے ارکان بیعت یا شرائط بیعت ہی غور طلب ہیں۔ ان سے ظاہر ہی کہ جو لوگ حضرت محمد سے بیعت کرتے تھے ان کے لئے کلمہ شہادت

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ شرط نہ تھی۔ حج۔ نماز۔ زکوۃ۔ جہاد شرائط میں داخل نہ تھے مگر ایسے امور ارکان بیعت میں داخل تھے جو آجکل کی بیعت کے ارکان میں داخل نہیں ہیں۔

سوم۔ اوپر کی گواہیوں سے یہہ بات بھی ثابت ہی کہ مکہ میں کبھی کسی نے بیعت اسلام نہیں کی تھی بیعت اسلام مدینہ میں شروع ہوئی اور کعبہ اور ملت حنیف کی عزت و حرمت کی بحالی کے بعد ہوئی۔ ہاں بیعت اسلام اس وقت شروع جب حضرت محمد نے مہاجرین و انصار کو اور اپنے تمام تابعین کو کعبہ رخی نمازیں پڑھتے دیکھ لیا اور معلوم کر لیا کہ میرے لوگ ملت حنیف کے دلدادہ بن گئے ہیں۔

سوم۔ حضرت محمد نے کسی سے ملت حنیف کی پیروی کے لئے بیعت نہیں لی۔ ملت حنیف کی بیعت حضرت محمد کو کبھی یاد نہیں آئی تھی۔

چہارم۔ مدینہ میں تمام مہاجرین اور انصار سے بیعتِ اسلام لی گئی۔ بیعت اسلام سے پیشتر مہاجرین و انصار اسلام کے اقراری تھے اور بیعت اسلام کے بعد تسلاشی بن گئے تھے

پنجم۔ قبلہ کی تبدیلی کے بعد بیعت کا لیا جانا اس قرینہ پر مبنی ہے کہ جنگ مذکورۂ بالا در قبلہ کی تبدیلی سے پیشتر حضرت محمد کے اسقدر اصحاب نہ تھے جس قدر بیان ہو چکے ہیں حضرت کو اصحابوں کی کثرت صرف قبلہ کی تبدیلی کے بعد میسر آئی تھی۔

ششم۔ بیعت اسلام کے کل شرائط اسلامی و مسیحی ہیں جو لوگ اپنی حنیفیت کو ترک کرکے امور مندرجہ شرائط کا اعتراف کیا کرتے تھے وہ درحقیقت اسلام کے تسلاشی ہونے تھے قرآن میں ان کو مؤمنین و قوم المؤمنین وغیرہ ناموں سے یاد کیا گیا ہی۔

دفعہ ۲۔ مؤمنین کی کیفیت میں

قرآن شریف نے قوم المؤمنین کا ذکر کیا ہے یہہ قوم المؤمنین حضرت محمد کے صحابہ کی امت تھی اس امت کی ایمانداری اور خداپرستی کی تشخیص ضروری ہی کیونکہ یہی قوم قرآنی دین یا ایمان کی وارث ہونے والی تھی۔ اگر یہہ گروہ قرآن شریف سے مسلم یا اسلام زیر بحث کی پیرو نکل آئے

تو مسیحیوں کے دعاوی ایک حد تک کمزور ہو جائینگے اِس لیئے ہم گروہ مذکور کا بیان کرتے ہیں +

١- اَلَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ فَمَنۡ نَّکَثَ فانما ینکث علٰے نفسہ ومن اوفی بما عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرًا عظیما - یعنے جو لوگ کرتے ہیں تجھ سے بیعت وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہی پھر جو کوئی عہد توڑے اس کے نفس پر ہی اور جو کوئی پورا کرے جس پر اقرار کیا اللہ تعالیٰ سے پس وہ شتاب دیگا اُسکو اجر عظیم اس آیت کے منشا کے موافق حضرت محمد سے لوگ بیعت کر کے مومنین قرار پایا کرتے تھے اور حضرت محمد کی خدمت اور قرآن کی تعلیم ایسے لوگوں کے لئے خاص تھی جیسا کہ لکھا ہی +

٢- نَتۡلُوۡا عَلَیۡکَ مِنۡ نَّبَاِ مُوۡسٰی وَ فِرۡعَوۡنَ بِالۡحَقِّ لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ قصص ا رکوع - اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ نمل ٧ رکوع پھر ہے کہ وَ هُدًی وَّ رَحۡمَۃً لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ نمل ٧ رکوع اِنَّ فِیۡ ذٰلِکُمۡ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ - انعام ١٢ رکوع - آیات ہذا اور ان کی مثل دیگر آیات سے ثابت ہی کہ حضرت محمد قوم المومنون کے نذیر و بشیر مقرر تھے قرآن عربی اسی قوم کی تعلیم و تربیت کا مجموعہ تھا اور یہ وہ لوگ تھے جو حضرت محمد سے بیعت اسلام کرتے تھے اور مومنین سمجھے جایا کرتے تھے قرآن شریف دیکھنے سے قوم المومنین کا دینی حال ہرگز تسلی و اطمینان بخش ثابت نہیں ہوتا ہی - بلکہ زیادہ تر افسوسناک نظر آتا ہی +

قوم المومنین کی بابت بخوبی سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ قوم عام اعتقاد کے موافق حضرت محمد اور قرآن عربی کی محنتوں اور تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھی بلکہ حضرت محمد کی تمام جد و جہد کا ما حاصل تھی اس کی کیفیت کو دریافت کرنا حضرت محمد کی محنت و مشقت کے نتائج کو دریافت کرنا ہی اور جو اصحاب حضرت محمد کو عزیز سمجھتے وہ ضرور قوم المومنین کے احوال مندرجہ قرآن سے افسوس کرینگے اُن کو مومنین کے احوال سے ہرگز تسلی نہ ہو گی - ان کی حقیقت دکھانے کے لئے ہم صرف اس وقت قرآن شریف پر ہی کفایت کرتے ہیں امید ہے کہ ہمارے ناظرین اسے پڑھکر خوش ہونگے +

٣- مومنین کی تعریف

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ ثُمَّ لَمۡ یَرۡتَابُوۡا وَ جٰہَدُوۡا بِاَمۡوَالِہِمۡ

وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔ مومنون وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر شبہ نہ کیا اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا وہی سچے ہیں۔ حجرات و سورہ نور آیت ۶۲۔ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ تیرے رب کی قسم وہ مومنین نہیں ہوتے جب تک کہ تجھ کو اپنے جھگڑوں میں حکم نہ ٹھہرائیں اور پھر تیرے فیصلے کے خلاف انکے نفسوں میں کچھ تنگی نہ ہو بلکہ ہر طرح سے تسلیم ہی تسلیم ہو۔ نساء آیت ۱۵۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ وَاَبْنَآءَهُمْ وَاِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ تو نہیں پائیگا اللہ اور آخرت پر ایمان لانے والی قوم یومنون کو کہ وہ ان سے دوستی رکھتے ہو جو اللہ اور رسول کے مخالف ہیں خواہ وہ اُن کے باپ دادے ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں یا اُن کی بیویاں ہوں ایسے لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھدیا ہے اور اپنی روح سے اُن کی مدد کی ہے۔ مجادلہ آیت ۲۲ و تغابن اہل بیعت یا مومنین کی تعریف مذکور نہایت موزوں و مناسب تھی بشرطیکہ مومنین کی قوم اگر اسی کینڈے کی ہوتی اور ابتدا ہی سے شرائط بیعت اور تعریف مذکور کا لحاظ کیا کرتی مگر ہم جانتے ہیں کہ حقیقت یہہ نہ تھی بلکہ اس کے برعکس تھی جیسا کہ لکھا ہے +

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ یعنے پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے اوروں کو پسند کیا اور ان کو کتاب کا وارث کیا پس بعض ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں میانہ رو ہیں اور بعض ان میں اللہ کے اذن سے خیرات میں سابق ہے فاطر ۴ رکوع۔ پھر آیا ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ۔ یعنے وہ وہی ہے جس نے تم کو خلق کیا پس تم میں کافر ہیں اور تم میں مومن ہیں۔ تغابن آیت ۲۔ پس ان آیات سے ثابت ہے کہ اہل بیعت اور مومنین میں کل کے کل مومن نہ تھے بلکہ ایک حصہ ظالموں کا تھا اور دوسرا حصہ منافقوں کا تھا کیونکہ میانہ رو منافق ہی تھے اور تیسرا حصہ کافروں کا تھا

اور چوتھا حصہ مومنوں کا تھا جو خیرات میں سابق تھے +

۴۔ مومنین کی کیفیت

اب ظالموں اور منافقوں اور کافروں کو چھوڑ دو صرف اُن لوگوں کو رو برو رکھو جنکو خیرات میں سابق اور مومن کہا گیا ہی ان کی قرآن شریف نے مندرجہ ذیل کیفیت بیان فرمائی ہی +

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ یعنے وہ جو لوگوں میں سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور یوم آخر کے وہ نہیں ساتھ اس کے ایمان رکھنے والے۔ بقر آیت ۵۔ پھر یہہ کہ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ۔ یعنے جو لوگ منہہ سے ایمان لانے کا اظہار کرتے ہیں وہ درحقیقت دل سے ایمان لانیوالے نہیں ہیں۔ مائدہ آیت ۴۴۔ مگر ان کا حال یوں۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ۔ یعنے جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے جب اللہ کے سبب ستائے جاتے ہیں تو لوگوں کے فتنہ کو اللہ کا عذاب خیال کرتے ہیں اور اگر تیرے رب کی طرف سے مدد آجائے تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ ہیں۔ عنکبوت آیت ۱۔ ان تمام مومنین نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا تھا جیسا کہ لکھا ہی۔ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ یعنے اُنہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا تھا پس وہ اللہ کے راستے میں روک تھے اُن کے واسطے رسوا کرنے والا عذاب مقرر تھا۔ مجادلہ آیت ۱۶۔ ان مومنین کی بابت آخری گواہی یوں آئی ہی اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ۔ کیا لوگوں نے گمان کر لیا ہے کہ اس کہنے پر چھوڑ دئے جائینگے کہ ہم مومن ہیں اور فتنہ میں نہ ڈالے جائینگے؟ عنکبوت آیت ۱ +

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ کیا تم نے گمان کر لیا ہی کہ تم جنت میں جاؤ گے؟ اور ابھی تو اللہ نے اُن لوگوں کو جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہی آزمایا نہیں اور نہ صبر کرنیوالوں کو دیکھا ہی۔ عمران ۱۴ رکوع +

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ۔ کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ تم جنّت میں داخل ہو جاؤ گے؟ اور ابھی تم پر ایسی حالت نہیں آئی جیسی کہ اُن لوگوں پر آئی تھی جو تم سے پہلے گذرے۔ بقر رکوع ۲۶ +

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ مقامات مندرجہ صدر میں مؤمنین مدینہ کی کیفیت امید سے زیادہ ظاہر و منکشف ہی اِس پر اور مقامات بھی بڑھائے جا سکتے ہیں پر ہم ان کو قلم انداز کر کے صرف ایک اور مقام نقل کرتے ہیں +

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ یعنے تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے ہو درحالیکہ اس کا رسول تم کو بلاتا ہی کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور وہ تمہارے عہد بھی لے چکا ہی اگر تم مومن ہو۔ حدید آیت ۸

پس آیات بالا سے مومنین اور اُن کی قوم کی ایمانداری کی حقیقت مثل آفتاب روشن عیاں را چہ بیاں مقامات مذکورہ بالا کا لب لباب نکال کر خود ناظرین اپنے لئے آپ فیصلہ کرتے ہیں +

۵۔ مومنین کا اسلام سے سلوک

مدینہ شریف میں جو لوگ حضرت محمد سے اسلام کی بیعت کر کے قوم المومنین کے شریک ہو جاتے تھے اُن کی ایمانداری نمبر سابق کی آیات سے بخوبی ظاہر ہی ان کی بابت کوئی حق پسند یہہ نتیجہ نکال نہیں سکتا کہ وہ بیعت میں سچّے اور وفادار تھے قرآن ان کے ایمان اور ایمانداری کی کیفیت ضرور قابل اعتراض دکھاتا ہی اب اسلام کی بابت مومنین کی جو کیفیت تھی اُسے بھی دیکھئے لکھا ہی

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ بقر آیت ۲۸ +

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہی اور نہ مرنا مگر مسلمان ہو کر۔ عمران ۱۱ رکوع آیت ۱۰۲

وَمَا أَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُوْنَ نہیں تو راہ دکھانے والا اندھوں کو گمراہی اُن کی سے نہیں سُناتا تو مگر اُس شخص کو کہ ایمان لاتا ہی ساتھ نشانیوں ہماری کے پس وہ مسلمان ہی۔ نمل ۶ رکوع +

پھر لکھا ہی۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔ یعنے عربوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے پر تو ان سے کہہ کہ تم نہیں ایمان لائے۔ مگر کہو کہ ہم اسلام لائے اور نہیں داخل ہوا تمہارے دلوں میں ایمان۔ اس آیت کی ایک حدیث میں تفسیر یوں آئی ہے +

وَعَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَفِيْعٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ يَتَّبِعْ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر سے کہ کہا چڑھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر پس پکارا لوگوں کو ساتھ آواز بلند کے پس فرمایا کہ ای گروہ اُن شخصوں کی کہ اسلام لائے ہیں ساتھ زبان اپنی کے اور نہیں پہنچا ہی ایمان طرف دل اُن کے کی نہ ایذا دو تم مسلمانوں کو۔ اور نہ عار دلاؤ اُن کو اور نہ تلاش کرو عیب اُن کے پس تحقیق کہ جو شخص کہ ڈھونڈے عیب اپنے بھائی مسلمان کا ڈھونڈھیگا اللہ عیب اسکا اور جسکا ڈھونڈا اللہ نے عیب رسوا کریگا اُسکو اگرچہ ہو وہ شخص پوشیدہ یعنے لوگوں میں سے بیچ گھر اپنے کے نقل کی یہ ترمذی نے مظاہر الحق جلد ۴ چھاپہ مجتبائی صفحہ ۱۶۴ +

نمبر ہذا کے مقامات نہایت سنجیدہ اور ہمارے توجہ کے اعلیٰ معانی میں محتاج ہیں۔ ان میں ایک طرف جرگہ مؤمنین ہے اور دوسری طرف بجائے اٰمَنَّا کے کہنے انکو اسلام لانے کی ہدایت ہی اور حدیث کہتی ہی کہ اس گروہ نے اسلام کا بھی صرف زبان سے اقرار کیا تھا یہ لوگ سچے مسلمانوں کے عیوب کی نہ صرف تلاش ہی کیا کرتے تھے بلکہ ہمیشہ ان پر عیب لگایا کرتے تھے ان کی اس بدبینی پر حضرت محمد نے ان کی ہدایت کی کہ مؤمنین کا سچے ایمان و اسلام کے تابع ہونا

پھر ثابت نہیں +

۶۔ مؤمنین کے ترک اسلام و قرآن پر اشارے

جو کچھ مؤمنین کی بابت پیشتر کہا اور دکھایا گیا ہے وہ سب کا سب اِس بات کا متقاضی ہے کہ قوم المؤمنین ترک اسلام و قرآن کرے۔ قرآن شریف مؤمنین کی طبیعتوں کے اس تقاضا کی تکمیل بھی بیان فرماتا ہے جس کے ثبوت میں ہم چند مقامات نقل کرتے ہیں۔ لکھا ہے +

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ۔

پس انہیں کیا ہو گیا کہ تذکرہ قرآن سے مُنہہ پھیرتے ہیں گویا کہ وہ بھاگ جانے والے گدھے ہیں جو کہ شیر سے بھاگ جاتے ہیں۔ مدثر آیت ۴۹-۵۰۔ پھر آیا ہے۔ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا یعنے کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے کیا اُن کے دلوں پر قفل لگے ہیں۔ محمد آیت ۲۴۔ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ اور قسمیں اللہ کی کھاتے ہیں کہ ہم بے شک تم میں ہیں اور وہ تم میں نہیں ولیکن وہ قوم ڈرنے والوں کی ہے۔ توبہ ۷ رکوع پھر یہہ کہ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ یعنے بہانے مت بناؤ تم کافر ہو گئے ایمان لا کر۔ توبہ ۸ رکوع۔ ان کے سوا یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حق کے یہہ منکرین کعبہ وغیرہ کی حرمت کرتے تھے لکھا ہے۔ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ ط۔ یعنے کیا ٹھہرایا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا برابر اس کے جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے نہیں یہہ برابر نزدیک اللہ کے۔ توبہ ۳ رکوع +

وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُل لَّسْتُ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ یعنے اور تکذیب کی تیری قوم نے اس کے ساتھ۔ اور وہ حق ہے تو کہہ دے کہ میں تم پہ وکیل نہیں ہوں انعام آیت ۶۶۔ پھر لکھا ہے وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا۔ یعنے کہا ہمارے رسول

نے کہا اے میرے رب میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ فرقان آیت ۳۰ پھر لکھا ہے +

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ۔ یعنے اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نہیں کہتے ہیں اور البتہ وہ کلمہ کفر کہتے ہیں اور کافر ہو گئے ہیں بعد اسلام لانے کے۔ توبہ آیت ۷، ۹۔ پھر لکھا ہے +

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ۔ یعنے اور البتہ تم میں سے کثیر جبلتیں گمراہ ہو گئیں کیا تم نہیں سمجھتے۔ یٰسین آیت ۶۱ +

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ یعنے اے لوگو جو ایمان لائے ہو بچاؤ اپنی جانوں کو آگ سے جسکا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ تحریم آیت ۶ و ۸ +

دفعہ ہذا کے تمام نمبروں کے مقامات دیکھکر قوم المومنین اور اس کے اقرار کی بابت زیادہ کسی امر کی تفتیش باقی نہیں رہتی مگر شاید کسی کو زیادہ روشنی کی ضرورت پڑے ایسے اصحاب کی تسلی کے لیئے ہم شاہ عبد العزیز کی شہادت پیش کر کے اِس دفعہ کو بند کرتے ہیں۔ شاہ صاحب نے "تحفہ" میں لکھا ہے +

وجہ دوم آنکہ ناقلان این قرآن بلا شبہہ مثل ناقلان توریت و انجیل اند کہ بعض از ایشاں اہل نفاق بودند مثل عظمار صحابہ و کبراو ایشاں و بعض از ایشاں مداہن و دنیا طلب و دین فروش مثل عوام صحابہ کہ بطمع مال و مناصب اتباع رئیسان خود کردند و از دین مرتد شدند مگر چہار کس یا شش کس و سنت پیغمبر را جواب دادند و با خاندان آن او دشمنی و عداوت پیش گرفتند و کتاب او را تحریف و خطاب او را تغیر کردند مثلاً بجائے حق الحراف الی الحراق ساختند الخ +

یعنے دوسری وجہ یہہ ہے کہ ناقلان اِس قرآن کے بلا شبہہ مثل ناقلان توریت و انجیل کے ہیں کہ بعض ان میں مکار تھے مثل صحابہ عظماء اور بڑے لوگ ان میں سے اور بعضے ان میں سے فریبی اور طالب دنیا اور دین فروش مثل عام صحابہ کے کہ انہوں نے بطمع مال اور لوٹ اپنے سرداروں کی تابعت کی اور دین سے پھر گئے سوائے چار یا چھہ شخصوں کے۔ اور سنت نبوی کو انہوں نے جواب دیا اور اُس کے خاندان سے دشمنی اور عداوت اختیار کی اور اُسکی کتاب کو تحریف اور اُسکے خطاب کو متغیر کیا۔

مثلاً بجائے من المرافق کے الی المرافق بنا دیا الخ از تحریف قرآن صفحہ ۱۱۴+

دفعہ ۳۔ قوم المومنین پر حضرت محمد کا غم

دفعہ ہذا میں ہم صرف ایک مقام ہی ناظرین کے روبرو لانا چاہتے ہیں مگر وہ ایک مقام ایسا ہی جو مبشر کے کل امور سے رہی سہی تاریخی کو مٹا سکتا ہی وہ مقام یوں آیا ہی یَاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ یعنے اے رسول تجھے وہ لوگ غم زدہ نہ کریں جو منہ سے اٰمَنَّا کہہ کر دل سے ایمان نہیں لاتے ہیں اور کفر میں ترقی کرتے ہیں۔ مائدہ ۶ رکوع۔ لقمٰن آیت ۲۳+

دفعہ ۴۔ مومنین کی قوم کی بابت قرآن کا آخری فیصلہ

کفار عرب نے حضرت محمد کی زندگی میں اس بات کی بڑی امیدیں دی تھیں کہ اگر کوئی نذیر و بشیر ہمارے پاس بھی ہو تو ہم ضرور اس کی باتیں مانینگے اور دوسروں کی مثل ہدایت یافتہ ہو جائینگے اِن لوگوں نے حضرت سے سخت قسمیں کھائی تھیں جیسا کہ لکھا ہی۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ لَّیَکُوْنُنَّ اَهْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا۔ اور اُنھوں نے اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہا کہ اگر اُن کے پاس کوئی نذیر آجاتا تو وہ کسی امت میں ہدایت یافتگی میں زیادہ ہوتے لیکن جب اُن کے پاس نذیر آیا تو سوا نفرت کے اور کچھ نہ بڑھا۔ فاطر آیت ۴۲ پھر لکھا ہی اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّنِفَاقًا۔ یعنے اہل عرب کفر و نفاق میں نہایت سخت ہیں۔ تو بہ بس مومنین آیت ذیل کی زد سے ہرگز باہر نہیں آسکتے ہیں۔ اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ۔ یعنے جب تیرے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہی اور اللہ جانتا ہی کہ تو اُس کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہی کہ تحقیق منافق

کاذب ہیں۔ منافقون +

دفعات ہذا میں ہم اُن لوگوں کی دینی کیفیت پیش کر چکے جو مدینہ میں بیعت اسلام کر کے قوم المومنین ہی کہلاتے تھے اِس نام کے سوا اُن کا دوسرا نام نہ تھا جب تک کہ وہ سچے دل سے ایمان و اسلام کی اطاعت و محبت میں ثابت قدمی نہ دکھاتے تھے پر حضرت محمد کی زندگی میں ایسا وقت کبھی نہیں آیا جس وقت صحابہ کی امت نے ایمان و اسلام میں پائیداری دکھلائی ہو اُنہوں نے وہی کچھ دکھایا جسکا بیان ہوا ہی۔ اور فصل قبل میں جو کچھ اِن مومنین نے کر کے دکھایا ہے یہہ سب کچھ مومنین کے اوصاف میں داخل ہی۔ اِن تمام شہادتوں سے مومنین کا تابع اسلام ہونا ایسا ہی دُور ہی جیسے دن سے رات کی تاریکی دور ہوتی ہی +

اِس کے سوا یہہ بات سب کو معلوم ہی کہ تابعین قرآن میں سے ایک فرد واحد کی نام لیکر تعریف و توصیف ایسی نہیں کی گئی جس سے اس کا قرآن و اسلام کا دوست ہونا ظاہر ہو سکے درحالیکہ مسیحیوں کے قصص سے قرآن کے اوراق زینت پا رہے ہیں۔ پس مومنین کی وہی حقیقت سمجھنی چاہیے جو بیان ہوئی ہے اِس سے زیادہ نہیں +

دفعہ ۵۔ مومنین قرآن کا انجام

قرآن عربی پر ایمان لانے والی عربی قوم کی زمینی زندگی اور مذہب کا ہم بیان کر چکے آخر میں اس کا انجام دکھانا باقی رہگیا۔ اِس دردناک مضمون کو اسی جگہ پیش کیا جاتا ہی کیونکہ اِس کے لئے یہی موزوں جگہ ہی۔ قرآن میں آیا ہی +

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا۔ یعنے پس قسم ہے رب تیرے کی البتہ ہم شیطانوں

کے ساتھہ اُن کو اکٹھا کرینگے پھر اُن کو زانوؤں پر گرے ہوئے دوزخ کے گرد حاضر کرینگے۔ پھر جونسا اللہ کی سرکشی میں اشد ہو ہم ہر جماعت میں سے کھینچ لیں گے کیونکہ ہم اُن کو خوب جانتے ہیں جو اُس کے ساتھہ اِس میں داخل ہونے کے بہت لائق ہیں اور کوئی تم میں سے نہیں مگر وہ دوزخ میں داخل ہونے والا ہو یہہ تیرے رب کا پختہ فیصلہ ہو اور ہم خدا ترسوں کو وہاں سے نجات دینگے اور ظالموں کو زانوؤں کے بل گرے ہوئے جہنّم میں چھوڑ دینگے۔ مریم ۵ رکوع +

آیت مسبوق الذکر میں لفظ وَارِدُهَا ایسا لفظ ہو جسپر ہماری دفعہ ہذا کی دلیل کا مدار ہو اور اہل قرآن میں سے بعض اہل غرض اس کے معانی پر تکرار کر سکتے ہیں مگر جو معانی لفظ ورود کے ہمیں مقبول ہیں اُن کے اثبات میں ایک دو ثبوت نقل کئے دیتے ہیں تا کہ خام عقل کے اصحاب کو اعتراض کا موقعہ نہ رہے۔ ہمارے مقبول معانی لفظ "ورود" کے "دخول" کے ہیں اس کے ثبوت میں یہہ سندات ہیں۔ مثلاً +

۱۔ تفسیر اتقان حصّہ اوّل صفحہ ۳۷۴ پر لفظ ورود کی بابت لکھا ہو کہ یہہ ہر موقع پر داخل ہونے کے معانی میں آیا ہو . . . . ایسا ہی ابن الفارسی نے کتاب الافراد میں بھی لکھا ہو +

۲۔ حدیث شریف بھی معنے دخول کے کرتی ہے +

جیسا کہ لکھا ہو عَنِ السُّدِّیِّ قَالَ سَاَلْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِیَّ عَنْ قَوْلِ تَعَالٰی وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا فَحَدَّثَنِیْ اَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ یَصْدُرُوْنَ عَنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ الخ سعید نے کہا پوچھا میں نے مرۂ ہمدانی سے مطلب اِس آیت کا وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا یعنے کوئی تم میں سے نہیں ہے جو دوزخ میں وارد نہ ہو۔ تو کہا مجھہ سے مرۂ ہمدانی نے کہ بیان کیا مجھہ سے عبد اللہ بن مسعود نے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وارد ہونگے لوگ دوزخ میں پھر اُس سے نکلیں گے اپنے عملوں کے موافق۔ الخ جامع الترمذی جلد دوم صفحہ ۳۶۲ +

سورہ توبہ سے کیوں صحابہ کی گروہ کانپتی تھی۔ اگر واقعی قصور صحابہ کا نہ تھا تو اُسے کیوں سورہ توبہ سے پریشانی لاحق تھی؟

قرآن شریف کی تعلیم مذکور کے ساتھ بیان مذکور کو ملا کر دیکھنے سے صحابہ کی امت واقعی سخت مشتبہ ظاہر ہوتی ہی۔ سورہ توبہ کے نزول کے وقت بڑے بڑے اصحاب کا خائف ہونا کسی کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ مگر واقعات ان کے خائف ہونے کا باعث زبان حال سے بتا رہے ہیں وہ صحابہ کو اور ان کے دین و ایمان کو معرض خطر میں دکھا رہے ہیں اور صحابہ کی جماعت سے کسی فرد واحد کے مستثنےٰ ہونے کا اظہار نہیں کرتے۔ ناظرین۔ قرآن شریف کی معتقد قوم کہاں ہی؟

دفعہ ۶۔ قرآن ماننے والی قوم کی تلاش

کوئی شبہ نہیں کہ قرآن شریف نے بعض شرائط کی تکمیل و ادائیگی پر ایمان لانیوالوں سے عظیم وعدے کئے اور ایمان و اسلام کے تابعین کی تعریف و توصیف کی مگر جب مؤمنین قرآن کی کیفیت پر غور کیا جاتا ہی تو قرآن شریف کی معتقد قوم ایک دم ہماری نگاہ سے غائب ہو جاتی ہی کیونکہ قرآن و ایمان و اسلام کے وہی وارث ہونے آئی تھی جس کا ذکر ہوا ہی مگر ان کی کیفیت خلاف امید آئی ہی +

یہہ بات پوشیدہ نہیں کہ مؤمنین کی کیفیت سے جو نقصان پیدا ہوتا ہوا دکھائی دے رہا ہی وہ نقصان قرآنی مسیحیت کا نفع ہی قرآنی مسیحیت مسیحیوں کی خدا پرستی اعلیٰ درجے پر دکھا رہی ہی ان مسیحیوں کی دینی امامت کو ثابت کر رہی ہی ان مسیحیوں پر قرآن کے مؤمنین نے فضیلت حاصل کرنی تھی مگر مقابلہ سے معلوم ہو جائیگا کہ مؤمنین قرآن کو مسیحیان قرآن سے مساوات بھی حاصل نہیں ہوئی برعکس اسکے ان کا کیرکٹر ان داغوں سے داغی کیا گیا ہی جن کا ذکر ہوا ہی پس مؤمنین قرآن جس نعمت کے حصول میں قاصر دکھائے گئے ہیں وہ نعمت مسیحیوں کی میراث ثابت ہو چکی ہی لہذا ہم نے یہہ بات دکھائی ہی کہ درحقیقت مسیحی ہی قرآن ماننے والے تھے اور آجتک قرآن ماننے والے ثابت ہو سکتے ہیں +

۱۔ مؤمنین قرآن قرآن ماننے والے ثابت نہیں ہو سکتے

مؤمنین قرآن بلاشک کعبہ شریف کی عزّت حرمت کرنے والے ثابت ہو سکتے ہیں۔ مومنین قرآن بلاشک ملت حنیف کے غیر ممند پیرو ثابت ہو سکتے ہیں۔ مؤمنین قرآن بلاشک کعبہ رخی پنجگانہ نمازیں ادا کرنے والے ثابت ہو سکتے ہیں مؤمنین قرآن بلاشک حج اور رسوم حج کے پابند ثابت ہو سکتے ہیں۔ مومنین قرآن بلاشک جہاد میں سرگرم ثابت ہو سکتے ہیں۔ مؤمنین قرآن بلاشک حضرت محمد کو نبی رسول ماننے والے ثابت ہو سکتے ہیں۔ مومنین قرآن بلاشک کلمہ گو ثابت ہو سکتے ہیں۔ مگر مؤمنین قرآن قرآن مکی اور دین اسلام کے تابعدار ثابت نہیں ہو سکتے۔ ان کو کتنا ہی خدا پرست بنا کر دکھایا جائے مگر ابیر وہ الزامات ضرور قائم رہینگے جنکا ذکر ہوا ہے مثلاً قرآن شریف نے ان کی بابت ضروریہ امور بیان فرمائے ہیں کہ

مؤمنین وہ لوگ تھے جو اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے حضرت محمد کی معرفت بیعت اسلام کیا کرتے تھے +

جو شرائط مؤمنین کے روبرو رکھی جاتی تھیں وہ اسلامی شرائط تھیں +

اُن شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے مومنین کو آبائی مذہب ترک کرنا پڑتا تھا +

جو لوگ شرائط مذکور پر بیعت کرتے تھے وہ مومنین کہلاتے تھے +

حضرت محمد مؤمنین کے نذیر و بشیر تھے +

قرآن عربی انہیں مؤمنین کی ہدایت و تعلیم کے لئے دیا گیا تھا +

مگر مؤمنین کی بیعت اسلام سچی نہ تھی +

ہم خوشی سے یہ بات مان سکتے ہیں کہ ان مؤمنین کا حال عین حضرت موسیٰ کے زمانہ کے بنی اسرائیل کا سا تھا اس اعتبار سے اُن سے ایک حد تک نرمی کا سلوک کیا جا سکتا ہے مگر جب ہم ان کی اُن کمزوریوں کا باعث دریافت کرتے ہیں تو ہم کو وہ باعث قرآن شریف میں مسلم صورت

کا مسیحیوں کے الزاموں سے مقابلہ کیا جائے تو مؤمنین کو پھر بھی مسیحیوں سے مساوات نہیں اور نہ مؤمنین قرآن ماننے والی قوم یا گروہ ثابت ہو سکتے ہیں +

قرآنی مسیحی اور قرآنی مؤمنین قرآن کے دو انتہائی خطے ہیں جن کے درمیان قرآن کی حقانیت پڑی ہو یہ قرآن شریف کے دو پہلوان ہیں جو ایک دوسرے سے قرآن پر قبضہ کرنے کی غرض سے کشتی کرتے نظر آتے ہیں یہ قرآن کی دو قومیں ہیں جو قرآن سے حق بجانب ہونے کا فیصلہ حاصل کرنے کے لئے ایک دوسری کے مقابل کھڑی ہیں۔ یہ قرآن کے دو دینی امام ہیں جن میں سے ایک کو قرآن شریف نے دینی امامت کا حق دیا ہے پس کیا مؤمنین قرآن مسیحین قرآن پر کوئی فضیلت و برتری رکھتے ہوئے ثابت ہو سکتے ہیں؟ مؤمنین کی کیفیت ناظرین کی نگاہ میں ہو۔ ان کی بابت قرآن شریف کے تمام فیصلے مسیحیوں کے حق میں خیر کی صورت پیدا کر رہے ہیں۔ قرآن شریف دینی امامت کا حق مؤمنین قرآن سے باز رکھ رہا ہو وہ ان کی حفاظت میں دینا نہیں چاہتا کیا کسی مولوی۔ مفتی۔ عالم۔ فاضل علامہ میں اس بات کی توفیق ہے کہ دینی امامت کا حق مؤمنین قرآن کو دیکر مسیحین قرآن کو اس حق سے محروم کر دیوے؟ اگر کسی کو ایسی توفیق حاصل ہو تو اسے اب دنیا پر ظاہر فرما دیوے تو بہتر ہے ورنہ تحقیق و تدقیق تو دینی امامت قرآن شریف کے اتفاق کے ساتھ مسیحیوں کے سپرد کر چکی +

۵۔ عرب میں قرآن ماننے والے صرف مسیحی تھے

ہمارے ناظرین کے روبرو گو ہمارا دعویٰ مذکور ایک ہنسی کا خیز امر ہوگا مگر تضحیک و تمسخر سے حقیقتیں چھپ نہیں جایا کرتیں اور نہ کسی محقق کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ مخول و تمسخر کا خیال کر کے حقیقت کے اظہار میں بخل کرے۔ ہم بکمال ادب سے اپنے دعویٰ کے اسناد نقل کرتے ہیں ان کو دیکھ کر ہر ایک انصاف پسند حقیقت کو خود ہی سمجھ لیگا۔ لکھا ہے +

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ قَالُوْا

اٰمَنَّا بِہٖٓ اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ مُسْلِمِیْنَ۔ الخ یعنے جن کو ہم نے دی ہی کتاب اس سے پہلے وہ اُس کو مانتے ہیں اور جب ان پر پڑھا جاتا ہی تو کہتے ہیں کہ ہم یقین لائے کہ یہہ ہمارے رب کی طرف سے ہی اور ہم تو اس سے پہلے ہی مسلمان ہیں قصص ع پھر لکھا ہی وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ۔ اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ تحقیق وہ تیرے رب کی طرف سے نازل شدہ ہی پس متشکی مت ہو۔ انعام ۱۴ رکوع۔ پھر لکھا ہی اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ۔ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ یعنے جن کو ہم نے کتاب دی ہی وہ اسے ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو اور جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارہ میں ڈالا ہی وہی نہیں مانتے ہیں۔ انعام ۲ رکوع پھر لکھا ہی۔ قُلْ اٰمِنُوْا بِہٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا یعنے کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہی جب یہہ ان پر پڑھا جاتا ہی تو ٹھوڑیوں پر سجدہ میں گر جاتے ہیں الخ بنی اسرائیل آیت ۱۰۸ +

اِن آیات میں نہایت عظیم حقیقت کا اظہار آیا ہی اور یہہ حقیقت اور کچھ نہیں مگر یہہ ہی کہ قرآن والی اور قرآن ماننے والی قوم وہ تھی جسکا اشارہ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ اور اُوْتُوا الْعِلْمَ کے جملوں میں دیا گیا ہی اور وہ ہرگز یہودی قوم نہ تھی کیونکہ یہودی قوم کی بابت قرآن بیشتر فیصلہ دے چکا۔ اور نہ کفار عرب کے قبائل سے کوئی قبیلہ تھا اور نہ یہہ قوم المؤمنین تھی کیونکہ وہ مخالف قرآن ثابت ہو چکی مزید برآن آیات مذکور کا علاقہ قوم المؤمنین کے ساتھ نہیں بلکہ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اور اُوْتُوا الْعِلْمَ کے ساتھ آیا ہے اور وہ مسیحی تھے۔

اس کے علاوہ مسیحی صرف قرآن کو ماننے والے ہی تسلیم نہیں کیے گئے بلکہ قرآن ہی کے مصدق یقینی قرار پا گئے ہیں جیسا کہ لکھا بَلْ ھُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ط وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ۔ یعنے وہ (قرآن) نور روشن آیات ہی جو

علم والوں کے سینوں میں پائی جاتی ہیں اور ہماری آیات سے ظالموں کے سوا انکار نہیں کرتے۔ عنکبوت آیت ۴٩۔ پھر لکھا ہی:۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ یعنے کافر کہتے ہیں کہ تو ہرگز رسول نہیں کہہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ جن کو عِلْمُ الْكِتٰبِ ہی کافی گواہ ہیں۔ رعد ایت ۴٣ +

مسیحی نہ صرف قرآن اور حضرت محمد کی رسالت کے گواہ تھے بلکہ توحید باری تعالیٰ کے بھی گواہ تھے جیسا کہ لکھا ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ۔ یعنے اللہ نے گواہی دی ہے کہ تحقیق وہ ایک ہی اس کے سوا کوئی نہیں اور فرشتوں اور علم دیئے گئے ہوؤں نے جو انصاف پر قائم ہیں +

اِن سب سے بڑھ کر قرآن کے شُبہات کی مرافعت کرنے والے بھی یہی مسیحی تھے جیسا کہ لکھا ہی +

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ۔ یعنے پس اگر تو اس چیز کی طرف سے شک میں ہے جو ہم نے تجھ پر اُتاری ہی تو اِن لوگوں سے دریافت کر جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔ یونس آیت ٩٣ +

مندرجہ صدر سندات مسیحی اُمّت کے محافظ قرآن ہونے اور قرآن کی مقبولہ و مرحومہ امت ہونے کی صریح نصوص ہیں ان سے یہہ امر بھی روشن ہی کہ قرآن مکی اور اس کا دین و ایمان و تعلیم بالکلیہ مسیحی مسلمات کو جامع تھا۔ از روئے قرآن صرف مسیحی ہی قرآن شریف کے محافظ مقرر ہوئے تھے مگر واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ مسیحیوں کو قرآن شریف کی امامت و حفاظت کا حق نہیں دیا گیا۔ یا خود مسیحی مدنی قرآن کے متن کے اضافہ پر ناراض ہو کر قرآن شریف کی حفاظت و امامت سے دست بردار ہو گئے۔ کیونکہ ہم قرآن شریف میں ایسے نشانات بھی پاتے ہیں مثلاً لکھا ہی:۔

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ۔ یعنے اور تحقیق

جن کو اُن کے بعد کتاب کا وارث کیا ہی وہ اس کی طرف سے سخت شک میں ہیں۔ شوریٰ ع ۲
پھر آیا ہی۔ يَسْـَٔلُكَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ یعنے اہل کتاب
کہتے ہیں کہ ان پر آسمان سے کتاب نازل کر کے دکھا۔ نساء ۲۲ رکوع ٭

نظر ثانی

ہم نے فصل ماقبل اور فصل ہذا میں قرآن شریف کے اس فریق کا بیان کیا جو قرآن شریف اور حضرت محمد کی نیک خدمات سے مدینہ میں صفحۂ تاریخ پر نمودار ہوا تھا یہ فریق خالص عربوں سے آیا اور قرآن مکی اور حضرت مکی اور اسلام مکی کی پیروی میں جمع ہوا۔ ہم امید کرتے تھے کہ قرآن شریف اس کی اسلامی زندگیاں دنیا کے روبرو پیش کر کے یہود و نصاریٰ کی اسلامی زندگیوں پر زیادہ روشن کر کے اُن کی روشنی میں مدھم بلکہ گل شدہ دکھائیگا مگر جو کچھ ظہور میں آیا ہماری امیدوں کے خلاف آیا۔ اس سے فصل ماقبل کے واقعات پر جو روشنی پڑتی ہی وہ ہماری اِس خوش اعتقادی کو سخت نقصان پہنچاتی ہی جس کا اظہار ہم اِس فصل میں کر چکے ہیں ٭

اب ہمارے روبرو ایک طرف تو پہلی چار فصلوں کی کیفیت ہی دوسری طرف فصل پانچویں اور چھٹی کی کیفیت ہی ان کے تخالف کو ایک طرف دیکھو اور اُن کی تطبیق کی صورت پر دوسری طرف غور کرو تو ہر ایک قرآن دوست کو دونوں باتیں بھاری معلوم دینگی کیونکہ یہ دونوں باتیں ہمارے نزدیک بھی لاحل معلوم پڑتی ہیں ٭

اس کے سوا اگر ہم پانچویں فصل کے واقعات کو خوش اعتقادی سے دیکھیں جیسا کہ ہم نے دیکھا ہی تو فصل ہذا کے حالات ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم فصل مذکور کے واقعات کو دوسری نگاہ سے دیکھیں۔ کیونکہ اگر ہم فصل ماقبل کے واقعات کو خوش اعتقادی سے دیکھیں تو پھر یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آتی کہ قرآن شریف نے مؤمنین قرآن کا وہ بیان کیوں کیا جس کا اظہار ہوا ہی ؟

فصل بالقبل کے واقعات کو جائز قرار دینے سے ہر ایک شخص اِس بات کو سمجھ سکتا ہو کہ چونکہ قرآن شریف نے عربی مؤمنین کے آبائی مذہب اور عقائد و مراسم کی کافی تعظیم و تکریم واجب کر دی تھی جس کے ماننے اور عمل کرنے میں مؤمنین قرآن کو مشکل درپیش آئی +

مزید برآن قرآن مدنی نے کفار عرب کے منشاء کے موافق خلاف قرآن مکی مسیحیت و مسیحیوں کو بھی الزام دیدیا تھا جو مؤمنین قرآن کے خیالات کے موافق تھا ایسے حالات کے درمیان پھر مؤمنین قرآن پر اُن الزامات کا آجانا جنکا پیشتر ذکر آیا ہو ظاہر کرتا ہو کہ مؤمنین قرآن سے قرآن شریف کا مطالبہ اُن مشروعات سے بہت زیادہ تھا جو قرآن مدنی نے شرع کی تھیں +

مؤمنین قرآن کا یہہ قصور ہرگز نہیں مانا جا سکتا کہ وہ کعبہ شریف کی عزت و حرمت کیا نہ چاہتے تھے کعبہ رخی نمازوں سے گریز کرتے تھے۔ حج اور مراسم حج کو مکروہ سمجھتے تھے۔ کعبہ کے ارباب کی پرستش سے بھاگتے تھے اور دیگر عقائد و مراسم سے نافرہی جن کو اُن کے آبا مانتے آتے تھے جن کی قرآن مدنی نے حرمت بیان فرمائی تھی۔ کیونکہ یہہ کل امور وہ بچپن سے مانتے چلے آرہے تھے بلکہ وہ تو اُن کی عزت و حرمت کے ایسے عاشق تھے کہ جب تک اُنہوں نے قرآن میں ان کی عزت و حرمت نہ کرالی تب تک وہ حضرت محمد کی طرف رجوع ہی نہ ہوئے تھے +

پس مؤمنین قرآن کا قصور کوئی اور نہ تھا مگر یہہ کہ وہ مسیحیت و اسلام کی عزت و حرمت کے قائل نہ ہوتے تھے وہ مسیحیت و اسلام کے مسلمات و مصدقات کو قبول نہ کرتے تھے وہ مسیحیوں کی خداپرستی اور مذہبی امامت کو نہ مانتے تھے ان وجوہات سے ان پر وہ ملامتیں کی گئی تھیں جن کا ذکر ہوا ہو اور اگر یہہ سچ ہو تو مدنی قرآن نے جو مسیحیت و مسیحیوں کی اور اُن کے عقائد کی کراہیت بیان فرمائی اور مؤمنین کے آبا کے مذہب و عقائد کی عزت و حرمت بیان کی یہ ہر دو امور مذہبی نگاہ سے دیکھے نہیں جا سکتے نہ وہ کسی درست اعتقاد کی بنیاد قرار پا سکتے ہیں۔ کیونکہ ہر دو امور کو اختیار کرنے سے مؤمنین قرآن کو کوئی مذہبی فائدہ

نہیں پہنچا اور نہ وہ غرض پوری ہوئی جس کے حصول کے لئے یہ ہر دو امور اختیار کئے گئے تھے اور وہ غرض یہ تھی کہ یہہ مؤمنین اسلام اور اس کے مسلمات کو اختیار کریں مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اس کے برعکس وہ اپنے ہی آبائی مذہب پر پختہ ہو گئے اور قرآن مدنی کی مشروعات اُن کی پختگی کا باعث بن گئیں ٭

مندرجہ صدر حالات ہمارے روبرو ہیں ہم اسی قرآن سے اپنے لئے حق کا فیصلہ کر رہے ہیں اسی قرآن شریف میں ایک طرف مسیحی قرآن کی سندات کے ساتھ حق کے مدعی بنے کھڑے ہیں۔ دوسری طرف یہہ مؤمنین ہیں جن کا ذکر ہوا ہے۔ کیا ہم مؤمنین کو مسیحیوں پر فضیلت دے سکتے ہیں؟ اگر ہم ایسا کریں تو بلاشک ہم قرآن شریف سے برا سلوک روا رکھتے ہیں۔ کیا ہم مسیحیوں کی حقانیت و دینی امامت کا انکار کر سکتے ہیں؟ اگر ہم انکار کریں تو ہم مؤمنین سے بڑھ کر قرآن شریف کی نگاہ میں گناہگار ٹھہرینگے پس ازروئے قرآن ہم مسیحیت و اسلام کی حقانیت قبول کرنے اور مسیحی امت کو قرآن کی مقبول و مرحوم و امام ماننے پر مجبور ہیں ٭

باقی قرآن مدنی کی مشروعات رہیں سو ان کی بابت ہم یہہ فیصلہ کرتے ہیں کہ وہ محض پولیٹیکل مشروعات ہیں جن کا قرآن شریف کے مسلمہ مذہب سے کوئی علاقہ نہیں جو ان مشروعات کو مذہبی نگاہ سے دیکھنے والے تا حال مؤمنین قرآن کی مثل ہیں ان سے کسی بات میں بہتر نہیں ہو سکتے ٭

ساتویں فصل

حضرت کے اقوال کی روشنی میں قوم المومنین کا انجام

مسیحیت و اسلام کی تکذیب کرنے سے جو مشکلات خود قرآن شریف سے پیدا ہو سکتی تھیں ان کا خلاصہ ہم نے پیشتر عرض کیا وہ مشکلات مروجہ مذہب کی روشنی میں بلا شک لاحل ہیں مگر ایک مسلم کے روبرو وہی مشکلات نہیں جن کا ذکر کیا گیا ہی بلکہ اور مشکلات بھی ہیں جو علما کے بیان سے اور حدیث شریف کے بعض اقوال سے پیدا ہوتی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ پیشتر اس سے کہ ہم ان کا حل پیش کریں ان کا بھی مختصر ذکر فصل ہذا میں کیا جائے تاکہ آخر میں ہم ان تمام مشکلات کو ایک ہی جگہ حل کر چھوڑیں اور اہل بائبل اور اہل قرآن کے باہم مل جانے کی صورت کو ظاہر کر دیویں +

ہمارے نزدیک یہہ نامناسب بات ہی کہ کوئی شخص قرآن شریف کی تعلیم کے ہر ایک پہلو کا پاس نہ کرکے اور حضرت محمد کے اور آپ کے اصحاب کے حقوق کو نظر انداز کرکے صرف اپنے ہی مفہوم کو ثابت کرنے کی کوشش کرتا رہے ایسے شخص کو کوئی حق بجانب نہیں کہہ سکتا +

افسوس کا مقام ہی کہ ہماری قوم کے بعض علماء ایسی ہی کوشش میں سرگرم ہوئے اُن میں سے ایک سر سید مرحوم تھے جنہوں نے محض یورپ کے فلسفہ کا خیال کرکے اسلام کے حدود کو از حد وسیع کر دیا جس سے قرآن شریف کی تعلیم کا مناسب پاس نہ ہو سکا +

دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے اسلام کا دائرہ اس قدر تنگ کر دیا کہ سوا آپ کے معدودِ چند اصحاب کے باقی تمام قوم اسلام کے حدود سے باہر کر دی گئی - ہمارے نزدیک مرزا صاحب نے بھی اسلام کی قرآنی تعلیم کا پاس نہ کیا مرزا صاحب کی تعلیم اور دعاوی سے جو مسیحی اور محمدی قوم کے حقوق پر سختی روا کی گئی وہ کسی واقف کار سے پوشیدہ

نہیں اگرچہ وہ بھی قرآن وحدیث سے استدلال کرتے رہے تھے +

اسلام واہل اسلام پر صرف ہم کو ہی شکوہ نہیں بلکہ ان کو بھی شکوہ ہے جن کو مسلم ہونے کا دعویٰ ایسا ہی ہے جیسا کہ قوم کو دعویٰ ہے نمونہ کے طور پر ہم ایک دو صاحبان کے اظہار ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ایک صاحب لکھتے ہیں :-

"اب وہی اسلام اور اہل اسلام ہیں کہ ان کی موجودہ حالت پر اس شخص کو جو محبت اسلام سے بھرا ہوا دردمند دل پہلو میں رکھتا ہے خون کے آنسو رلاتی ہے اور بے ساختہ زبان سے نکل جاتا ہے لیبک علی الاسلام من کان باکیا۔ اگر کوئی رونے والا ہے تو چاہیئے کہ اسلام پر روئے لیکن بے سود .... اصول و احکام اسلام میں علمائے اہل اسلام کی آراء کا مختلف و متفاوت بلکہ متضاد و متبائن ہونا کہ مشکل سے دو بیان ایسے ملینگے جو اپنے خیالات و عقائد میں پوری پوری موافقت رکھتے ہوں توحید سے لیکر جملہ اصول و فروع میں ایک مسئلہ بھی ملیگا بالکل وجہ اتفاق ہو۔ اگر تفسیر کلام مجید و فرقان حمید کو اٹھا کر دیکھیئے تو ایک آیہ کی تفسیر میں بائیس بائیس قول ملینگے اور سب ایکدوسرے کے مخالف پس جبکہ قانون اسلام کی شروح کا یہ حال ہو تو پھر کیونکر اختلاف پیدا نہ ہو" رسالہ البرہان لاہور جلد اول نمبر اول صفحہ ۱۹۱۰ +

صرف یہی نہیں بلکہ ہمارے زمانہ سے پیشتر کے نامور علما میں سے نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۲۷۱ میں کچھ ایسے ہی حالات قلمبند فرما گئے ہیں جن کو ریویو آف ریلیجنز مطبوعہ قادیان نے جلد ۷ نمبر ۱ میں ایک دفعہ نقل کیا تھا جو ذیل میں درج ہیں +

ومنجملہ تغییر مردم است آنچہ از ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوعاً آمدہ کہ فرمود آنحضرت صلعم لتتبعن سنن عن قبلکم شبراً بشبر و ذراعاً بذراع حتی لو سلکوا حجر ضب لسلکتموہ قلنا یا رسول اللہ الیہود والنصاریٰ فمن۔ اخرجہ البخاری ومسلم و ترمذی از عبداللہ بن عمرو بن العاص روایت کردہ کہ فرمود رسول خدا صلعم۔ لیاتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ

علانیۃ لیکونن فی امتی من یصنع ذلک و امروز مصداق اتم این خبر در اسلامیان موجود و مشہود است۔ یعنی علامات صغریٰ ہیں، سے ایک لوگوں کی حالت کا بگڑ جانا ہے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ تم اپنے سے پہلے لوگوں کے عادات کی پوری پیروی شروع کر دو گے یہاں تک کہ اگر اُن میں سے کوئی سوسمار کی سوراخ میں داخل ہوا تو تم بھی ایسا ہی کرو گے دریافت کیا گیا کہ وہ تو یہودی اور نصاریٰ ہیں۔ آپ نے جواب دیا اگر یہود و نصاریٰ ہیں تو پھر کیا ہوا یعنی تم بھی انہی کے عین مشابہ ہو جاؤ گے۔ ترمذی میں ہے کہ میری اُمت پر ایک زمانہ میں وہی حالت وارد ہو گی جو بنی اسرائیل پر وارد ہوئی تھی اور دونوں ایسے مشابہ ہو جائیں گے جیسے ایک جوتی دوسری جوتی کے مشابہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر اُن میں کسی نے محرمات کے ساتھ جماع کیا تو وہی فعل تم بھی کرو گے۔ اس کے بعد صدیق حسن لکھتا ہے۔ امروز مصداق اتم این خبر در اسلامیان موجود و مشہود است یعنی ان احادیث کا پورا مصداق آجکل کے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ پھر ایک اور حدیث میں ہے۔ سیاتی علی الناس زمان ما یبقی من القرآن الا رسمہ ولا من الاسلام الا اسمہ مساجدہم عامرۃ وہی خراب من الہدیٰ۔ فقہاء ذلک الزمان شر فقہاء تحت ظل السماء منہم خرجت الفتنۃ والیہم تعود اخرجہ البیہقی و ابن عدی۔ یعنی لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا قرآن میں سے سوائے نقش کے اور کچھ باقی نہ رہیگا اور اسلام کا صرف نام ہی رہ جائیگا۔ مسجدیں آباد ہونگی مگر ہدایت سے ویران ہونگی اور اُس زمانہ کے علماء بدترین خلائق ہونگے اُن میں سے ایک فتنہ نکلیگا جو پھر انہی کی طرف لوٹیگا۔ صدیق حسن خان اس حدیث کو صفحہ ۲۶۹ پر نقل کر کے لکھتا ہے۔ گویم مصداق تام این حدیث زمانہ ماست یعنی اس حدیث کا پورا مصداق ہمارا زمانہ ہے۔ صدیق حسن خان اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ اُس کے زمانہ کے علماء بدترین خلائق تھے اور یہودیوں کے تمام صفات اِن لوگوں میں جمع ہو گئے تھے۔

جو غیر متعصب مسلم اوپر کے بیان پر غور کرتا ہے اس کی حیرت کی کچھ انتہا نہیں رہتی اور خاصکر جب علمائے دین کے فیصلوں پر سوچتا ہے تو اُس کی آنکھوں کے روبرو دنیا تاریک ہو جاتی

ہی وہ اسلام کی حقانیت کو شبہ کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہی۔ اسے اپنی عاقبت کی بابت سخت فکریں ستانے لگتی ہیں۔ اس کی سمجھ میں یہہ بات نہیں آتی کہ آخر مدعیان اسلام کے دعووں کا کیا مطلب ہی؟ ان کی بابت کیا فیصلہ کیا جائے؟ اگر علمائے قرآن کی آرا کا پاس کیا جاتا ہی تو مشکل سے بری نہیں ہوتے اگر نہیں کیا جاتا تو مشکل سے رہائی نہیں +

اگر قرآن شریف کی تعلیم کا پاس کیا جاتا ہی تو حقائق ایسے رونما ہوتے ہیں کہ جو قوم کے مذاہب و عقائد کے خلاف ہیں اور قوم کے مذاہب و عقائد کا خیال کیا جاتا ہی تو وہ بھی قرآن شریف کے موافق نہیں ثابت ہوتے اور اس پر وہ باہم مخالف و متضاد ہیں اس پر سب سے بھاری مشکل یہہ ہی کہ اسلام دوست اصحاب ایسے حال میں اصلاح کرنے کو تیار نہیں اگر کوئی کرتا ہی تو قوم اور قوم کے علما اس کی امداد کرنے کو تیار نہیں ہو سکتے۔ پس اس قسم کے خیالات ایک باخبر مسلم کو سخت پریشان کرتے ہیں +

اس کے علاوہ حدیث شریف کی مشکلات اسے ستاتی ہیں بعض اقوال اوپر مذکور ہو چکے ہیں اور چند ایک حدیثوں کو ہم نقل کرتے ہیں لکھا ہی:۔

روایت ہی کہ فرمایا حضرت فاطمہ علیہ السلام نے کہ میں نے ایک روز حضرت سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا کیا کلام فرمائے؟ ارشاد کیا کہ اللہ نے میری امت کی چند شکایتیں فرمائیں +

۱۔ یہہ کہ میں رزق و روزی بندگان کا ضامن ہوں اور تیری امت اس ضمانت پر اعتماد نہیں کرتی +

۲۔ یہہ کہ تیری امت کے واسطے میں نے جنت بنائی ہی مگر وہ رغبت اس طرف نہیں کرتی ہی +

۳۔ دوزخ ان کے دشمنوں کے لئے بنا ہی اور امت تیری ساعی اسی میں جانے کی ہی +

۴۔ خلوت میں گناہ کرتی ہی اور مجھ سے نہیں شرماتی اور بندوں سے بخوف ملامت ڈرتی ہی +

۵۔ میں کل کا کام اس سے آج نہیں لیتا اور وہ برسوں اور مہینوں اور ہفتوں کا رزق مجھ سے طلب کرتی ہے+

۶۔ میں روزی اُس کی کسی دوسرے کو نہیں دیتا اور وہ میری عبادت وطاعت غیر کو دیتی ہے اور غیر کو میری عبادت میں شریک کرتی ہے+

۷۔ تیری اُمت غیر سے عزت چاہتی ہے حالانکہ عزت دینے والا میں ہوں+

۸۔ نعمت میں دیتا ہوں شکر غیر کا کرتی ہے+

۹۔ میں ان کی نافرمانی کی شکایت اپنے فرشتوں سے نہیں کرتا اور امت تیری اندک رنج وملال میں لوگوں سے میری شکایت کرتی ہے+

تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا چھاپہ نولکشور جلد دوم صفحہ ۸۰ تفسیر حسینی جلد دوم سورہ نجم پر صفحہ ۲۰۸+

مزید براں اور دیکھئے لکھا ہے+

إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔ اِتَّخَذُوْٓا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ جب آویں تیرے پاس منافق کہیں کہ ہم قائل ہیں کہ تو رسول اللہ ہے اور اللہ جانتا ہے کہ تو رسول اس کا ہے اور اللہ یہ بھی گواہی دیتا کہ منافق کاذب ہیں۔ اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے منافقون۔ اسکے علاوہ حضرت محمد صاحب نے بھی کلمہ گو صاحبان کے حق میں کہا ہے+

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیأتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیة لکان فی امتی من یصنع ذلك وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وستفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلہم فی النار الا ملة واحدة قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی۔ (رواہ الترمذی وقال حسن وغریب) یعنے میری امت کے

لوگوں پر وہی آویگا جو بنی اسرائیل پر آیا مطابق ہونگے ان کے یہانتک کہ اگر کسی نے ان میں سے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ صحبت کی ہو تو میری امت میں بھی کوئی شخص پیدا ہو جائیگا کہ وہ ایسا کام کریگا اور بنی اسرائیل ۷۲ فرقے ہو گئے۔ میری امت ۷۳ فرقے ہو جائیگی۔ سب آگ میں جائینگے مگر ایک ملت والے۔ صحابہ نے پوچھا کہ وہ کون ہیں اے رسول خدا کے فرمایا وہ طریقہ جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ احمد اور ابو داؤد کا لفظ معاویہ سے یوں ہی +

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا ان من کان قبلکم من اھل الکتاب افترقوا علی ثنتین وسبعین ملۃ وان ھذہ الامۃ ستفترق علی ثلث وسبعین فرقۃ ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ۔ یعنی ہم میں آنحضرت خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے اور فرمایا خبردار رہو کہ تم سے پہلے جو اہل الکتاب تھے وہ بہتر فرقے ہوئے اور قریب ہی کہ یہ امت ۷۳ فرقے ہو جائیگی۔ ۷۲ آگ میں جائیں گے اور ایک جنت میں اور وہ جماعت ہے (اور ان کا شمار ستر ہزار ہوگا جیسا کہ لکھا ہی۔ اَبُوھُرَیْرَۃَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا زُمْرَۃٌ مِّنْھُمْ عَلٰی صُوْرَۃِ الْقَمَرِ۔ مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ داخل ہونگے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار وہ ایک ہی گروہ ہیں چاند کی صورت پر۔ مشارق الانوار حدیث ۱۶۰) +

بیہقی نے افتراق امت کی حدیث کو حسن صحیح کہا ہی اور حاکم اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیحین میں اس مضمون کی حدیث ابوہریرہ سے روایت کی ہی اور حاکم نے کہا ہی کہ اصول میں یہ ایک بڑی حدیث ہی۔ سعد ابن ابی وقاص اور عبداللہ ابن عمر ابن عاص اور عوف ابن مالک نے مثل اس کی روایت کی ہی۔ اور بقول مؤلف مقاصد حسنہ انس اور جابر اور ابو امامہ اور ابن مسعود اور حضرت عمر اور حضرت علی اور عویمر اور ابو درداء اور واثلہ اور عبد ابن عمر اور معاویہ سے بھی اس مضمون کی روایتیں آئی ہیں۔ مذاہب الاسلام صفحہ ۲ و ۳ +

اس کے علاوہ یوں بھی لکھا ہی۔ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ کُلُّھُمْ یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی الاخر۔ رواہ ابو داؤد و ترمذی

تحقیق ہونگے بیچ امت میری کے تیس کاذب جو ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعوی کریگا اور میں ختم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ روایت کیا اسے ابو داؤد اور ترمذی نے پھر یہہ کہ حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ (مشکوۃ) یعنے ظاہر ہونگے قریب تیس دجالوں کے اور ہر ایک ان کا رسالت کا مدعی ہوگا۔ از منارۃ المسیح +

ایک اور قول حضرت کا سنئے لکھا ہے +

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ میں نے رسول اللہ کے چہرہ مبارک پر غم اور حزن کے آثار نمودار دیکھے اسی حالت میں انا للہ وانا الیہ راجعون پکار اٹھے میں عرض کی یا رسول اللہ صلعم انا للہ وانا الیہ راجعون آپ نے کیوں پڑھا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی میرے پاس جبرائیل آیا۔ اور یہی کلمہ پڑھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہہ کلمہ کیوں پڑھا تو جبرائیل نے کہا کہ تیری امت تیرے بعد بہت قلیل عرصے (زمانہ) میں فتنہ میں مبتلا ہونے والی ہے۔ میں نے کہا کہ کیا کفر کا فتنہ ہوگا یا ضلالت کا۔ تو اس نے کہا سب باتیں ہونگی میں نے کہا کہ یہ سب باتیں کہاں سے پیدا ہونگی۔ حالانکہ میں ان میں قرآن شریف چھوڑ جاؤنگا کہا کہ قرآن شریف کے ذریعہ گمراہ ہونگے ..... کیونکہ سب سے پہلے قرآن پڑھنے والوں اور امیروں کی طرف سے یہہ ناشائستہ کام وقوع میں آئیگا وجہ یہ کہ امیر لوگوں کے حقوق تلف کرینگے بلکہ ان کو قتل کر دیا کرینگے اور قرآن کے جاننے والے علما امیروں کی خواہشوں کی پیروی کرینگے اور گمراہی میں ترقی کرینگے اور باز نہیں آئیں گے (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۵۶)۔ تفسیر القرآن بالقرآن مصنفہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان صفحہ ۱۳۱-۳۲ +

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاھُھُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ یَا جِبْرَئِیْلُ قَالَ ھٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِکَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَیَنْسَوْنَ اَنْفُسَھُمْ رَوَاہُ فِیْ

شَرحِ السُّنَّةِ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَفِی رِوَایَةٍ قَالَ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِکَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَقْرَءُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ وَلَا یَعْمَلُوْنَ + اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا میں نے شب معراج میں کتنے ایک شخصوں کو کہ کترے جاتے ہیں ہونٹ اُن کے آگ کی مقراضوں سے کہا میں نے کہ کون ہیں یہہ اے جبرائیل کہا یہہ لوگ علمار اور واعظ او مشایخ ہیں امت تیری کے کہتے تھے لوگوں کو ساتھہ نیکی کے اور بھولتے تھے اپنی ذاتوں کو یعنی آپ عمل نہ کرتے تھے اور لوگوں کو حکم کرتے تھے عمل کرنیکا نقل کی یہہ بغوی نے شرح السنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور بیہقی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ کہا واعظ ہیں تیری امت میں سے وہ کہ کہتے تھے وہ چیز کہ نہیں کرتے تھے اور پڑھتے تھے کتاب اللہ اور نہیں عمل کرتے تھے + **ف** یہہ سزا بسبب نہ عمل کرنے اُن کے ہوگی جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اتأمرون الناس بالبر وَتَنْسَوْنَ

پھر لکھا ہے وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَیْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ اَفْلَحَ مَنْ کَفَّ یَدَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وائے ہے واسطے عرب کے شر سے کہ نزدیک پہنچے **ف** ع یعنی ظہور اُس کا اور کہا طیبی نے کہ مراد اُس سے واقعہ حضرت عثمان کا اور حضرت علی اور اور معاویہ کا ہے کہتا ہوں میں یا مراد اس سے قضیہ یزید پلید کا ہے ساتھہ حضرت امام حسین رض کے اور یہہ قریب تر ہے معنی میں اِس لئے کہ شر اُس کی ظاہر ہے نزدیک ہر عرب وعجم کی **ت** نجات پائی اور مطلب باب ہوا وہ شخص کہ بند رکھا ہاتھہ اپنا نقل کی یہہ ابو داود نے +

پھر لکھا ہے وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی الْاَئِمَّةَ الْمُضِلِّیْنَ وَاِذَا وُضِعَ السَّیْفُ فِیْ اُمَّتِیْ لَمْ یُرْفَعْ عَنْهُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ اور روایت ہے ثوبان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا اس کے نہیں ڈرتا ہوں میں اوپر امت اپنی کے سرداروں

گمراہ کرنے والوں سے ف ح یعنی لوگوں کو بسبب گمراہی اپنی کے اس لئے کہ ضرور اُن کی گمراہی کا اکثر اور بدتر ہے اوروں کے گمراہی سے ف اور جب رکھی جاویگی تلوار امت میری میں یعنی قتل واقع ہوگا نہیں اُٹھائی جاویگی اُن سے قیامت تک +

پھر لکھا ہے وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ یعنے ابوہریرہ سے روایت ہے کہا کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت کی ہلاکت اوپر کتنے ہاتھوں نوجوانوں کے ہے قریش میں سے روایت کی یہہ بخاری نے مظاہر الحق جلد ۴ کتاب الفتن +

مندرجہ صدر احادیث قسم مذکور کی احادیث میں سے صرف بعض ہیں اگر کل اسی قسم کی احادیث یکجا جمع کی جائیں تو اُن کا مجموعہ بجائے خود ایک رسالہ بن جائے۔ یہہ احادیث ایک مسلم کے دل میں دینی مشکلات میں اچھا خاصہ اضافہ کرتی ہیں +

مندرجہ صدر احادیث پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ احادیث مذکور فصل ماقبل کے قرآنی بیان کے موافق ہیں +

اِن احادیث میں جو الزام آئے ہیں وہ نہ صرف صحابہ کی امت پر محدود ہیں بلکہ قریباً کل امت تک وسیع ہیں +

احادیث نے جن گناہوں کا ذکر کیا ہے وہ گناہ کچھ اسی قسم کے ہیں جو مومنین قرآن کے بیان ہوئے ہیں۔ آنے والی امت میں گناہوں کی زیادہ کثرت دکھائی ہے +

اِن احادیث سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ حضرت محمد اپنی امت سے ناخوش تھے آپ کی ناخوشی کے باعث امت کے وہ حالات تھے جو بیان ہوئے ہیں +

اِن تمام باتوں سے بڑھ چڑھ کر یہہ بات بھی ظاہر کی گئی ہے کہ قرآن شریف اُمت کے لئے موجب ہدایت نہیں مانا گیا یہہ حدیث قدسی کا مطلب آیا ہے اس سے ہم مذکورہ بالا احادیث کے تمام مطالب کو قرآن مدنی کی مشروعات سے تطبیق دے سکتے ہیں کیونکہ ہم دکھا چکے ہیں کہ قرآن شریف میں جو مشکلات پیدا ہوئی ہیں وہ مدنی قرآن کی مشروعات سے ہوئی

ہیں اُنہیں مشروعات سے صحابہ اور بعد کی امت کا مذہبی رخ بدلا۔ اُن مشروعات کے سوا قرآن عربی میں تا حال کوئی چیز نہیں جس سے امت محمدیہ گمراہ ہو سکے +

اِن احادیث سے یہہ بات بھی ظاہر ہی کہ مومنین قرآن جو کچھ کرتے تھے گو حضرت محمد کو اس کا علم تھا مگر وہ حضرت محمد اور آپ کے پاک خدا کی رضا و رغبت سے نہ کرتے تھے۔ اِس سے قرآن مدنی کی مشروعات پر ضرور شبہ قائم ہوتا ہی کہ وہ مشروعات حضرت محمد کی معرفت مومنین قرآن تک نہ پہنچی تھیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اقوال مذکور میں امت محمدیہ کا شکوہ خود حضرت محمد کو ہرگز نہ ہوتا اور یہ بات ظاہر ہو چکی ہی کہ قرآن عربی کے متن میں مدنی مشروعات کے سوا اُمت کو خطرہ میں مبتلا کرنے والی کوئی شے پائی نہیں جاتی ہی +

احادیث مذکور کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہی:-

امت مذکور کا نقصان قریش کے جوانوں سے منسوب کیا گیا ہی +

اِس نقصان کے باعث مجموعی طور سے عرب مانے گئے ہیں +

امت مذکور کا ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہونا اور صرف ایک فرقہ کا ناجی ہونا ظاہر کیا گیا ہی مگر یہہ قرآن شریف کے خلاف ظاہر کیا گیا ہی +

اِس اُمت کے لئے قرآن شریف موجب ہدایت نہیں مانا گیا +

اِس امت کو گمراہ کرنے والے اسی امت کے سردار۔ علما۔ مشائخ مانے گئے ہیں +

اِس امت میں باہمی کشت و خون کی خبر موجود ہی +

اِس میں ۳۰ دجالوں کی تولید کا اظہار کیا گیا ہی +

حضرت کے ایام میں یہ امت ۹ گناہوں میں مبتلا تھی +

اس امت کی مشابہت یہود سے ظاہر کی گئی ہے +

جس امت کی شکایات آئی ہیں وہ یا تو حضرت کے ہی زمانہ کی امت ہی یا خلفاء راشدین کے زمانہ کی امت ہی یا صحابہ کے بعد ہمارے زمانہ تک کی امت ہی۔ پس ہمارے زمانہ کے علماء کا اسلام پر اور اہل اسلام پر افسوس کرنا اِس بات کی دلیل نہیں کہ صرف ہمارے زمانہ

کے اہل قرآن یا صدیق حسن خان صاحب کے زمانہ کے اہل قرآن زیادہ قصوروار تھے بلکہ اہل قرآن کا حال حضرت محمد کے زمانہ میں بھی کچھ بہتر نہ تھا +

جب ہم قرآن شریف کے مسیحیوں کو امت مذکور کے مقابل کھڑا کرتے ہیں اور اپنے زمانہ کے علمار کے مسیحیوں کے حق میں فیصلے سُنتے ہیں تو امت مذکور کو مسیحیوں پر ترجیح دینے کا خیال باقی نہیں رہتا اور نہ امت مذکور کے عملی مذہب کا جس پر ہمارے زمانہ کے علما شاکی ہیں اعتبار قائم رہتا ہی اور ساتھ ہی امت مذکور کے عقائد و مراسم کا اعتبار خطرہ میں مبتلا ہو جاتا ہی جس سے ہر ایک مسلم کی مشکلات انتہا کی راہ دکھانے لگتی ہیں۔ اِسے دیکھ کر ہر ایک اسلام دوست کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں قوم کے مذہب پر بقول البرہان آنسوؤں کی جھڑی لگا دیتی ہیں اور قرآن شریف و حدیث شریف کی روشنی میں قوم کی عزت و حرمت معرضِ خطر میں نظر آنے لگتی ہی اور اس کے سوا چارہ نظر نہیں آتا کہ امت مذکور کو اسی نگاہ سے دیکھیں جس سے قرآن شریف و حدیث شریف نے دیکھا تھا +

سب سے دکھ دہ امر حدیث قدسی میں بیان کیا گیا ہی اُس میں قرآن شریف امت مذکور کی ہدایت کا موجب ظاہر نہیں کیا گیا۔ امت کے سرداروں اور عالموں پر سخت الزام دیا گیا ہی اور پھر ۳۰ دجالوں کی تولید اسی امت میں محدود فرمائی گئی ہی یہ کل ایسے امور ہیں جن سے کسی مسلم کے دل کو تسلی نہیں ملتی +

نصاریٰ کی مشابہت کو امت مذکور کا گناہ خیال کرنا بھی قابل افسوس امر ہی جسے دیکھ کر ایک مسلم کے دل کو زیادہ رنج ہوتا ہی کیونکہ وہ اس بات کو دیکھتا ہی کہ قرآن شریف کی رو سے امت مذکور کا نصاریٰ سے مشابہ ہونا اس کی عزّت و تعظیم کا موجب ثابت ہو سکتا ہی قرآن شریف امت مذکور سے خود نصاریٰ کی مشابہت طلب فرما چکا ہی دیکھو چوتھی فصل دفعہ اول کو۔ پس مندرجہ صدر بیان قرآن شریف کے ہمراہ مؤمنین قرآن کو اطاعت قرآن کے ثواب سے الگ کر کے اطاعتِ قرآن کا کل ثواب مسیحی امت کی مِلک کر دیتا ہی +

پھر کیا حضرت محمد کی امت قرآن شریف کے ثواب سے بالکل محروم ہو گئی؟ ہرگز نہیں ہم نے

پیشتر ظاہر کیا کہ قرآن شریف کی مقبولہ و مرحومہ امت مسیحیوں کی تھی جو قرآن شریف کو جانتی اور مانتی تھی حضرت محمد کی مسیحی رسالت کی قائل تھی اُسی اُمت کی معرفت قرآن شریف کی وہ صداقتیں جن کا ذکر ابتدائی فصلوں میں ہوا محمدی امت کے ورثہ میں آئیں۔ محمدی امت نے باوجود خطاکار ہونے کے اُن کو قبول فرمایا۔ اُن کی اپنی جان برابر حفاظت کی اُن صداقتوں کی سچائی نہ صرف اسی امت نے خود تسلیم کی بلکہ ہر زمانہ میں یہی محمدی قوم اوروں سے تسلیم کراتی آئی۔

ہمارے زمانہ میں محمدی قوم اُن تمام صداقتوں کی جن کا ذکر ہوا اور جو بالتفصیل قرآن شریف میں موجود ہیں جائز طور سے وارث ہی۔ پس گو قرآن شریف اور حدیث شریف میں قوم کے بے وفا افراد پر جائز طور سے ملامتیں آئیں مگر محمدی قوم اسپر بھی قرآن شریف کی اطاعت کے ثواب سے بالکلیہ محروم نہیں سمجھی جاسکتی اس کے بیوفا بیوفا ہیں اور اس کے وفادار وفادار ہیں۔ حضرت محمد نے احادیث میں اور قرآن شریف میں اپنی امت کی بیوفائیوں کا جو خاکہ کھینچا ہی اس سے حضرت محمد کی اسلامی اُلفت و غیرت اور سچائی و صداقت خوب ظاہر ہوتی ہی یہہ محمد کی کی کم سچائی نہیں کہ آپنے اپنی امت کی سیاہ تصویر کھینچنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی اور اسپر محمدی امت کی وفاداری دیکھو کہ وہ اسے اپنا نبی رسول مانتی آئی ہی +

ایسی قوم سے کون یہہ امید کرسکتا ہی کہ وہ قرآن و حدیث کی نہ سنے۔ کون یہہ امید کرسکتا ہی کہ وہ موافق قرآن اہل حق کو اور تمام سچائی کو جو ظاہر ہو چکی ہے قبول نہ کرے۔ جو اس کی خیر کے طالب ہیں اُن کی توقیر نہ کرے۔ جو قرآن شریف نے مسیحیت و اسلام اور مسیحیوں اور مسلموں کی توقیر کی ہی اس سے روگردانی کرے؟ ہم ہرگز اپنی قوم کو ایسی نہیں سمجھتے۔ مگر ان کو جو قرآن و حدیث شریف کے خلاف حق کی تکذیب کرتے رہتے ہیں الزام دیا جاسکتا ہی +

مندرجہ صدر بیان سے ہم یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اہل قرآن نے جو آجتک مسیحیت اور اس کے مسلمات و مصدقات کی تکذیب کی اور قوم کے عملی مذہب اور اُس کے مسلمات و مصدقات کی تصدیق فرمائی لاعلمی اور بے خبری سے کی مگر قرآن و حدیث سے جو حق ظاہر ہو چکا ہی اس کی تکذیب قوم کے علما ہرگز نہیں کرینگے بلکہ ہم کو قوی امید ہی کہ قوم کے پیشوا اس کی عزت و تعظیم

کرینگے کیونکہ محمدی قوم ایسے اہل حق سے کبھی خالی نہیں پائی گئی۔ کیا محمدی قوم کی حق پسندی کا یہہ کم ثبوت ہی کہ وہ اس تمام صداقت کو جو ظاہر ہوئی اپنے ہمراہ لئے آئی اور اُس کے آگے اپنی اطاعت کی گردن جھکانے کو ہر وقت تیار رہی ہی+

آٹھویں فصل

قوم المومنین کے افراد کی زبانی امت صحابہ کا بیان

ہماری قوم نے جو مذہب اختیار کر رکھا ہی جس کی بابت قوم اپنے ہر ایک فرزند کو یہہ سکھاتی آئی ہی کہ اس کا یہہ مذہب قرآن وحدیث صحیحہ سے اخذ کیا گیا ہی در حقیقت امت صحابہ کا قرآن سے اخذ کیا ہوا مذہب ہی جسے قوم پشت در پشت اپنے عمل میں زندہ رکھتی چلی آئی ہی اور صحابہ کی اُمّت وہ تھی جس کا ذکر قرآن وحدیث نے کیا ہی اسلئے اہل قرآن کے عملی مذہب پر سب سے پہلے شبہ ان کے مسلمات کی بنا پر قائم ہوتا ہی کیونکہ جبکہ قرآن وحدیث نے مومنین کو قابل امامت نہیں چھوڑا تو قرآن وحدیث سے اخذ کیا ہوا ان کا مذہب جیسا کہ کسی کو دینی خطرہ میں مبتلا کر سکتا ہی وہ کسی روشن ضمیر پر پوشیدہ نہیں ٭

مزید برآں مومنین میں اگر اعتماد کے قابل افراد ہو سکتے تھے تو وہ حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے تھے حضرت محمد کی وفات کے بعد حضرت محمد کے عزیز خلفار کے ساتھ جو مومنین نے سلوک کئے وہ خود اس بات پر شاہد ہیں کہ مومنین حضرت کے خلفا سے کبھی خوش نہیں ہوئے اور نہ وہ کسی واحد مذہب پر رہے بلکہ ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو گئے جن میں سے ہر ایک فرقہ کا مذہب مختلف تھا ٭

سب کو معلوم ہی کہ حضرت محمد مدینہ میں ۱۳ دن علیل رہکر ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ مقرر ہوئے اور دو برس چار مہینہ خلافت کی اور وفات پائی محققین کہتے ہیں کہ آپ کی وفات کا باعث یہہ تھا کہ کسی نے آپ کو زہر دیدیا تھا ٭

حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر خلیفہ ہوئے مدت خلافت دس برس چھ مہینہ تھی آپ کو

فیروز ابو لولوہ نے قتل کیا۔ البیان سنہ عدد ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ صفحہ ۱۱۰ +

حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان خلیفہ ہوئے مدت خلافت آپ کی بارہ برس چند روز کم تھی آپ کو محمد بن ابی بکر نے اور دیگر مؤمنین نے قتل کیا۔ البیان۔ ایضاً صفحہ ۱۱۹۔ عثمان کے بعد حضرت علی خلیفہ ہوئے آپ کی مدت خلافت چار برس نو مہینہ پر ختم ہوئی۔ آپ کو عبد الرحمن بن ملجم مرادی نے قتل کیا یہہ واقعہ سترھویں رمضان سنہ ۴۰ ہجری کا ہی البیان صفحہ ۱۲۹ و مذاہب الاسلام صفحہ ۲۳۴ +

حضرت محمد کی وفات پر جو مؤمنین پیچھے چھوڑے گئے تھے اُن کی مندرجہ قرآن و حدیث کیفیت اِس بات کی متقاضی تھی کہ وہ حضرت محمد اور قرآن ہی کے ساتھ خوش اعتقاد نہ ہوں چنانچہ مؤمنین قرآن نے حضرت محمد کی وفات پر جو طوفان بے تمیزی برپا کیا وہ کسی کے خیال سے فراموش نہیں کیا جا سکتا مگر افسوس کہ یہہ طوفان حضرت محمد کی وفات پر ختم نہ ہو گیا اس کے خوفناک سیلاب خلفائے راشدین تک پہنچ گئے مؤمنین نے اپنے ہاتھ بزرگ خلفاء کے خون سے رنگے +

ناظرین تامل فرما کر سوچیں کہ مؤمنین نے کیوں خلفائے راشدین کو اپنی موت سے مرنے نہ دیا۔ کیوں خلفاء کی جانوں کو اسلام کی سلامتی سے محروم کیا۔ کیوں حضرت محمد کے عزیز و اقارب پر مؤمنین نے ترس نہ کھایا درحالیکہ وہ دین و دنیا کے بہتر امام تھے جو قرآن شریف اور حضرت محمد کی محنتوں سے پیدا ہوئے تھے +

جہانتک غور و فکر سے کام لیا جا سکتا ہے وہاں تک یہی امر معلوم ہوتا ہی کہ وہ مؤمنین کے مذہب و عقائد پر نہ ہونگے وہ مؤمنین کو دین اسلام ہی پر لانے کی کوشش کرتے ہونگے۔ ان کا دین اسلام ضرور مسیحیت کا ہی بدل ہوگا مؤمنین کو اسلام ہی سے الفت نہ تھی اِس لئے مذہبی مخالفت کی بنا پر مؤمنین خلفاء سے ناراض ہو جاتے ہونگے اور ان کو جب یہہ معلوم ہوتا ہوگا کہ ہر ایک خلیفہ بااختیار ہو کر مسیحیت یعنے اسلام پر لوگوں کو مجبور کرتا ہی تو مخالف مؤمنین اسے قتل کرنے کی ٹھانتے ہونگے +

ہم یہہ بات دکھا چکے ہیں کہ خلفاء راشدین کمی بیشی سے مسیحیت کا شرف حاصل کرچکے تھے اور کسی پولیٹیکل خیال سے بعض خلفاء مدینہ میں ملت حنیف کی عزت و حرمت میں بھی ساعی ہو چکے تھے مگر خلفاء کا یہہ زمانہ اُن کے کلی اختیار کا زمانہ نہ تھا ان کے لیئے یہہ ممکن تھا کہ اختیار کلی پاکر ملت حنیفہ اور اسکے مسلمات و مقبولات مسلمہ قرآن مدنی کو اس نگاہ سے دیکھیں جس نگاہ سے وہ مکہ شریف میں اُن کو دیکھا کرتے تھے لہذا یہہ ممکن ہی کہ مومنین اپنے مدنی حقوق کا پاس کرکے خلفاء کے خلاف ہوجاتے ہوں اور اُن حقوق کو ہاتھ سے دینے سے جو وہ مدنی قرآن میں حاصل کرچکے تھے اپنے لیئے شرمندگی سمجھتے ہوں +

غرضیکہ حضرت محمد کے عزیز و اقارب اور بہترین اُمت کے ساتھ مومنین نے وہ برتاؤ ضرور کیا جو غیر مسلموں کے ساتھ بھی روا نہ کیا گیا تھا۔ اب دینی امامت پر سوچو۔ دینی امامت انہیں کے ہاتھ آگئی جنہوں نے حضرت کے خلفاء کے ساتھ جور و ظلم روا رکھے تھے۔ کیا ہم مسلم ان کی امامت کو ان کے اخذ کیئے ہوئے دین کو اور دینی مسائل کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں؟ کیا ہم حضرت محمد کے خلفاء کے مخالفوں کو جنہوں نے خلفاء کا خون بہایا اپنے دینی امام سمجھیں۔ کیا اس سے حضرت محمد کی روح خوش ہوگی؟ ہرگز نہیں +

حضرت محمد کے خلفاء کے ساتھ مومنین نے جو سلوک کیا واقعی وہ ہمارے لیئے سخت افسوس کا باعث ہی۔ مگر قوم کے بزرگوں نے اور بعض فرقوں کے ہادیوں نے اِس سے بھی بڑھکر خلفاء کے ساتھ بدسلوکیاں روا رکھی ہیں جن کا خلاصہ ہم سخت افسوس سے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وہو ہذا +

۱۔ فرقۂ سبائیہ۔ اس فرقہ کا بانی عبداللہ بن وہب بن سبا معروف بہ ابن السودا ہیں۔ یہہ شخص ۳۳ ہجری میں حضرت عثمان کی وفات سے بیشتر برپا ہوا اور کثیر التعداد مومنین اس کی پیروی میں جمع ہوگئے۔ اس شخص نے حضرت علی کی خلافت کی طرفداری میں عثمان کو قتل کروایا اور اس کے شاگردوں کا صحابہ کی بابت یہہ اعتقاد تھا کہ امامت کے حقدار صرف حضرت علی ہیں۔ اور اس کے تمام مرید باقی صحابہ کو ظالم۔ غاصب بلکہ کافر

ومنافق بتاتے تھے شیعہ تبرائیہ یا شیعہ سبّیہ انھیں لوگوں کو کہتے ہیں۔ مذاہب الاسلام صفحہ ۸۶ و ۸۸ +

۲۔ کاملیہ۔ ابو کامل کے متبع ہیں۔ یہہ شخص سب صحابہ کو کافر بتاتا تھا۔ ایضاً صفحہ ۹۰ +

۳۔ مغیریہ۔ مغیرہ بن سعید عجلی کے اصحاب ہیں۔ یہہ شخص صرف حضرت علی کی طرف سے خوش اعتقاد تھا باقی اصحاب سے سخت بدظن تھا صفحہ ۹۰۔ ۹۱ +

۴۔ منصوریہ۔ یہہ فرقہ ابو منصور عجلی کا پیرو ہے۔ اور حضرت علی کی طرف سے خوش اعتقادی اور حضرت ابوبکر عمر حضرت عثمان و معاویہ وغیرہ کا قائل دشمنی مانتے ہیں +

۵۔ خطابیہ۔ یہہ لوگ ابوالخطاب محمد بن ابوزینب اسدی الاجدع کے پیرو ہیں اور مانتے ہیں۔ کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا الْبَقَرَۃَ۔ یعنے اللہ فرماتا ہے تم کو کہ ذبح کرو ایک گائے۔ بقرہ سے مراد ام المؤمنین عائشہ ہیں۔ اور خمر و میسر سے مراد حضرت ابوبکر و عمر ہیں۔ اور جبت و طاغوت سے مراد معاویہ بن ابوسفیان و عمرو بن العاص ہیں صفحہ ۹۴ +

پھر زید کے ہمراہ ۱۲۱ھ ہجری و ۱۲۲ھ ہجری میں تیس ہزار شیعہ تبرائیہ موجود تھے جو صحاب کی ہجو کیا کرتے تھے صفحہ ۱۴۱ +

۶۔ جارودیہ۔ یہہ فرقہ ابو جارود زیاد بن منذر عبدی کا تابع ہے۔ اور اس جارود کا قول ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نص کی تھی امامت حضرت علی پر ساتھ وصف کے نہ ساتھ نام کے صحابہ نے جو بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی سے مخالفت کی ان کو اپنا امام نہ مانا وہ کافر ہو گئے صفحہ ۱۴۵۔ اور یہی اعتقاد فرقہ دکینیہ کا ہے ص ۱۴۵-۱۴۶

۷۔ سلیمانیہ۔ طلحہ اور بی بی عائشہ۔ اور حضرت عثمان کی تکفیر کرتے ہیں صفحہ ۱۴۶ +

۸۔ نعیمیہ۔ یہہ فرقہ حضرت عثمان کو کافر یقین کرتا ہے صفحہ ۱۴۷ +

۹۔ فرقہ یعقوبیہ۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی امامت کے منکر ہیں اور بعض تبرا کرتے ہیں صفحہ ۱۴۷ +

۱۰۔ بدائیہ۔ یہہ فرقہ مانتا ہے کہ خلافت خلفائے ثلثہ سے اللہ راضی نہیں ہوا لیکن پشیمان ہوا ص ۱۵۷

۱۱۔ خارجیہ۔ یہہ گروہ ۳۳؁ ہجری میں پیدا ہوا اور تمام اصحاب اور احادیث کی متابعت سے منکر ہو کر صرف قرآن کا معتقد رہا صفحہ ۱۶۸۔ ۱۶۹+

۱۲۔ محکمہ ۳۳؁ ہجری۔ یہہ گروہ حضرت عثمان وغیرہ اصحابہ کے مکفر ہیں صفحہ ۱۷۷+

۱۳۔ ازارقہ۔ یہہ گروہ حضرت علی کو اور حضرت عثمان و طلحہ اور زبیر اور بی بی عائشہ اور عبداللہ بن عباس کو بُرا کہتے ہیں صفحہ ۱۷۸+

۱۴۔ نجدات۔ یہہ فرقہ بھی حضرت علی و عثمان اور طلحہ و زبیر اور عبداللہ بن عباس اور بی بی عائشہ کو کافر کہتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) صفحہ ۱۷۹+

۱۵۔ اباضیہ۔ یہہ فرقہ امیر المؤمنین حضرت علی اور اکثر صحابہ کو کافر کہتا ہی صفحہ ۱۸۱+

۱۶۔ نظامیہ۔ یہہ گروہ بھی اصحاب کی بابت خوش اعتقاد نہیں ہی صفحہ ۶۵+

۷۔ فرقہ نظامیہ کی مثل صحابہ کے بارے میں فرقہ اسواریہ۔ اسکافیہ۔ جعفریہ کے بھی عقاید ہیں۔ مذاہب الاسلام صفحہ ۶۶۔ ۶۷+

ہم عقائد مذکور کو عزّت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور نہ اس غرض سے ان کو نقل کیا گیا ہی عقائد مذکور سے واقعی ہم کو سخت نفرت ہی ہم نے عقائد مذکور اس بات کو روشن کرنے کے لئے نقل کئے ہیں کہ قوم کے بعض فرقے ابتدا ہی سے اصحاب کبائر سے نفرت اپنے ساتھ لئے آئے ہیں اور یہہ نفرت اس امکان کو ثابت کرتی ہی جس کا ذکر ہم نے فصل ماقبل کے آخر میں کیا تھا اور وہ امکان یہہ تھا کہ مدنی انقلاب مذہب اور مدنی قرآن پولٹیکل حیثیت رکھتا ہی حضرت محمد اور چاروں اصحاب درحقیقت مکی مذہب پر تھے اور وہ اسلام و مسیحیت تھا مگر چونکہ عام اصحاب پولٹیکل مذہب پر جم گئے اس لئے خلفاء راشدین نے اُن کو اسلام و مسیحیت اور مسیحیوں کی عزت و حرمت کرنے پر مجبور کیا اس وجہ سے عام اصحاب ان کے مخالف ہی رہے اور ان کے ساتھ خلافت کے ایام میں ناواجب سلوک کئے اور اسپر بھی اُنہوں نے قناعت نہ کی ان کی شان کے خلاف ایسے عقائد تراشے جیسے کہ اوپر نقل کئے گئے ہیں۔ اس تمام کیفیت سے یہہ بات زیادہ ثابت ہو جاتی ہی کہ حضرت محمد کے کم از کم چاروں اصحاب مسیحیت یعنے اسلام ہی

کو حقیقی اور سچّا مذہب مانتے تھے۔ ورنہ اگر وہ مدنی مذہب کو اسی نگاہ سے دیکھتے جس نگاہ سے وہ اصحاب دیکھتے تھے جن کی قرآن و حدیث میں ملامت آئی ہی تو چاروں اصحاب کی ہرگز وہ توقیر نہ آتی جسکا ذکر کیا گیا ہی تمام معاصرین اصحاب ان کو کمال تعظیم دیتے +

جو کچھ ابھی کہا گیا ہی وہ ہرگز کوئی بے بنیاد خیال نہیں بلکہ ایسا خیال ہی جو قرآن شریف میں محکم بنیاد رکھتا ہی۔ ہم دکھا چکے ہیں کہ قرآن شریف کی مقبولہ و مرحومہ مسیحی امت تھی۔ جو قرآن اور حضرت محمد کو اپنا جانتی اور مانتی تھی مؤمنین قرآن نے ان سے بھی وہی برتاؤ کئے تھے جو صحابہ سے کئے گئے۔ اِس لئے یہہ ہر طرح سے قرین قیاس ہی کہ حضرت محمد کے اصحاب کبائر اسی امت کے ملت و مذہب پر تھے جیسے کہ خود حضرت محمد بھی اسی امت کے مذہب کے تھے اسی وجہ سے مؤمنین کو عام طور سے ان سے انس نہ تھا۔ اور جو ان سے بعد کو بگڑے رہے اُنہوں نے صحابہ کبائر کی بابت وہ بداعتقادیاں جاری کیں جن کا ذکر ہوا ہی +

حضرت محمد اور آپ کے چاروں اصحاب کی بابت اگر ہم اس خیال کو نہ مانیں تو چاروں اصحاب کے مخالفوں کو اہل حق ماننا پڑیگا اور نعوذ باللہ من ذلک چاروں اصحابوں کی بابت اُنہیں عقائد کو جنکا ذکر ہوا ہی ثابت کرنا پڑیگا مگر ہم ایسے فعل قبیح سے الگ ہیں +

حل الاشکال

اہل الاسلام کی نسبت کل روئداد تیار ہو چکی اسے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اہل قرآن کئی مشکلات سے گھر گئے ہیں۔ اُن میں سے بعض مشکلات تو محض اس بنیاد پر بن گئی ہیں کہ قرآن شریف نے اہل اسلام اُن کو ثابت کردیا جن کو اہل قرآن آجتک کافر مشرک سمجھتے آتے تھے اس سے قوم کا عملی مذہب اسلام ثابت نہیں ہو سکتا۔ مگر دوسری طرف خود قرآن کی تعلیم میں تخالف و تضاد نظر آتا ہی جس کی ہم صفائی کیا چاہتے ہیں +

روئداد سے پایا جاتا ہی کہ یہودی قوم حضرت ابراہیم سے یسوع مسیح کی پیدایش تک اہل اسلام تھی اس زمانہ میں گو یہودی قوم میں سخت کمزوریاں تھیں مگر وہ اس پر بھی حق کی وارث تھی

اسے چھوڑ کر مذہبی صداقت دنیا کے تختے پر نہ تھی۔ مگر اسی قوم نے یسوع مسیح اور انجیل کو رد کیا جن لوگوں نے یسوع مسیح اور اسکی انجیل کو رد کیا قرآن شریف نے یسوع مسیح اور اُس کی انجیل کی صداقت مانکر ان لوگوں کو رد کیا۔ گو وہ لوگ یسوع مسیح اور اُس کی انجیل کے سوا تمام انبیاء برحق اور کتب ربانی رکھتے تھے اور آجتک رکھتے ہیں تو بھی قرآن شریف نے اُن کو رد کیا۔

اور چونکہ اِن مردود یہود کے لئے قرآن شریف انجیل کا بدل تھا اِس لئے اُنہوں نے قرآن شریف اور حضرت محمد کو بھی رد کیا۔ لہذا یہودی قوم مردود ٹھہری مگر اصولاً یہہ قوم اسلام کی وارث رہی پر عمل و عقائد میں اسلام سے گمراہ ہوگئی +

روئداد سے پایا گیا کہ قرآن شریف کا مذہب اور اُس کے مسلمات و مصدقات بالکلیہ مسیحی ہیں مسیحیت قرآن مکی کا اسلام ہی اور اسلام مسیحیت ہی۔ مسیحی اُمت یسوع مسیح کے زمانے سے لیکر حضرت محمد کی وفات تک کے زمانہ کی اسلامی امت ہی جو اُن تمام فضائل کی وارث ہی جن سے یہودی قوم محروم ہوئی تھی۔ (۱) حضرت محمد نے اسی مسیحیت و اسلام کو آبائی مذہب ترک کر کے قبول کیا۔ آپ کسی نہ کسی وقت اسی مسیحی امت میں ضرور شریک ہوئے اگر ایسا نہ مانا جائے تو حضرت محمد کو قرآن شریف کا فرمانبردار ماننا ایک سخت معاملہ ثابت ہوگا۔ اسی مسیحیت و اسلام کی خاطر آپ کی قوم آپ سے بیزار ہوئی۔ آپ کو اور آپ کے اصحاب کو ایذائیں دیتی رہی۔ اسی مذہب کی تائید و تصدیق میں قرآن شریف نازل ہوا جس نے ایک طرف کفار عرب کی جڑ کاٹی اور دوسری طرف مخالف یہود کی تکذیب کی۔ جو لوگ مسیحیت یا اسلام کے تابع ہونے کا اقرار کرتے تھے اُن کو صرف مسیحی یا مسلم ہونا فرض تھا۔ حضرت محمد کا اسلام پہ وفات پانا ثابت ہی +

اس میں کوئی کلام نہیں کہ قرآن مکی اور حضرت مکی کی اس کی قوم نے تکذیب کی۔ یہود نے تکذیب کی۔ مؤمنین قرآن نے توہین کی۔ اس سے صرف یہہ بات ثابت ہوتی ہی کہ حضرت محمد اور قرآن شریف نے مسیحیت کو اختیار کر کے اسی کو ثابت کرنے کی کوشش کی تھی +

مگر قرآن شریف کی تلاوت سے ایک سخت مشکل یہہ رونما ہوئی ہی کہ اُس میں ایک طرف مسیحیت اور مسیحیوں کے عقائد پر حملے کئے گئے ہیں اور ان کے مذہب اور ان کے دعاوی کی

صحت کا انکار کیا گیا ہی۔ اور ان کو کافر و مشرک بتلایا گیا ہی +

دوسری طرف قرآن میں حضرت محمد کے متروکہ و آبائی دین و ملّت کی عزت و حرمت اور دیگر عقائد و مراسم کی تعظیم و تکریم آئی ہی +

اور تیسری طرف مومنین قرآن کی اور اُن کے مذہب کی۔ اور اُن کے عقائد کی ہرگز تعظیم نہیں کی گئی اور یہہ بات عیاں کی گئی ہی کہ مومنین قرآن جس مذہب کو قبول کرنے اور جن عقائد کے معتقد ہونے کے لئے بلائے گئے تھے اُنہوں نے اس مذہب کو نہیں مانا اور نہ اُن عقائد کے معتقد ہوئے اس پر وہ مستوجب سزا قرار پائے ہیں۔ اِس بیان سے جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں ان کا حل کیا ہی؟

مشکل کشائی

جس قدر قرآنی متن مندرجہ صدر تین امور سے متعلق آیا ہی اس کی مشکلات کا حل اوّل تو ممکن ہی نہیں اگر ان کا حل تجویز کیا جا سکتا ہی تو وہ ادھورا حل ہوگا۔ جس کا خلاصہ ہم دیئے دیتے ہیں +

معلوم ہو کہ جس قدر متن قرآن مسیحیت اور مسیحیوں کی مخالفت میں آیا ہی اور جس قدر متن قرآن ملت حنیف۔ اس کے عقائد و مراسم اور کعبہ شریف۔ حج۔ حج کے دیگر مراسم کعبہ رخی پنجگانہ نمازوں۔ جہاد۔ وغیرہ کی عزت و حرمت کی بابت آیا ہی جو متن قرآن لفظاً و معناً بائبل سے غیر مشترک و زائد ہے اس سب کی بابت سمجھا جائے کہ اسے قرآن کے حقیقی مذہب سے کوئی رشتہ نہیں وہ پولیٹکل اغراض کا مجموعہ ہی +

ہمارا قرآن مدنی کو پولٹیکل اغراض کا مجموعہ کہنا صرف ایک وہم بے بنیاد نہیں ہے بلکہ قرآن کی اسناد رکھتا ہی چنانچہ لکھا ہی لایتخذ المؤمنین الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذٰلک فلیس من اللہ من شیءٍ الا ان تتقو منھم تُقٰۃً۔ یعنے مومنین کو چاہیئے کہ مومنین کے سوا کفار سے دوستی نہ کریں اور جو ایسا کریگا وہ اللہ کی طرف سے کسی بات

میں نہیں ہاں اگر خوف کی وجہ سے تقیہ کیا جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں ہی۔ عمران آیت ۲۷ پھر لکھا ہی:-

من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اُکرِہَ وقَلبُہٗ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرًا فعلیھم غضب من اللہ ج یعنے جو اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے مگر سوائے ایسی حالت کے کہ وہ مجبور کیا گیا ہو پر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو پھر جس کا سینہ انکار پر کھل گیا تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہی نحل آیت ۱۰۵ پس ان آیات کے موافق حضرت محمد اور آپ کے اصحاب اپنی مدنی مشکلات میں قرآن مدنی کے اغراض سے فائدہ اُٹھا سکتے تھے لہذا قرآن مدنی کے کل مقاصد و مطالب کی اغراض انہیں آیتوں پر مبنی ہو سکتی تھیں۔ لہذا قرآن مدنی کو ان آیات کے موافق پولیٹکل اغراض کا مجموعہ سمجھنا عین قرآن کے موافق ہی۔

ہم کو معلوم ہی کہ جس مسیحیت کی قرآن نے توہین کی ہی وہ مسیحیت قرآن نے اللہ۔ مریم۔ بیٹا۔ کے خدا ہونے پر مبنی دکھائی ہی جسے حضرت محمد کے زمانے میں کوئی مسیحی فرقہ نہ مانتا تھا اور اسی عقیدہ کو تمام عالم کے مسیحی خود جھٹلاتے آتے تھے لہذا قرآن نے بھی ایسی معدوم مسیحیت کی تکذیب ایک مشکل کو حل کرنے کے لئے کر چھوڑی تاکہ یہود اور کفار عرب سمجھیں کہ حضرت محمد مہاجرین و انصار سمیت اپنے اختیاری مذہب سے دست بردار ہو گئے۔ کیونکہ یہود و کفار عرب کا یہی خیال ہوگا کہ مسیحی اللہ۔ مریم۔ عیسےٰ کو تین خدا مانتے ہیں۔ لہذا قرآن نے یہود اور کفار عرب کے معانی کی مسیحیت کی تکذیب کر کے حقیقی مسیحی عقیدہ کی حمایت کی مگر یہود اور کفار عرب سمجھے کہ حضرت محمد مسیحیت سے پھر گئے۔ لہذا کفار عرب حضرت محمد سے مانوس ہو گئے۔ مگر یہود کے لئے حضرت محمد اور آپ کے اصحاب زیادہ نفرت کے لائق ٹھہر گئے +

دوسری طرف کفار عرب کو خوش کرنے کے اور بر وقت ضرورت مدنی کفار کو اپنا گرویدہ بنانے کے لئے اصلاح کے ساتھ کفار عرب کے مذہب و عقائد و مراسم کی تعظیم و تکریم کر دی جیسا کہ بیان ہوا۔ اس سے کفار ضرور سمجھے ہونگے کہ حضرت محمد اور آپ کے اصحاب تو پھر اپنے

آبائی مذہب پر پھر آئے ہیں اس لئے وہ حضرت محمد سے خوش اعتقاد ہو کر آپ کے گرد ضرور جمع ہوئے ہونگے اور اُن کے اجتماع سے حضرت نے یہود کی مدنی طاقت کا شیرہ بکھیرا ہو گا۔ حتّٰی کہ تمام عرب کے قبائل کو آپ کا ساتھ دینا پڑا ہو گا یوں حضرت محمد کے اصحاب نے اشاعت اسلام کے لئے تمام عربوں کو حضرت کے گرد جمع کر لیا ہو گا +

مگر چونکہ قبایل عرب اپنے آبائی مذہب پر رہتے ہوئے حضرت محمد کے گرد جمع ہوئے ہونگے اور حضرت محمد نے اُن کی بد دینیوں کی اصلاح شروع کی ہو گی ان کو مسیحیت و اسلام کی پیروی کی ترغیب دی ہو گی جو در حقیقت حقیقی مسیحیت ہو گی اس حقیقت سے آگاہ ہو کر مومنین قرآن حضرت محمد اور اسلام سے ضرور بگڑے ہونگے اس پر ان کو قرآن میں ملامتیں آئی ہونگی وہ ملامتیں تاحال قرآن میں موجود ہیں +

اگر کہا جاوے کہ پھر حضرت محمد کی وفات کے بعد مومنین کیوں بگڑے۔ اور مسیحیوں سے کیوں جنگ و جدل شروع ہو گئے تو اس کا یہ جواب ہو گا کہ حضرت محمد نے کبھی اپنی حیات میں مسیحیوں سے جنگ نہیں کی۔ مومنین جو پولٹیکل چال . . میں آ گئے تھے تعداد میں بہت تھے جو اپنے آبائی مذہبوں کو مانتے تھے اور مدنی قرآن نے اُن کو ایسا کرنے کی اجازت دیدی تھی لہذا جب حضرت کی وفات ہوئی اور خلفاء یکے بعد دیگرے تخت خلافت پر بیٹھے تو مومنین کو حقیقی مسیحیت پر آنے کے لئے مجبور کرنے لگے ہونگے اِس لئے مومنین خلفاء سے بگڑے ہونگے۔ چونکہ مومنین کا زور زیادہ تھا اِس لئے اُنہوں نے خلفاء کی مخالفت کی ہو گی +

خلفاء کو مسیحیوں سے جنگ ملکی مصلحت اور مومنین کے خیال سے کرنی پڑی ہو گی۔ وہ چاہتے ہونگے کہ مومنین کا زور کم کیا جائے اس لئے انہوں نے انکو روم کی بڑی سلطنت کے مقابلے میں جھونکا ہو گا مگر چونکہ وہ سلطنت کمزور ہو چکی تھی اور مومنین کی طاقت زیادہ تھی جو اپنے مذہب کے لئے لڑتے ہونگے اس لئے مومنین کی فتوحات خلفاء کی امیدوں کے خلاف ہوئی ہونگی اس وجہ سے مومنین فاتح ہو کر اسی مذہب کو قائم کر گئے جو قوم کے

عمل میں ہی مگر خلفاء قرآن شریف کو جمع کرکے قرآن شریف کا حقیقی مذہب مسیحیت ثابت کر گئے اور مسیحیوں کو دین اسلام کے امام بنا گئے اور ساتھ ہی مومنین اور اُن کے عملی مذہب کی کراہیت دکھا گئے +

اگر علمائے قرآن ہماری مندرجہ صدر رائے کے خلاف رہیں اور مدنی مذہب کو ہی قرآن شریف کا اصلی مذہب سمجھیں تو وہ تمام لاحل مشکلات جنکا ذکر بیشتر ہو چکا ہی اُن کے ہمیشہ سامنے رہینگی اور قرآن شریف سے ان کا ہرگز حل پیش نہیں کیا جاسکتا اور نہ وہ اختلاف مٹایا جاسکتا ہی جو ظاہر ہو چکا ہی +

حاصل کلام

۱- یہودیت و مسیحیت و اسلام ایک ہی آلہی مذہب کے نام ہیں اسے عربی میں اسلام کہتے ہیں- اسلام ابتدائی اور آخری آلہی مذہب ہی وہ اکمل دین ہی جو خدا کا پسندیدہ اور مقبول دین ہی اسلام کے سوا کوئی دین و مذہب خدا کو قبول نہیں +

یہہ اسلام حضرت نوح- ابراہیم- موسیٰ- بنی اسرائیل کے دیگر انبیاء یسوع مسیح اور حضرت محمد کا دین ہی تمام بنی اسرائیل اور مسیحی اور محمدی اسی ایک دین کے پیرو ہیں +

اکمل اسلام مسیحیت ہی اور مسیحیت اکمل اسلام ہی اسلام و مسیحیت کا غیر دین اسلام نہیں ہی ارکان اسلام و مسیحیت خدا- الہام- انبیاء- اور کتاب ہیں- چونکہ یہودی- مسیحی- اہل قرآن یہہ چاروں ارکان مانتے ہیں لہذا مجموعی طور سے یہہ تینوں اقوام اہل اسلام ہیں- مگر بالتخصیص صرف مسیحی ہی اہل اسلام ہیں +

۲- یہودی- مسیحی- مدعیان اسلام میں جو اختلاف پایا جاتا ہی اس کے اعتبار سے ہر ایک قوم دوسری سے تمیز کی گئی ہی قرآن وحدیث وغیرہ سے روشن ہو چکا ہی کہ اختلاف اقوام مذکور میں یسوع مسیح اور اُسکی انجیل پر شروع ہوا ہی +

یہودی قوم نے یسوع مسیح کی رسالت اور انجیل شریف کو منجانب اللہ نہیں مانا مگر قرآن شریف

نے منجانب اللہ مانا ہے لہذا قرآن شریف نے یہودی قوم کو مغضوب من اللہ ثابت کیا ہے چونکہ قرآن شریف یہودی قوم کے لئے یسوع مسیح اور انجیل کی حقانیت تسلیم کرنے کے سبب انجیل کا مابدل تھا اس وجہ سے یہودی قوم اسے بھی قبول نہ کر سکی اسلئے دوسرے درجہ پر وہ قرآن کی بھی گناہگار ٹھہری یوں یہودی قوم کے حقوق قرآن کی نگاہ میں ضائع ہو گئے +

دوسری طرف قرآن شریف اہل قرآن کے لئے بھی انجیل کا مابدل تھا کیونکہ قرآن شریف نے یسوع مسیح کی رسالت کو منجانب اللہ مانا۔ انجیل کے کلام اللہ ہونے کی تعلیم و تلقین کی مسیحی امت کی لاثانی عزت و حرمت بیان فرمائی حتیٰ کہ حضرت محمد اور آپ کے اصحاب کا ایسا بیان کیا گویا کہ مسیحی ہونا انکا فرض تھا لہذا اہل قرآن کا مسیحیت سے جدا ہو جانا بھی یہودی قوم کے گناہ سے کمتر گناہ نہ ٹھہرا۔ قرآن شریف نے حضرت محمد کے اصحاب کی بے اعتنائیوں پر جو ناراضی کا اظہار کیا ہے وہ بلاشک یہودی قوم پر کی ناراضیوں سے سخت تر کیا ہے +

۳۔ قرآن شریف نے لامذہب مسیحیوں پر بھی ملامت کی ہے ان کے عقائد پر الزام دیئے ہیں مگر ایسے مسیحی صرف وہ تھے جو اللہ۔ مریم۔ عیسیٰ کی تثلیث مانتے تھے اور ہم مسیحی ایسے اصحاب کو اسی ملامت کے لائق سمجھتے ہیں جو قرآن شریف نے کی ہے +

مگر اہل قرآن کا ان الزاموں کو تمام مسیحیت سے منسوب کر کے اپنے لئے ملت حنیف کی پیروی اختیار کرنا ان کو ہرگز ان الزاموں سے بری نہیں کرتا جو قرآن شریف نے ان پر لگائے ہیں۔ ان کو تو مسیحیت کے تابع ہونا تھا اور اسلام میں محدود رہنا تھا مگر اہل قرآن تو خود مسیحیت و اسلام کے مخالف بن گئے اور عام طور سے مسیحیت کی تکذیب کو اسلام سمجھ بیٹھے اس خطا کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے +

۴۔ قرآن شریف کا مقبول مذہب مسیحیت یعنے اسلام ہے اور اہل قرآن کا عملی مذہب ہرگز مسیحیت و اسلام ثابت نہیں ہو سکتا گو اہل قرآن اسلام کے معتقد ہیں مگر جو عقائد و مراسم ان میں مروج ہیں وہ ہرگز جزو اسلام ثابت نہیں ہو سکتی ہیں بلکہ ہم تا حال علمائے قرآن کی تحریرات میں مسیحیت اور اسکے مقبولات کی تکذیب دیکھتے آئے ہیں۔ لہذا اہل قرآن مسیحیت کے

سے عملاً وہی برتاؤ کرتے آئے ہیں جو یہود نے مسیحیت اور اُس کے مقبولات سے برتاؤ روا رکھا اب اگر یہہ سچ ہی کہ یہودی قوم اسلام کی نعمتوں سے اس وجہ سے محروم ہوئی کہ اس نے مسیحیت اور اُسکے مسلمات کی تکذیب فرمائی تھی تو یہہ بات کیوں سچ نہیں کہ قرآن شریف نے اہل قرآن کو انہیں وجوہات سے اسلام کی نعمتوں سے محروم گردانا ہی +

۵۔ ہم جانتے ہیں کہ قرآن شریف نے یہود پر اس وجہ سے ملامت کی کہ وہ قرآنی اسلام کے تابع نہ ہوئے تھے اور قرآن کا اسلام مسیحیت کا دوسرا نام تھا اسی طرح ہم یہہ بھی جانتے ہیں کہ قرآنی اسلام کے تابع مؤمنین قرآن بھی نہ ہوئے بلکہ مدینہ میں کعبہ شریف کی عزت وحرمت اور ملت حنیف اور اس کے عقاید و مراسم کی تعظیم و تکریم پر جم گئے درحالیکہ قرآن شریف میں یہہ کل امور مقبول صورت رکھتے ہیں پھر بھی مؤمنین قرآن سے اسلام اور ارکان اسلام کی پیروی کا مطالبہ کم نہ ہوا پس اگر مسیحیت و اسلام کے مقبولات کی اہل قرآن میں وہی توقیر ہو سکتی ہی جو وہ اب تک کرتے رہے ہیں تو وہ نا مقبول یہود سے کس وجہ سے آپ کو بہتر و افضل سمجھتے ہیں اس فضیلت کا قرآن شریف سے کوئی سبب معلوم نہیں ہو سکتا +

۶۔ قرآن مدنی کی تعلیمات لا مذہب کفار عرب کے مذہب و عقاید و مراسم کی موید و مصدق ہیں اس کی کل تعلیم بے وجہ یہودی مذہب اور مسیحیت اور اسلام اور قرآن مکی اور حضرت محمد مکی کے بالکلیہ خلاف ہے درحالیکہ اس کی کل تعلیم کے خلاف وہ کل قرآن کا متن موجود ہی جو حقائق مذکورہ کی صداقت کو جامع ہی پس اگر قرآن مدنی اور اُس کی تعلیم کی صداقت کا اعتراف کیا جائے تو قرآن مکی کی تعلیم کا کوئی ایسا مسئلہ باقی نہ رہیگا جس پر نسخ کا حکم وارد نہ ہو درحالیکہ قرآن مکی کا متن ہر ایک عالمگیر صداقت کو جامع ہے جس کے کسی مسئلہ کا انکار ممکن ہی نہیں اس لئے قرآن مدنی سے اسلام کو اخذ کرنا ہر طرح سے بے سود ہی کیونکہ اس میں تو اسلام او مسلمات اسلام کی تنسیخ آئی ہی پھر اس سے کیسے اسلام اخذ کیا جائے؟

قرآن مدنی سے وہی مذہب اخذ ہو سکتا ہی جو بزرگان قوم اخذ کر چکے ہیں اور قوم کے

عمل ورواج میں پایا جاتا ہی اور یہہ مذہب اسلام کی ضد ہی +

۷۔ قرآن مدنی کی تعلیم حضرت محمد کی رسالت کی نفی کے اسباب موجود کر چکی ہی مگر قرآن مکی کی تعلیم آپ کی مسیحی رسالت کو ثابت کر چکی ہی لہذا حضرت محمد کی مسیحی رسالت ہی قرآن سے ثابت ہونے کے قابل ہی اس لئے تمام مسیحی حضرت محمد کی مسیحی رسالت کو اب بھی مان سکتے اور ثابت کر سکتے ہیں مگر حضرت محمد کو غیر مسیحی بنا کر رسول ثابت کرنا ہماری طاقت سے باہر ہو چکا ہی قرآن شریف نے اس خیال کی تائید میں ہم تک کچھہ نہیں پہنچایا۔ فقط

غلام مسیح

بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور میں المسلم کے ہر ایک پڑھنے والے سے سفارش کرونگا کہ وہ جناب پادری صاحب ی کتاب کا ایک ایک نسخہ ضرور خرید کر مطالعہ کریں الخ المسلم جلد اول نمبر ۱۱۔ صفحہ ۳۶۔ ۴۰ ÷

نوٹ۔ المسلم نے معتبر عربی لغت القاموس سے لفظ الحنیف کے معانی مائل الی الاسلام لثابت علیہ۔ وکل من حج۔ او کان علی دین ابراہیم علیہ السلام کے بیان فرمائے ہیں جو ہمارے ہی عوی کو ثابت کرتے ہیں۔ قاموس جلد ۲ صفحہ ۵۵ ÷

(۲) پادری ملک روشن خان از جنڈیالہ تحریر فرماتے ہیں

تسلیم۔ مزاج اقدس۔ المرام آنکہ باز آوری کا مشکور ہوں و تحفۃ الاسلام کے لئے مرہون منت الحال صرف اتنا گذارش کیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جناب جس پیرایہ و طرز میں شائستگی فرماتے ہیں میں ایسی وش کا از حد حامی اور دیکھنے کا مدت مدید سے مشتاق تھا اور غیر جانب کے جتنے بال کھینچنے والے رے ہیں میرے دل میں اُن کے لئے ذرہ بھر بھی عزت نہیں بلکہ نفرت ہے کیونکہ میں خود بہتر پیرایہ چینی پیش ہی نہیں کرتا بلکہ از حد پسند کرتا اور مفید جانتا ہوں اسلئے آپکی شکرگذاری سے اس نیاز نامہ رتا ہوا اتنا پھر تکرار کرتا ہوں کہ جناب کی محنت خادم اور مخدوم ہاں عوام الناس بلکہ ہر محمدی ی کے لئے وہ کام دیگی جو کہ میں میں تو تو کے شائقین کے خواب میں بھی نہ تھا۔ والسلام۔ ی ہوں آپ کا نیاز مند اور یسوع مسیح میں آپ کا بھائی ملک روشن خان ÷

(۳) پادری بی سی اوبل انبالہ چھاؤنی سے تحریر فرماتے ہیں

آپ کی کتاب موسومہ بہ تحقیق الاسلام کے دو پہلے حصے مجھ کو ملے میں نے غور اور فکر اور خوض ے ساتھ انکا مطالعہ کیا میری رائے میں یہ کتاب نہایت عمیق اور دقیق ہے دینی راز و نکات خزن ہے ھی ایسے جو پیشتر اس سے کبھی ایسے مفصل اور واضح طرز میں ظہور میں نہیں آئے۔ قرآن شریف ے دو حصے یعنی مکی اور مدنی جو خود متن قرآن . . . . سے آپ نے واضح کر کے دکھائے ہیں بہت ی موزوں اور موثر ہیں بشرطیکہ ناظرین آپکی کتاب کو بلا ذاتیہ اور پیدائشی تعصب کے انصاف اور دیانتدا نظر رکھکر غور سے مطالعہ کریں اور خوف خدا کو انسان کے ڈر پر ترجیح دیں محققین کیلئے یہ کتاب ایک بیش قیمت ی ہے اور متعصبین کیلئے سخت ٹھوکر کھلانیوالا پتھر مسلم و مسیحی علماء و فضلاء اسکو ادراک میں لائینگے اور کم علم بغیر سمجھائے اسکے مضامین بلکہ عبارات کو بھی سمجھ نہیں سکینگے ÷

مدرسۂ علم الٰہی مہادیو رکے والنٹیروں کا جلسہ ۲۰ مارچ کو منعقد ہوگا میرا ارادہ ہے کہ جلسہ میں ذکر کروں کہ یہ کتاب محمدی مذہب کے لئے ٹیکسٹ بک قرار دی جاوے ۔

ہمارے محقق مسلم بھائیوں کو مناسب بلکہ واجب ہے کہ اس نادر کتاب کا مطالعہ [illegible] کریں اور بڑے غور اور فکر سے کریں کہ ان کو معلوم ہو جاوے کہ آنحضرت جس اسلام کی پیروی کی اور بشارت دیتے تھے وہ اسلام کیا شئے تھی اور اب وہ کیا او کہاں مل سکتا ہے اور ہمارے مسیحی بھائیوں کو ضروری اور واجبی ہے کہ اس بے نظیر مظہر الاثر کو خوب غور سے پڑھیں کہ حقیقی اسلام سے واقف ہوں اور اپنے محمدی بھائیوں کو مدد دے سکیں ہم اس کتاب کے اگلے تین حصوں کی سخت انتظاری کرتے ہیں کہ کب ہاتھ میں آویں تو ہم کو پورا پورا حال اسلام حاصل ہو ۔

۱۳ - مئی ۱۹۱۵ء بی - سی - اوبل

(۴) مسٹر فرڈینیڈ جیرلڈ از آگرہ تحریر فرماتے ہیں - ترجمہ چٹھی

جو دو کتابیں آپ نے میرے پاس بھیجی تھیں انکے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ مجھے اس قدر فرصت نہیں ملی کہ ان دونوں کا ابتدا تا انتہا مطالعہ کرتا مگر جو کچھ میں نے ان کا اس قدر پڑھا کر رائے دے سکتا ہوں ہیں یہ کہ مصنف [illegible] کا مصنف ایک قابل شخص ہے جو مسلم عقائد تعلیم سے خوب آگاہ ہے اور ان کو نہیں [illegible] مسلمات سے ایک [illegible] سے ایک کونے میں دھکیل کرنے کی [illegible] فرڈینیڈ جیرلڈ

[illegible] ۱۹۱۵ء آگرہ

(۵) پادری احمد شاہ شائق فرماتے ہیں

تحقیق الاسلام حصہ اول و دوم مصنفہ پادری غلام مسیح صاحب میں نے ان دونوں رسالوں کو بالاستیعاب دیکھا یہ نہ صرف مسیحیوں کے لئے ہی مفید ہیں بلکہ خود محمدی علما اگر تعصب سے دل سے ان پر غور و خوض کرینگے تو ان کو معلوم ہو جائیگا کہ بظاہر جو عناد مسیحیوں اور محمدیوں کے درمیان نظر آرہا ہے وہ محض قرآن کے اصل مفہوم سے ہٹ کر پیدا ہوا ہے پادری صاحب کی نگاہ قرآن کی آیتوں کی جڑوں تک پہنچی ہے ان کی تعلیم ہوتی ہے ۔ الخ

مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۱۵ء

۳۔ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر تحریر کرتا ہی

تحقیق الاسلام حصہ [illegible]
پادری غلام مسیح صاحب [illegible]

اس مصنف نے [illegible] ثابت کرنے کی کوشش کی ہے [illegible] آپکے الفاظ یہ ہیں
کہ سے ہجرت کرنیکا اصلی سبب یہ تھا کہ حضرت محمد اور آپ کے ہمراہیوں نے اپنا آبائی مذہب ترک کرکے مسیحیت کو اختیار کیا تھا۔ [illegible] کفار عرب اور حضرت محمد کے درمیان کشیدگی بڑھ گئی تھی [illegible] یہ بھی لکھا ہے حضرت محمد کے عقائد و مسلمات ایک سرگرم مسیحی کے عقاید و مسلمات تھے جو آج تک قرآن میں موجود ہیں۔

غرض مصنف موصوف نے [illegible] دلالت سے لکھا ہے کہ اسلام درحقیقت عیسائی مذہب ہے۔ خدا مصنف کی کوشش کو بارآور کرے۔ اور عیسائی سمجھیں کہ جو کچھ قرآن مجید میں مذکور ہے وہ اصل عیسائی مذہب ہے۔ اور جو ہمارے [illegible] ابنیت [illegible] کے عقیدے [illegible] ہیں [illegible] قرآن مجید میں صاف لفظوں میں کہا۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثة [illegible] جو لوگ تثلیث کے قائل ہیں وہ خدا سے منکر ہیں [illegible] کے تو ہم قائل نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] انشاء اللہ تعالیٰ مولوی صاحب [illegible] کہ قرآن میں عیسائیت [illegible] ملاحظہ فرمائینگے قرآن ابنیت مسیح کی تائید کرتا ہے یا نہیں [illegible] مولوی صاحب [illegible] اس بات کا انتظار [illegible] عیسائی [illegible] مسلم کہینگے یا نہیں [illegible] بات کا کرنا چاہیے [illegible]
[illegible]

۴۔ رائین میگزین لکھتا ہی

تحقیق الاسلام حصہ [illegible] غلام مسیح صاحب [illegible]

[illegible]

کوئی اختلاف نہیں ہوا اور باوجود اس مدعا کے عیسائیت کی فوقیت ثابت کیجائے مشتاق جد و جہد کی ہے اور مختلف انبیا کی تعلیمات کا حوالہ دیا ہو پادری صاحب نے زیر غور کتاب یہودیت اسلامیت اور عیسائیت کے باہمی مناقشات کا سد باب کرنیکے لئے لکھی ہی اگر پادری صاحب نے با یقین اس غلط نگاہ سے اس قدر محنت فرمائی ہی تو ہم آپکی لغزش سے چشم پوشی کرتے ہوئے آپکو مبارکباد کا مستحق قرار دیتے ہیں البتہ اس کے مطالعہ کی علم دوست اور محقق احباب سے زبردست سفارش کرسکتے ہیں مذکورہ بالا پتہ سے بقیمت عہ مل سکتی ہی مطبوعہ بابت مئی ۱۹۱۶ء لاہور +

۵- ایڈیٹر رسالہ ترجمان - لاہور تحریر کرتے ہیں:-

تحقیق الاسلام مصنفہ پادری غلام مسیح صاحب (مطبوعہ مشن سٹیم پریس لودیانہ -)

فاضل مصنف نے سلسلہ تحقیق الاسلام کی اس دوسری جلد میں جسکا نام اہل الاسلام رکھا گیا ہو آنحضرت کے ملکی مذہب کی تحقیق، کفار اور عرب کے مذاہب کی تکذیب اور آنحضرت کے اختیاری مذہب کی تصدیق و تفصیل پر بحث کرنیکے علاوہ قوم المسلمین کی تحقیق میں ایک فصل لکھا ہو اس سلسلہ کا منشا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اسلام کو دین واحد ثابت کرکے عیسائیت، عیسویت، یہودیت وغیرہ کو ظاہری اعتبارات قرار دیا جائے، مدعا یہ ہی کہ [illegible] ادیان سماویہ یا ملت اسلام میں کسی قسم کا شقاق و خصومت نہ ہونی چاہئے سلسلہ مذکور کی اس دوسری جلد میں مصنف نے یہ ثابت کرنیکا دعویٰ کیا ہی کہ اسلامی امت صرف مسیحی الزام کی امت ہی اور اگر مسیحی [illegible] اسلامی قوم کا مذہب نہیں ٹھہرتا - (ترجمان جلد [illegible] نمبر [illegible] مطبوعہ لاہور [illegible] ۱۹۱۲ء) +

۶- جناب بزرگوار پادری صاحب تسلیم - میں آجکل آپکی کتاب تحقیق الاسلام کا مطالعہ کر رہا ہوں - واقعی کیسی نادر کتاب ہی جو شاید نہیں انبار نکات ہیں کہ آپکی لیاقت غیر معمولی ہی - افسوس یہ ہی کہ ایسی کتاب کی داد دینے کیلئے بہت کم اشخاص موجود ہیں - آپکا مطالعہ آپکی واقفیت اور قوت دلیل آپکا نہایت وسیع ہے تبھی تو آپکے جوہر خداداد قابلیت کلیہ آب [illegible]

راقم یوسف جمال الدین زبی - اے - ہیڈ ماسٹر مشن سکول جالندھر شہر مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۲ء

تحقیق الاسلام جلد دوم اہل الاسلام - تصنیف پادری غلام مسیح صاحب لودیانوی +	**مباحثہ بطرز جدید**

چونکہ مباحثہ مذہبی پر قانون کا زبردست ہاتھ ڈالا گیا ہے - اب زیادہ تر شروع ہوا کہ -

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند۔ زمانہ اپنی طرز کے عالم و حیثیت پیدا کر لیتا ہے۔ چونکہ مباحثہ کے اکثر قانون سے جکڑے ہوئے ہیں مجبوراً کہنا پڑا کہ جو مسیح اول کا طرز تھا وہ جدید پیدا ہو گیا ہے۔ صداقت تو وہی ہے حقیقتیں وہی ہیں مگر بیان نرالا ہے۔ بقول مرحوم پادری رجب علی صاحب شمع تو وہی ہے۔ فانوس نیا ہے۔ روشنی وہی ہے دکھاوٹ نیا ہے

قرآن کی چھان بین جو کچھ کرنی تھی سو مرحوم پادری ٹھاکر صاحب کر گئے۔ ایک سی لے اور کیا کرنی ہو۔ اسلام کی حقیقت کا اظہار پادری عماد الدین صاحب مرحوم اپنے وقت پر پورا کر گئے مباحثہ کا خاتمہ مرحوم مسٹر اکبر مسیح صاحب پر ختم ہو گیا۔ اب ہمارے نئے مصنفین کیا کریں۔ آخر نچلے بیٹھا بھی نہیں جاتا۔ نو تو ہیں میں خطرہ کا باعث ہو لیاقت اور معلومات بے چین کر رہے ہیں۔ بیکار مباش کچھ کیا کر کے مصداق جوانی جس نے جو ستائی کی تو جماعت نے قابل عزت نئی روشنی کے دلدادہ پادری غلام حق صاحب کو دور کی سوجھی۔ قرآن اور اسلام کی چھان بین کا تو ایک نیا طریقہ اختیار کیا تحقیق الاسلام کا ایک سلسلہ جاری کیا ہے [illegible] پہلا تیسرا نمبر ہے۔ آپ کی تحریر اسلام میں شائع ہونے کی تھا وہ تعصب و ہٹ سے ما مبرا ہے مسلمان عالم بھی اس کے قائل ہو گئے قبول کرنا یا نہ کرنا دوسری بات ہے جہول کے دل ہی ٹھنڈے ہو گئے کیونکہ قائلوں کی [illegible] حسد ہو کر سے اخبار [illegible] بھی ظاہر فرمایا ہے [illegible] غلام حق صاحب [illegible] اس کتاب میں اپنی تحقیق اور دلائل قرآنی سے ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ اسلام یہودیت و مسیحیت [illegible] یہودیت عیسائیت۔ عرب جو ظاہری [illegible] باتیں ہیں اس سے مجموعی ان اوہام سے [illegible] باعث اسلام [illegible] اتفاق وجدانی کیا ہونا چاہیے۔ بات تو معقول اور قابل ماننے کے ہے ... الخ

تحقیق الاسلام کا دوسرا حصہ الٰہی از اسلام [illegible] قرآن [illegible] ہے مصنف نے اس میں کمال دیانتداری تحقیق و تفتیش سے کام لیا ہے سخت محنت اٹھائی ہے اس میں انہوں نے اس کو ثابت کیا ہے کہ حقیقت کو چھوڑ کر دنیا کی کسی قوم کے ذہن میں اسلام نہیں آیا ہے جن کو اہل اسلام ہونے کا دعویٰ ہے۔ وہ ملت حنیفہ کے پیرو ہیں [illegible] حقیقت [illegible] اسلامی [illegible] حقیقی اقوام کی [illegible] اگر یہ بھی [illegible] تو ہم بھی مسلم ہو [illegible] دین اسلام [illegible]

کا مذہب نہیں ٹھہرتا۔

مصنف نے کمال چھان بین کر کے اس رسالہ میں قدیم نبیوں کے مذہب کا بیان کیا ہے جن کو یہودی مسیحی اور مسلمان یکساں اپنے بزرگ مانتے اور جن کے نقش قدم پر چلنے کے مدعی ہیں۔ اس رسالہ میں آٹھ فصلیں ہیں۔ ان میں پہلی تو یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت [illegible] نے کس طرح تحقیق کر کے کفار عرب کے مذہب کو ترک کیا اور نبیوں کے مذہب کو اختیار کیا ہے ابراہیم۔ اسحٰق یعقوب موسیٰ کا مذہب اس میں مصنف نے ثابت کیا ہے کہ ان کا مذہب ایک ہی اسلام تھا جس کو حضرت محمد نے قبول کیا اور یہودی قوم کی نسبت قرآن کا آخری فیصلہ کیا ہے کہ وہ مردود ہو [illegible] ہونگی یہ ہے کہ یہودی قوم صرف مسیحیت کے انکار کی وجہ سے قرآن میں مجرم گردانی گئی ہے۔ چوتھی فصل مسیحیت اور اسلام ہے کہ کس طرح اسلام نے مسیحیت کو ترقی اور فضیلت دی ہے۔ اس میں ان بزرگوں کے اسلام کا بیان ہے جن کو اپنے مذہب اسلام سے عزت بخشی اور قبول کیا ہے چنانچہ حواریین مسیح اور تابعین حواریاں۔ اصحاب کہف مسیحی شہدا نجران اور حضرت محمد کے وقت کے مسیحیوں کا بیان ہے۔ یہ بیان نہایت دلچسپ اور دیکھنے لائق ہے۔ مصنف نے کمال چھان بین کر کے ان باتوں کو بیان کیا ہے جن کی [illegible] کے واسطے کافی ہے۔ پانچویں فصل میں مدینہ عظیمہ [illegible] سے جس فصل میں [illegible] کا [illegible] ہے کہ کون [illegible] ہونے کا حق [illegible] ہے [illegible] آپ نے [illegible] میں تقریر کیا ہے جو ۲۰ صفحہ سے [illegible] تک ہے۔ ساتویں فصل میں [illegible] کے اقوال [illegible] ہیں قوم المومنین کا سچا حصہ اور آخری آٹھویں فصل میں قوم المومنین سے [illegible] امت صحابہ کا بیان ہے ؛

یہ تو کتاب کے مضامین کا لب لباب ہے۔ طرز بیان نہایت دلکش [illegible] واقعات دلچسپ۔ یہ کتاب خشک نہیں ہے کہ چند صفحے پڑھنے سے جی اکتا جائے۔ شہدا کا بیان نہایت دلچسپ ہے۔ اور طرز بیان ایسا ہے کہ کیا مجال کسی کا دل دکھ جائے۔ یا کسی کو گراں گزرے۔ ہم جناب [illegible] علامہ [illegible] صاحب آپ نے جو یہ خدمت کی اپنے اسلامی [illegible] کا پورا حق ادا کر دیا ہے۔ آپ کا فرض تھا [illegible] سے [illegible] کی [illegible]

سبکدوش ہوگئے۔

آپ کا طرز بیان مسیحی واعظین کے واسطے ایک عمدہ نمونہ ہے۔ میں التماس کرتا ہوں کہ مسیحی واعظین اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ اگرچہ یہ کام ان کے واسطے گراں ہے۔ مگر ہے ضروری۔ گو اس سبب سے بیچاروں کو پڑھنے کی فرصت نہیں ملتی۔ کام اس قدر زیادہ ہے کہ زندگی کا بوجھ ان پر سخت گراں ہے۔ تو بھی فرصت پا کر اس کتاب کو دیکھیں تو ان کا بوجھ کچھ ہلکا ہو جائیگا۔ بہتر طریقہ واعظین کو اس کتاب کے مطالعہ کروانے کا یہ ہے کہ جس طرح چرچ مشنری سوسائٹی کے واعظین کا سالانہ امتحان ہوتا ہے۔ اور اس کے واسطے ہر سال دو تین کتاب مقرر کی جاتی ہے۔ اس کتاب کو بھی مقرر کر دیں۔ تو پھر یہ ان کے مطالعہ سے ضرور گزرے گی۔

اس کتاب کا حاصل کلام نہایت ہی قابل غور ہے۔ اس ریویو میں اتنی گنجایش نہیں کہ وہ حاصل کلام درج کیا جاوے۔ خود کتاب کے مطالعہ کرنے والے اس کو غور سے پڑھیں۔

کاغذ کتابت۔ چھپائی قابل تعریف ہے۔ قیمت معلوم نہیں۔ مصنف سے یا لاہور ریلیجس بک ڈپو سے وی پی منگوا سکتے ہیں۔ میں ایک طویل ریویو اس پر لکھنا چاہتا تھا۔ مگر [illegible] کا تقاضا اور کمی کی شدت مانع ہوئی۔

راقم [illegible] نور افشاں [illegible] ۱۹۱۱ء۔

[illegible] پادری جی۔ ایم۔ [illegible] اپنے پوری فرماتے ہیں

چند نئی کتابیں زمانہ حال کے مصنف پادری غلام مسیح صاحب پاسٹر لودیانہ کی تصنیف ہیں جو اپنی طرز میں نادر ہیں۔

(نور افشاں مطبوعہ ۲ جنوری ۱۹۱۱ء)

پروفیسر ایس۔ ڈی۔ غوث صاحب ایم۔ اے لاہور فرماتے ہیں

رسالہ تحقیق الاسلام حصہ اول و حصہ دوم مصنفہ پادری غلام مسیح صاحب لودیانوی۔ میں نے جب سے ان دونوں رسالوں کو پایا بسم اللہ سے تائے تمت تک نہایت غور و

دلچسپی سے پڑھا۔ اس کتاب میں مصنف کی باریک نظری، نکتہ شناسی اور مذہبی معلومات کے وسیع ہونے کی داد دیتا ہوں کہ واقعی مصنف نے اپنے مضامین ایک عجیب پیرایہ میں لکھا ہے۔ کاش کہ محمدی صاحبان ان دونوں رسالوں کو بنظر تحقیق بطلب حق مطالعہ فرماویں تاکہ ان کو واقعی مقصود قرآن معلوم ہو۔ اور میری یہی تمنا ہے کہ ایسے مصنف کے خیالات ان کتابوں میں بہتری سے حامی اور معاون ہوں جو پنجاب میں موجود ہیں۔ اور الہٰی مصنف کو اپنے ارادے میں کامیابی ہو۔ چاہیے کہ مسیحی اور محمدی دونوں ان کتابوں کو بہ تفکر مطالعہ فرماویں اور مصنف کی علمی لیاقت اور مذہبی معلومات کی داد دیں ۔

[illegible] از لاہور۔ نور افشاں مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۹ء

پروفیسر اے۔ احمد شاہ کیننگ کالج لکھنؤ لکھتے ہیں

تحقیق الاسلام جس کے پہلے دو حصے بنام حقیقت اسلام و دلیل اسلام چھپ کر تیار ہو چکے ہیں ان کی قدر والا بزرگ پادری [illegible] صاحب منشی [illegible] و حافظ صاحب اور ڈاکٹر احمد شاہ شائق صاحب جیسے اصحاب کی زبان قلم سے ظاہر ہے۔ واقعی اسم بامسمیٰ کتاب ہے اگرچہ بزرگان [illegible] کی تحقیقات [illegible] مثل شمع بمقابل آفتاب ہے مگر [illegible]

حقیقت اسلام کو پڑھنے والے [illegible] قرآن [illegible] ظاہر کیا گیا ہے۔ [illegible] کتاب کا حاصل مطلب نکال سکتے۔ اقراری دلیل میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اسلام کیا نہیں ہے مثلاً سرسید احمد صاحب کا اسلام کو نیچری پہلو میں [illegible] عقلی و نقلی دلائل سے رد کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ آنحضرت کے دعاوی کا [illegible] شائق اسلام نہیں پھر [illegible] کا سچا اسلام نہیں۔ وغیرہ اقراری دلیل میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ [illegible] کیا گیا ہے۔ اس میں [illegible] سے بتلایا گیا ہے کہ اسلام کا آغاز کہاں سے ہے۔ اور قرآن کی رو سے اسلام کو بشارت انجیل سے منسوب کیا ہے۔ اور [illegible] کیا گیا اور خدا کی بادشاہت کو دلیل اسلام جو تحریر و تقریر [illegible] ظاہر کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں قابلِ غور دلیل مسیحیت و محمدیت کے تفاوت کے بارے میں ہے۔ اسلام و مسیحیت ایک ہی بات کو ظاہر کرتے ہیں مگر جونہی کہ اسلام پر حنیفیت کا پیوند لگا مسیحیت و محمدیت میں آسمان و زمین کا فرق ہو گیا حنیفیت کا بیان دوسرے حصہ میں واضح طور سے کیا گیا۔ مگر یہہ لکھنا بیجا نہ ہوگا جیسا کہ ابن ہشام۔ ابن اسحاق حسینی۔ مولوی نجم الدین صاحبان گواہ ہیں۔ کہ حنیفیت کفار عرب کا مذہب تھا پس اس کا اسلام کے ساتھہ تعلق پیدا کرنا ہی تھا کہ اسلام اپنے پایۂ تخت سے گر گیا۔

اہل اسلام جو کہ دوسرا حصہ ہے۔ پہلے حصے کی مانند دو پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔ کہ کون اہل اسلام ہیں۔ اور کون نہیں ہیں مصنف نے نہایت کوشش سے پہلے یہہ ظاہر کیا ہے۔ کہ حضرت محمد صاحب خود حقیقی دینِ اسلام کے پیرو تھے۔ جو پہلے حصے میں مسیحی مذہب کا بدل گردانا گیا ہے۔ یہہ امر ہر دو فریق کے لئے قابلِ غور ہے۔ جویانِ مذہب کو لازم ہے کہ تلاشِ حق میں تعصبات ذات کو برطرف کر کے اس امر کو پایۂ ثبوت تک لے جائیں۔ اس میں شک نہیں کہ مصنف کتاب نے اگر پورے طور سے بباعث طوالتِ مضمون اس کو بیان نہ بھی کیا ہو تو بھی اس بات کو پیش محققانِ دین کیا۔ لازم ہے اس بات پر روشنی ڈالی جائے۔ تاکہ صداقت اسلام یا مسیحیت ظاہر ہو۔

اثنائے بحث میں یہہ بھی بتایا کہ یہودی گو حقیقی اسلام کے وارث تھے کیونکہ حضرت ابراہیم۔ اسحٰق۔ یعقوب۔ موسیٰ اور سب انبیا [illegible] کے شاہد و گواہ تھے۔ مگر چونکہ انہوں نے حضرت عیسے اور انجیل کو رد کیا وے بھی رد کئے گئے اور وارثِ اسلام نہ کہلائے بمصداق وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ۔

اہل اسلام۔ حواریانِ مسیح۔ ان کے شاگرد۔ اصحاب کہف اور خندقوں کے مسیحی ثابت کئے گئے کہ حضرت ابراہیم۔ اسحٰق۔ یعقوب۔ موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے مذہب کے پیرو تھے۔

اس حصے میں قابلِ غور بات انقلاب عظیم ہے جو کہ مدینہ میں واقع ہوا مصنف نے بڑی کوشش اور حوالجات سے بتایا ہے۔ کہ کس طرح حضرت محمد صاحب اور خصوصاً حضرت عمر صاحب نے دین اسلام کا حنیفیت سے میل کیا۔ پانچویں فصل "مدینہ میں عظیم مذہبی انقلاب" قابلِ غور ہے۔

الراقم۔ ایمی۔ احمد شاہ کیننگ کالج لکھنؤ۔ نور افشاں مطبوعہ ۱۴ ستمبر ۱۹۱۵ء لودہانہ پنجاب

اشتہار

تحقیق الاسلام مسیحی اور محمدی صاحبان کے لئے صلح باہمی کا پیغام ہے۔ طرفین کے لئے اس امر کا اعلان ہے کہ مسیحیوں اور محمدیوں میں مسیحیت و اسلام اور اُنکے ارکان وعقاید ہرگز موجب فساد وجدائی نہیں ہیں مسیحیت و اسلام کے ارکان وعقاید طرفین میں مشترک اور مسلمہ حقایق ہیں کسی مسیحی کو جائز نہیں کہ وہ اسلام کے نام سے اہل قرآن کے عقاید ومسلمات کی تکذیب وتوہین کرے نہ کسی اہل قرآن کو واجب ہے کہ مسیحیت کے نام سے مسیحیت کی یا مسیحیت کے مسلمات وعقاید کی توہین وتکذیب کرے۔ کیونکہ مسیحیت و اسلام اپنے عقاید مشترکہ میں احد شے کے دو نام ہیں ❖

مسیحیت و اسلام کا مخالف ومکذب دین مسیحیت و اسلام کا غیر دین ہے اس کے عقاید ہیں۔ اس کی رسومات ہیں جو مروجہ قرآن کے متن سے ظاہر وثابت کیا گیا ہے۔ یہہ غیر مسیحیت و غیر اسلام دین اپنے عقاید ومراسم کے ساتھ جیسا مسیحیت اور اس کے عقاید کا ویسا ہی اسلام اور اس کے عقاید وارکان کا مخالف پایا گیا ہے جیسے مسیحیت کی عزت وحرمت کے لئے اس غیر اسلام دین کا ازروئے قرآن [illegible] ثابت ہوا ہے ویسا ہی اسلام ومتعلقات اسلام کی عزت وحرمت کے لئے اس کا ترک کرنا واجب [illegible] ہے۔ اگر اہل قرآن غیر اسلام سے دست بردار ہوجائیں تو اہل مسیحیت اور اہل قرآن میں مذہبی اتحاد و اتفاق [illegible] ہے۔ اس مطلب کی توضیح وتشریح میں تحقیق الاسلام کا

حصہ اول حقیقت الاسلام تیار ہے قیمت مع محصولڈاک [illegible] ہے ❖

حصہ دوم۔ اہل الاسلام بھی تیار ہے قیمت مع محصولڈاک ایکروپیہ ❖

حصہ سوم۔ الہ الاسلام زیر طبع ہے اس کی قیمت مع محصولڈاک ایکروپیہ ۸ر ہوگی تینوں حصوں کے خریداروں کو دو روپیہ چار آنہ میں تینوں حصے ملیں گے۔ جو صاحبان تحقیق الاسلام کے پانچوں حصوں کے خریدار ہونگے اُن کو یہہ تینوں حصے دو روپیہ میں ملیں گے۔ زیادہ کاپیوں کے خریداروں کو ڈسکونٹ بھی دیا جائیگا ❖

المشتہر۔ پادری غلام مسیح پاسٹر پسبٹیرین چرچ ان انڈیا لودیانہ پنجاب

شکریہ

ہم ڈاکٹر ویری کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے سی۔ ایل۔ ایس کی طرف سے تحقیق الاسلام کا حصہ اول شائع کرایا۔ ہم مسٹر ایس۔ ایم۔ سٹوکس صاحب کا دل سے شکریہ ادا کرتے جنہوں نے حصہ دوم کی اشاعت کا تمام خرچ اپنے ذمہ لیا۔ پادری طالب الدین بی۔ اے پاسٹر نولکھا چرچ لاہور کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے تحقیق الاسلام کی تیاری میں مصنف کو اکثر اوقات عمدہ مشورے دیئے۔ سب سے آخر میں ہم پروفیسر محمد اسمٰعیل خان ایم۔ اے۔ یونگ کالج الہ آباد کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے تحقیق الاسلام کی تصنیف میں پروف ریڈنگ کا کام اپنے ذمہ لیا اور ہماری بیشبہا مدد فرمائی۔ ہماری دعا ہے خدا ان صاحبان کو کثرت سے اپنی برکت عطا فرمائے۔ آمین۔ مصنف +

ایک التماس

خدا نے تحقیق الاسلام کی تحریر تو پوری کروا دی مگر اس کی اشاعت کے لئے روپیہ ہمیں نہیں دیا ہے۔ وہ کسی مسیحی کے پاس ہے [illegible] کی [illegible] جو بیکار پڑے ہیں وہ صاحبان محمدی قوم کی نجات کی فکر میں ہیں [illegible] سے محبت رکھتے ہیں ان سے گذارش ہے کہ تحقیق الاسلام کی اشاعت [illegible] روپیہ سے امداد فرمائیں۔ خواہ شائع شدہ حصص کو خرید کر مدد فرمائیں۔ خواہ چندہ دے کر۔ بہر حال ہم مسیحی دوستوں کی مدد کے سخت محتاج ہیں۔ ناظرین آپ کون سے طریق سے ہماری مدد کریں گے۔ یقین ہے کہ تحقیق الاسلام محمدی قوم کو خداوند یسوع مسیح کے پاس لانے کا ایک اعلیٰ وسیلہ ہو۔ مصنف

حقیقت الاسلام کے مضامین کی فہرست

موجودہ معتقدان قرآن اور اسلام +
تعریف اسلام از سرسید مرحوم +
سرسید کی تعریف کی تردید +

اسلام کی دوسری تعریف +
اسلام کی تیسری تعریف +
اسلام کے سچے عارفوں کی تعریف الاسلام +
قرآن اور اسلام کی تعریف +
بائبل اور حقیقت اسلام +
ملت حنیف اسلام اور خدا کی بادشاہت کا غیر دین ہے +
حنفیت بت پرستان عرب کا مذہب ہے +

تحقیق الاسلام کا دیباچہ

ہم مسلم مسیحی اس مذہبی جنگ وجدل اور بحث وتکرار کو دیکھکر جو مسیحیوں اور محمدیوں میں صدیوں سے چلی آتی ہے۔ اور اس حقارت اور نفرت کو دیکھکر جو ہماری مادر مہربان اپنے اُن فرزندوں سے ظاہر کرتی آئی ہے جو مسیحی ہوتے رہے ہیں۔ اور اُن بُرے سلوکوں کو دیکھکر جو ہماری قوم کے [illegible] سے قومی بزرگ۔ ہماری قوم کے علما مسیحی ہونے کی بابت نو مسلم مسیحیوں کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ مجبور ہوئے ہیں کہ مسیحی اور محمدی دنیا پر دین اسلام کی حقیقت ظاہر کردیں۔ ارکان اسلام [illegible] اسلام کا اظہار کردیں۔ دنیا کو بتلا دیں کہ اہل اسلام کون ہیں اور کہاں پائے جاتے ہیں۔ الہ الاسلام کی حقیقت کی۔ اور اصول اسلام کی تشریح وتوضیح کردیں۔ روح الاسلام کی کل کیفیت کو ترتیب دیدیں۔ اور بتلا دیں کہ غیر اسلام۔ غیر اسلامی عقاید۔ غیر اسلامی امت۔ غیر اسلامی خدا کیا ہے۔ اسلام اپنے متعلقات سے دین مسیحی سے کیا رشتہ رکھتا ہے جسے اہل قرآن نے دین اسلام کہا ہے وہ درحقیقت کیا شے ہے؟ مختصر یہ ہو کہ تحقیق الاسلام مسیحیوں اور محمدیوں کے مذہبی اختلافوں اور جھگڑوں کا وہ فیصلہ ہے جو اہل قرآن کے مسلمات نے تیرہ سو برس پیشتر سے مسیحیت اور اس کے حقوق کی بابت ادا فرمایا تھا۔ ہم اسے مسیحی اور محمدی دنیا کے روبرو اسلئے لاتے ہیں کہ اس سے ہر کلمہ گو محمدی کا مسیحی ہونا عین منشائے اسلام و قرآن کا تکمیل ثابت ہو مسیحیوں اور محمدیوں میں جو مذہبی ضد وفساد

چاہتا ہے وہ برہانے قرآن ہمیشہ کے لئے مٹ جائے۔ اُن میں مذہبی اور اعتقادی اتفاق و اتحاد پیدا ہو جائے۔ غیر اسلام سے دست برداری کی جائے اور مسیحیت و اسلام کی حقانیت پر اتفاق کیا جائے ÷

اہل بائبل اور اہل قرآن کے مذہبی اتفاق و اتحاد کی ضرورت ہم نے اہل قرآن کے مسلمات سے تحقیق الاسلام کے حصص ذیل میں ثابت کی ہے جو ہر ایک مسیحی اور محمدی کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں ÷

حصہ اول۔ حقیقت الاسلام ہے۔ اس میں مسیحیت و اسلام کو دین واحد ثابت کرکے غیر مسیحیت و اسلام کی غیر حقانیت دکھائی گئی ہے ÷

حصہ دوم۔ اہل الاسلام ہوگا۔ اسمیں مسیحی اور مسلمونکی واحدانت ثابت کرکے غیر مسیحی و مسلمونکا مسیحی یا مسلم ہونیکا بیجا دعوی دکھایا گیا ہے ÷

حصہ سوم۔ الہ الاسلام ہے۔ جس میں عقیدہ کی الہی توحید اور الہ الاسلام کی واحدہتی ثابت کرکے غیر الہ المسیحیت و الہ الاسلام کی غیر حقانیت دکھائی گئی ہے ÷

حصہ چہارم۔ اصول الاسلام کے نام سے نامزد ہوگا۔ اس میں مسیحیوں کی بائبل اور قرآن محمدی کی وحدانیت ثابت کرکے غیر بائبل و قرآن محمدی کی غیر حقانیت دکھائی گئی ہے ÷

حصہ پنجم۔ روح الاسلام ہے۔ جس میں خداوند یسوع مسیح کی قرآنی اور حدیثی شخصیت کی [illegible] الوہیت دکھائی جائیگی ÷

غرضیکہ تحقیق الاسلام مسلمات اسلام کی سندات سے مسیحیت اور اس کے عقائد و حقوق کی بابت اُن فیصلوں کا مجموعہ ہے جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر مکہ اور مدینہ میں آنحضرت محمد نے دنیا کو سنائے تھے۔ یہہ قرآن شریف کی اعلیٰ تعلیم کا مجموعہ ہے جو اس کے متن میں مخفی چلی آتی تھی۔ یہہ مسیحیت کی حقانیت کے اُن براہین کا مجموعہ ہے جنہوں نے عرب کے کفر و نفاق اور شرک کے قلعوں کو مسمار کرکے اہل عرب کو تہذیب و شائستگی کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچایا تھا ÷

تحقیق الاسلام کی ضرورت کی بابت اور طرز تحریر کی نسبت ہم کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں دیکھتے کیونکہ یہہ دونوں باتیں اس کتاب کے ساتھ خود بخود ناظرین کے روبرو آجائینگی۔ البتہ یہہ قدر عرض کئے بغیر ہم آگے نہیں بڑھنا چاہتے کہ ہم نے تحقیق الاسلام کی تحریر میں کسی کی دل شکنی

یا دل آزاری کی کوشش نہیں کی اگر اس پر بھی کہیں سہواً کوئی بات کسی کی دل آزاری کا باعث ہماری تحریر میں پائی جائے تو ناظرین معاف فرماویں +

حصہ اول حقیقت الاسلام

کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اہل بائبل اور اہل قرآن میں مسیحیت اور اسلام کی حقانیت یا عدم حقانیت پر بحث و تکرار کا بازار گرم چلا آیا ہے ۔ بلکہ اسے ہنوز روز اول ہی خیال کرنا چاہیے ۔ مسیحیوں کی طرف سے اسلام کے خلاف بہت کچھ لکھا جا چکا اور اہل قرآن کی طرف سے مسیحیت کے خلاف بہت ہی لکھا جا چکا ہے ۔ لہذا مسیحیت و اسلام کی حقانیت یا عدم حقانیت ایک سخت مورچہ ہے ۔ جسے درحقیقت قلم و دلیل سے کوئی فتح نہیں کر سکا ہے +

حصہ اول میں ہمارا حملہ سب سے پہلے اسی مورچہ پر کیا گیا ہے ۔ ہم نے مسیحیوں کی تحریرات کے لشکر سے اسپر چڑہائی نہیں کی صرف اہل قرآن کے مقبولات کی فوج فراہم کر کے اسپر حملہ کیا ہے جسے منقولی لشکر کی چڑہائی کہہ سکتے ہیں ۔ ہم اپنی زبان سے اس کی بابت کچھ نہیں کہینگے ۔ صرف ناظرین کی ہدایت و تسلی کے لیئے حقیقت الاسلام کو پیش کر دیتے ہیں ہر ایک ناظر دیکھ لیگا کہ یہہ اہم مورچہ فتح ہو چکا ہے یا کچھ کسر باقی رہ گئی ہے +

سوال یہہ ہے کہ حقیقی اسلام کیا ہے اور کہاں پایا جاتا ہے ۔ حقیقت الاسلام اس سوال کا جواب ہے اور مختصر سا جواب ہے ۔ ناظرین غور و فکر سے اور تعصب و ضد سے خالی ہو کر پڑہیں تو معلوم ہو جائیگا کہ اسلام کی حقیقت و ماہیت جو علمائے قرآن نے سمجھی تھی وہ واقعی ادہوری اور ناتمام تھی بلکہ اکثر علما تو غیر اسلام کو اسلام سمجھ بیٹھے ہوئے تھے ہم کہتے ہیں کہ اسلام مسیحیت ہے اور مسیحیت اسلام ہے ۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے جس کا ثبوت حقیقت الاسلام کے اوراق میں موجود ہے پڑہکر تسلی کر لو +

ہم حقیقتِ اسلام کا بیان اپنے زمانے کے علما سے شروع کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اِن علما نے اِسلام کو کیا شے سمجھا ہی؟ اِس طرح ہم اسلام کی تحقیق کرتے ہوئے پیچھے کو ہٹتے چلے جائینگے اس طریق سے امید ہی کہ ہم حقیقت اسلام تک پہنچ جائینگے +

موجودہ معتقدانِ قرآن اور اسلام

سب سے پیشتر حقیقتِ اسلام کا بیان کرنے کو ہم حاضرین کے روبرو سر سیّد احمد مرحوم کو پیش کرتے ہیں یہہ بزرگ اپنی لیاقت و علمیّت اور مرتبہ او منصب میں تمام ہندوستان میں شہرتِ کمال رکھتے ہیں اور عام طور سے تمام محمدی قوم میں عزت و قبولیت پا چکے ہیں۔ آپ حقیقت اِسلام کا بایں الفاظ بیان فرما گئے ہیں +

اَلْاِسْلَامُ هُوَ الْفِطْرَةُ وَالْفِطْرَةُ هِيَ الْاِسْلَامُ۔ یعنے اسلام جو ہی وہ فطرت ہی اور فطرت جو ہی وہ اسلام ہی +

اور فطرت اسلام کا دوسرا نام ہی۔ لامذہبی بھی درحقیقت اسلام ہی کیونکہ لامذہب بھی کوئی مذہب رکھتا ہی اور وہی اسلام ہی +

اگر تمام جہان کے مذاہب کی اُن قیود و مُمیّزات کو نکال ڈالو جن سے ایک مذہب دوسرے سے مُمیّز ہوا ہی تو بھی کوئی چیز ایسی باقی رہیگی جو بلاتخصیص ہوگی اور وہی لامذہبی ہی اور وہی اسلام ہی اور وہی عین فطرت و نیچر ہی +

جو آدمی نہ کسی نبی کو مانتا ہو اور نہ کسی اوتار کو اور نہ کسی کتاب الہامی کو اور نہ کسی حکم کو جو مذاہب میں فرض اور واجب سے تعبیر کئے گئے ہیں بلکہ صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہو وہ آدمی کسی مذہب میں نہیں ہی مگر مسلمان ہی +

اور جو لوگ خدا کے بھی قائل نہیں ہیں وہ بھی مسلمان ہیں کیونکہ وہ حقیقتاً خدا کے منکر نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی دلیل خدا کے ثبوت میں نہیں ہی اور چونکہ

خدا پر یقین کرنا انسان کا امر طبعی ہی اس لئے بلحاظ امر طبعی کے وہ مصدق وجود باری ہیں اِس لئے اہل جنّت ہونے میں کیا باقی رہا؟ تہذیب الاخلاق جلد بابت سنہ ۱۲۹۶ ہجری صفحہ ۴۱-۴۳ و ۱۰۰- و مذہب الاسلام صفحہ ۲۳۵+

یہہ ہوسکتا ہی کہ ناظرین میں سے سب کے سب اسلام کی تعریف مذکور پر عاشق ہوں اور اگر ایسا ہووے تو ہمیں اسی تعریف کی تائید یا تکذیب کرنی آسان ہوگی مگر ہم کو اس بات کا بھی یقین ہی کہ سامعین میں سے بعض بلکہ اکثر ایسے اصحاب ضرور ہونگے جو اس تعریف اسلام کو کفر از اسلام کی تعریف یقین کرتے ہونگے۔ لہذا ہمارے خیال میں فی الحال تعریف مذکور کی تردید کرنی ضرور نہیں ہی کیونکہ اہل قرآن کے کثیر گروہ نے نہ صرف اس تعریف کے معروف اسلام کی سچائی قبول نہیں کی بلکہ اس کو ایک بدعت سمجھا ہی۔ اِس لئے ہم بھی ابتدا میں کثیر گروہ کے ہمخیال ہوکر کہتے ہیں کہ درحقیقت یہہ اسلام کی تعریف نہیں ہی پر کفر از اسلام کی تعریف ہی جسے خود پرستی کہا جاسکتا ہی+

اگرچہ کفر از اسلام تعریف مذکور کا سب سے بڑا مطلب ہی تو بھی سرسید مرحوم کی تعریف مذکور کو خلاف موجودہ قرآن کے ظاہر و ثابت کرنا ایک مشکل کام ضرور ہی۔ تعریف مذکور میں دو لفظ ہی جمع کئے گئے ہیں یعنے فطرت اور اسلام۔ اور ہر دو لفظ قرآن کے ہیں۔ شاید کوئی کہے کہ اسلام تو قرآن کا لفظ ہی پر "فطرت" نہیں ہی۔ تو ایسے معترض کو ہم لفظ "فطرت" کی سند بھی سنا دیتے ہیں لکھا ہی۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ط فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔ پھر تو یکسو ہوکر دین پر متوجہ بن جا۔ وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا اُس نے آدمیوں کو۔ خدا کی خلقت میں تبدیلی نہیں ہوسکتی یہی سیدھا دین ہی روم آیت ۳۰ (ترجمہ علامہ محمد فرید وجدی)

پس سرسید کی تعریف الاسلام میں لفظ فطرت سورہ روم آیت ۳۰ سے آیا ہے اور فطرت کا مفہوم سرسید نے سورہ روم کی آیت ۳۰ سے لیکر اسلام کو دیا ہی جس سے وہ معانی پیدا ہوگئے ہیں جو سرسید نے تعریف الاسلام سے اخذ کئے ہیں۔ لہذا گو ہم نے

اوروں کے ہمخیال ہوکر سرسید کی تعریف الاسلام کو کفر از اسلام کہا ہی مگر اس کا ہرگز یہہ مطلب نہیں ہی کہ سرسید کی تعریف الاسلام موجودہ قرآن عربی کے خلاف ہی بلکہ ہم نے دکھا دیا کہ سرسید کی تعریف الاسلام قرآن کے ضرور موافق ہی۔ اِس لئے ہمارے اِس کہنے کا کہ تعریف مذکور کفر از اسلام کی تعریف ہی یہہ مطلب ہرگز نہ رہا کہ یہہ تعریف قرآن عربی کے خلاف ہونے کی جہت سے کفر از اسلام ہی۔ بلکہ ہمارے مفروضہ قول کا مطلب یہہ ہی کہ سرسید مرحوم کی تعریف الاسلام قرآن عربی کے موافق ہی۔ مگر تو بھی وہ کسی نامعلوم وجہ سے کفر از اسلام ضرور ہی *

ایک اور بات بھی ذکر کردینی ضرور ہی کہ سرسید احمد نے جو فطرت کی ایسی عظمت بڑھائی ہی کہ اُسے اسلام کا مترادف بنا دکھایا ہے اس میں بھی سرسید تنہا نہیں ہی فطرت کی عظمت کے دوسروں نے بھی راگ گائے ہیں اور ابتک گا رہے ہیں۔ اِس بات کے چند گواہ گواہی کے لئے حاضر ہیں مثلاً:۔

۱۔ مولوی فیروزالدین ڈسکوی سورۂ روم آیت ۳۰ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

خدا کا فطری دین وہی ہی جس پر لوگوں کو پیدا کیا فطرت اللہ میں تبدیلی نہیں ہی یہی دین سیدھا ہی پر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ . . . . یہہ ہی اسلامی فطرت اور سچا اسلام جس میں کسی بشر کو تبدیلی کرنے کا حکم نہیں ہی اور یہی دین ہی قیم جس پر ہر ایک بشر کو چلنے کا حکم ہی اور وہی لوگ خوش نصیب ہیں جو فطرت پر قایم ہوکر دنیا و دین کی خوبیاں حاصل کریں۔ انسان اور اس کی تقدیر یا تصویر صفحہ ۱۰۸ و ۱۱۳ *

۲۔ علّامہ محمد فرید وجدی بک صاحب فرماتے ہیں

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ۔ یعنے ہر ایک بچّہ ماں کے پیٹ سے ایسا پاک وصاف نکلتا ہی کہ اُسکا دل موروثی عقاید یا کسی مذہب کی پابندی کے خیالات سے مبّرا ہوتا ہی نہ اس میں کسی چیز کو پسند اور دوسری شئے کو ناپسند کرنے کا احساس ہوتا ہی اور نہ تعصب کا جوش اس کے سینے میں موجزن ہوتا ہی۔ یہی خالی الذہن ہونے کی حالت ہی جو خداوند کریم اپنے دیندار بندوں سے چاہتا ہی تاکہ وہ اس ذریعہ سے نورِ ایمان کو قبول کرنے کے قابل ہوں اور ان کے اور خداوند کے مابین اندھی تقلیدوں یا آبائی باطل پرستی کی موروثی (جنبہ داریوں) کا کوئی پردہ حائل نہ رہے اور اس باعث سے اسلام کا نام دین الفطرۃ رکھا گیا ہی اور خداوند کریم نے انسان کو ایسے فطری دین کی پابندی کا حکم دیا ہی۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ روم آیت ۳۰۔ از سفیر الاسلام بجانب اقوام +

۳۔ سورہ روم آیت ۳۰ کے اصول پر علّامہ شیخ عبد الرؤف صاحب دلائل فضائل الاسلام میں فرماتے ہیں

کوئی مولود نہیں ہی مگر پیدا ہوتا ہی اوپر ایک خاص فطرت کے پس اُس کے ماں باپ اُس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں بخاری اور مسلم +

فطرت سے ٹھیک مراد یہہ ہی کہ سب خیالوں سے سادہ و خالی الذہن اور سیکھنے کے لئے آمادہ پیدا ہوتا ہی صفحہ ۲۳ . . . فرمایا آنحضرت نے کہ اگر کوئی کہے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو یقین کرلو پر انسان کی فطرت کی تقلیب کا یقین نہ کرو صفحہ ۲۹۔ یعنے اسکی فطرت

ہی اس طرح کی مخلوق ہی کہ نیکی یا بدی دونوں کا کم و بیش اکتساب کرے اور جبکہ خالی الذہن پیدا ہوتا ہی اور نیکی اور بدی دونوں اس کے سامنے آتی رہتی ہیں کیونکہ دور ہوتا رہتا ہی تو ضرور ہی کہ وہ دونوں کو اکتساب کرے۔ صفحہ ۱۳۱+

۴- امام اعظم فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے خلقت کو کفر و ایمان سے خالی پیدا کیا ہی . . . خدا نے انسان کو نہ مومن پیدا کیا ہی اور نہ کافر پیدا کیا ہی۔ فقہ اکبر۔ انسان اور اسکی تقدیر با تصویر صفحہ ۱۴۹+

فطرت انسانی کی تعریفات مذکورہ بالا کو دیکھ کر اور سُنکر بلا توقف ہر ایک سننے والا یہ کہنے کو ضرور تیار ہو جائیگا کہ جس فطرت بشری کی امامت سر سید نے ظاہر فرمائی ہی اس کی عظمت و عصمت پر تو تمام علما ایک زبان ہو کر شور مچاتے سُنائی دیتے ہیں پس معلوم ہوا کہ سر سید کی تعریف الاسلام ایسی تعریف ہی جس کو کل علما مانتے ہیں اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ زمانہ حال کے تمام نہیں تو اکثر علمائے قرآن نے آپ کی تعریف کو قبول کر رکھا ہی اور بظاہر اس تعریف کا بعض نے انکار کر کے اسلام کا مفہوم کچھ اور سمجھا ہی۔ پس ہمارے زمانے اور ملک کے علماء نے بعض کو چھوڑ کر اسلام کی اُسی تعریف کو قبول کر لیا ہی جو سر سید مرحوم کر گئے ہیں بلکہ آپ کی تعریف و تشریح ایسی عام ہو چکی ہی کہ آخر کار مرزا جی اور آپ کے تابعین کو بھی تعریف الاسلام کی جہت سے سر سید کا احسان ماننا لازم آگیا ہی کیونکہ مرزا جی نے جو کچھ (تشحیذ الاذہان مطبوعہ ۱۰ر جنوری ۱۹۰۶ء جلد ۳ نمبر اول کے صفحہ ۱۹ و ۲۲ و ۳۶ میں اور رسالہ پیغام صلح اور کرشن اوتار میں) اصولاً ظاہر فرمایا تھا وہ سر سید مرحوم ہی کی تعریف و تشریح کا لب لباب ہی جس میں تمام ادیان اور اُن کے پیشواؤں اور کتابوں کو منجانب اللہ مانکر اُن کو نبی اور رسول تسلیم کر لیا گیا ہی۔ اور ایسا ہی علامہ محمد فرید وجدی نے رسالہ سفیر الاسلام بجانب اقوام میں ظاہر و بیان کیا ہی۔ پس گو محمدی دنیا کو سر سید کی تعریف مذکور کے ساتھ بالکلیہ اتفاق نہ

مگر عملاً سرسید کی تعریف الاسلام کی داد دیتے ہیں +

سرسیّد کی تعریف الاسلام اور ہم

تعریف مذکور کی عقلی طور سے تردید

سرسید کی تعریف الاسلام میں "فطرۃ" ہی ایک ایسا لفظ ہی جس میں مغالطہ پایا جاتا ہی اس لفظ کے معانی آفرینش۔ اصل خلقت پیدائش۔ خلقت۔ نیچر۔ قدرت۔ وہ شکل جو بچہ پیٹ میں اختیار کرتا ہی مضغہ۔ لوتھڑا۔ ہیولا۔ ذات۔ دانائی۔ زیرکی۔ عقلمندی کے ہیں۔ فرہنگ آصفیہ

سرسید کی مراد اس سے وہ طبیعت بشریہ معلوم ہوتی ہے جس میں بلا امتیاز ہر ایک بشر مساوی حصہ رکھتا ہے اور آپ کی یہہ مراد "ذات انسانی" کی مترادف ہی جس میں بلا امتیاز ہر ایک بشر مساوی حصہ رکھتا ہی اور آپ کی فطرۃ سے مراد ذات انسانی نہ بھی ہو تو بھی آپ نے لفظ "فطرۃ" کو معانی کی وسعت کے اعتبار سے ذات انسانی کے معانی کے برابر ضرور کر دیا ہی جس کے سبب سے اسلام کی تعریف میں وہ مغالطہ راہ پا گیا جو اُس تعریف میں پایا جاتا ہی +

اگر لفظ "فطرۃ" کے لغوی معانی کو مدنظر رکھ کر سرسید کی تعریف پر لحاظ کیا جائے تو تعریف مذکور سے صرف یہی ایک مطلب نکلتا ہی کہ جس فطرۃ پر ہر ایک بچہ یا آدمی پیدا ہوتا ہی اُسی کے تقاضوں کی ہر ایک بشر کو تقلید کرنی چاہیے کیونکہ حقیقی اسلام فطرۃ بشریہ کے جذبات اور تقاضوں کی متابعت کا نام ہی اور یہہ نتیجہ یا مطلب ہمارے نزدیک نامعقول ہی +

اِس کے نامعقول ہونے کی پہلی وجہ یہہ ہی کہ سب بچّے یا آدمی مختلف طبائع یا فطرتوں پر پیدا ہوتے ہیں ان کی فطرتوں کے جذبات و تقاضے یکساں نہیں ہوتے۔ ان کی ذہنی لیاقتیں برابر نہیں ہوتی ہیں۔ دو لڑکے کسی سکول یا کالج میں ایک ہی جماعت میں ہو کر ایک ہی کورس پڑھتے ہیں پر وہ فطرۃً مساوات کے ایک ہی نقطہ پر ثابت نہیں ہوتے۔ گو وہ امتحان میں بھی کامیاب ہو جاتے ہیں مگر ان کی فطرۃ کی قابلیتیں اور اُنکے جذبات

اور تقاضے مختلف ہی رہتے ہیں۔ پس فطرۃً ہر ایک بچہ فطرۃ زیر بحث کے وزن اور وسعت اور اوصاف جبلی میں ہر ایک پہلو سے مساوی نہیں ہوتا ہی بلکہ فطرۃ کے حصے میں کمی بیشی ثابت ہی۔ ایسے حال میں فطرہ کو اسلام قرار دینا اُن پر ضرور ظلم کرنا ہی جو دنیا میں کمزور فطرت کے ساتھ پیدا ہوئے کیونکہ قوی فطرۃ کے اصحاب اپنی فطرت کے تقاضوں کی تکمیل میں اُن کا بلا خوف خون پی سکتے ہیں اور مظلوموں کی دادرسی محال ہی +

پھر سر سید کی تعریف کا مطلب اِس لئے بھی نامعقول ہی کہ فطرۃ کے جذبات اور تقاضوں کی تقلید کرنے کے خیال سے بدی اور گُناہ اور گناہ کی تمام صورتوں کا انکار کیا جا سکتا ہی اور فطرۃ پرست کرتے بھی ہیں۔ چنانچہ سر سید نے اپنی تعریف کی توضیح میں صفا انکار کیا بھی ہی +

گناہ کا وجود دنیا میں ایک حقیقت ہی۔ کوئی عقلمند و واقفکار اس کا انکار نہیں کر سکتا ہی اور پھر فطرۃ بشریہ ہی گناہ کا مسکن ہو رہی ہی۔ تمام نوع انسان کی فطرتوں کو فرضاً مردہ کر دیکھو تو دنیا میں گناہ کا نام و نشان مٹ جائیگا اور فطرۃ انسانی میں گناہ کے مسکن گزیں ہونے کی جہت سے دنیا میں کہرام برپا ہی۔ مگر فطرۃ پرست گناہ کے وجود کا انکار کرکے گناہ اور گناہگاری کو جزو اسلام بناتے ہیں جو کسی طور سے جائز نہیں +

جمیع علمائے قرآن نہیں تو بعض علمائے قرآن نے فطرۃ بشریہ کو کفر و ایمان یا مذہب و لامذہبی کی نسبتوں سے خالی مانا ہی ہم نے بعض کے اقوال سُنا دیئے ہیں اگرچہ ان کے اقوال اُن کے مسلمات کے خلاف ہیں خصوصاً تقدیر کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ مگر فرض کرو کہ ان کے اقوال درست ہیں۔ تو اُن اقوال سے صرف یہی بات پیدا ہوتی ہی کہ فطرۃ بشریہ خالی شئے ہی۔ گو اُس میں نیکی اور بدی کے اکتساب کی قوائے موجود ہیں مگر جو فطرۃ ہر ایک بچہ لیکر دنیا میں آتا ہی وہ خالی الذہن کی حالت ہی اور اس سے زائد سر سید کی فطرۃ سے مراد نہیں ہو سکتی ہی اگر فطرۃ سے کچھ مراد سر سید کی ہی تو خالی الذہن کی ہی پس ہم کہیں گے کہ اگر فطرۃ سے آپ کی یہی مراد ہی تو فطرۃ اسلام کیسے بن گئی؟ وہ فطرۃ تو محض

خلا کی حالت ہو اس میں تابع اور متبوع کون ہو سکتا ہو؟ اور پھر اسی حالت کو ہر ایک بچہ اپنی زندگی کے تمام سلسلے میں کیسے ساتھ لیجا سکتا ہو؟ ہرگز یہہ بات ممکن نہیں کیونکہ جس دنیا میں یہہ بچہ پیدا ہوا ہو اُس کے قوانین اور اُس کا انتظام اُسکے بالکل خلاف ہو +

پر شاید سر سید کا یہہ مطلب نہ ہو۔ آپ کا فطرت سے یہہ مطلب ہو کہ یہہ خالی الذہن فطرۃ جن جذبات اور خواہشات وغیرہ سے بھرتی جائے اُنہیں جذبات اور خواہشات وغیرہ کی تقلید اسلام ہو۔ اِس کے جواب میں یہہ بات کہی جا سکتی ہو کہ ہماری دنیا میں کسی انسان کی فطرت کے جذبات اور خواہشات کی پیروی اور تکمیل کا ایسا انتظام نہیں ہو۔ کیونکہ فی زمانہ بنی آدم کی خواہش رہی کہ وہ دولت مند ہوتا چلا جائے تمام اختیارات دنیا اُسے حاصل ہوویں صحت وتندرستی اُسکی میراث ہووے۔ خوشی اور فرحت تسلّی واطمینان کے کل اسباب اُسے حاصل ہوں۔ ٹوٹا خسارہ نقصان۔ رنج والم۔ دُکھ۔ بیماری اور موت کے اسباب اسکے سامنے نہ آئیں۔ مگر دُنیا میں ایسا حال نہیں ہو۔ آدمی اپنی فطرۃ کے جذبات وخواہشات کو نہ صرف پورا نہیں کرتا ہو بلکہ اگر پورا کرنا چاہے تو بھی نہیں کر سکتا۔ ایسی مجبور فطرۃ کے جذبات وخواہشات کی تقلید کا عازم ہونا نہ صرف مذہب کی حقیقت کو برباد کرنا ہو بلکہ ہر ایک بشر کا معمولی زندگی سے ہاتھ دھونا اور امن عامہ کو تباہ کرنا ہو +

ہم پھر کہتے ہیں کہ سر سید کی تعریف کی فطرۃ اُنہیں کے نزدیک امامت کے لائق سمجھی نہیں گئی۔ کیونکہ آپ ہی نے مذہب اسلام کی تعریف کرتے ہوئے فطرۃ بشریہ کے جذبات وخواہشات کی تقلید جائز نہ سمجھی۔ آپ نے مذہب اسلام کی یوں تعریف کی تھی :-

”اِس سے سوال پیدا ہوتا ہو کہ مذہب اسلام کیا ہو؟ ہم جواب دیتے ہیں کہ مذہب اسلام صابئین مذہب کے الہامی اصول اور احکام اور مسائل کی تکمیل اور ابراہیمی مذہب اور عرب کے دیگر الہامی مذہبوں کے اصول اور احکام اور مسائل کی تکمیل اور نزہبت اور یہودی مذہب کے الہامی اصول اور احکام اور مسائل کی قرار واقعی تکمیل اور اللہ جل شانہ کی وحدانیت کی ایسے اعلیٰ درجہ پر توضیح ہو کہ کسی اور مذہب میں اس

تکمیل سے نہیں تھی اور جسکو ہم وحدت فی الذات اور وحدت فی الصفات اور وحدت فی العباد سے تعبیر کرتے ہیں اور اخلاق کے اُن اصولوں کی جن کی خداوند عیسیٰ نے دراصل تلقین کی تھی تکمیل ہے اور ان تمام مذاہب کے الہامی اصول اور احکام اور مسائل کی تکمیل اور اجتماع کا نام اسلام ہے" خطبات احمدیہ صفحہ ۱۴۴ و ۱۴۵۔ پس ہم ہر ایک ناظر سے التماس کرتے ہیں کہ سرسید کی تعریف الاسلام کو جسپر ہم بحث کر رہے ہیں سرسید کے "مذہب اسلام کی تعریف کے مقابل رکھ کر دیکھیے تو نہایت صفائی سے سرسید کی تعریف کی "فطرۃ" بحث کے میدان سے خارج دکھائی دیویگی۔ اب کہو کہ ہم سرسید کی تعریف کی "فطرۃ" سے اور کیا سلوک کریں؟ وہ مذہب اسلام سے خارج ہے اور اسلام بلا نسبت کی تعریف کا حصہ ہے لہذا سرسید کی تعریف کی "فطرۃ" انہیں کے قول سے امامت سے خارج ہوئی۔ اس لئے عقلی بحث اسی جگہ ختم ہے +

سرسید کی تعریف کی نقلی طور سے تردید

ہم نے سرسید کی تعریف اسلام کو عقل کی روشنی میں دیکھا اور آپ کی "فطرۃ" پر اختصار سے غور کیا اب نقل سے ہم اُس تعریف کی تکذیب کرتے ہیں +

سرسید قرآن شریف کو شدت سے پیار کرتے تھے آپ نے اُس پر تفسیر بھی لکھی اور اُس کی عمر بھر حمایت کی وہ اپنے زعم میں قرآن کو صدق دل سے مانتے تھے۔ اُسی قرآن میں سرسید کی تعریف کے اسلام کی فطرۃ پر کچھ کچھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے +

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ط أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ط أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ۔ اور البتہ تحقیق کئے ہم نے واسطے دوزخ کے بہت جنوں میں سے اور بہت آدمیوں میں سے۔ واسطے اُن کے دل

ہیں کہ نہیں سمجھتے ساتھ ان کے اور واسطے انکے آنکھیں ہیں کہ نہیں دیکھتے ساتھ انکے اور واسطے اُن کے کان ہیں کہ نہیں سُنتے ساتھ اُن کے۔ یہہ لوگ مانند چارپایوں کے ہیں بلکہ وہ زیادہ تر گمراہ ہیں۔ یہہ لوگ وہی ہیں غافل۔ اعراف ۲۲ رکوع۔ پھر سورۂ یٰسٓ میں آیا ہے:-

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۔ اور تم میں سے کثیر جبلتیں گمراہ ہیں پس کیا تم نہیں سمجھتے ہو۔ آیت ۶۲۔ پھر لکھا ہے:-

اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۔ تحقیق وہ ظلم پیشہ اور جہل پیشہ ہے۔ معارج آیت ۱۸ +

وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۔ اور انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے۔ نسا ۵ رکوع +

پھر یہہ کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۔ تحقیق انسان ٹوٹے میں ہے۔ عصر +

پھر یہہ کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۔ تحقیق انسان البتہ ظلم پیشہ اور کفر پیشہ ہے۔ ابراہیم ۵ رکوع +

پھر یہہ کہ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۔ قتل ہو انسان اس کو کس نے کفر پر آمادہ کیا۔ عبس +

پھر یہہ کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِی النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۔ یعنے کھل پڑیں خرابیاں خشکی اور تری میں لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے۔ چکھانا چاہیئے انکو کچھ مزہ اُن کے کام کا کہ شاید وہ پھریں۔ روم آیت ۴۱ +

پھر یوں لکھا ہے وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰی ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّى ۔ یعنے اور اگر اللہ لوگوں کو اُن کے کسب کے موافق پکڑے تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑے۔ مگر وہ اُن کو ایک مقرر وقت تک مہلت دیتا ہے۔ نحل آیت ۶۱ و فاطر آیت ۴۵ +

اِن آیات میں ہر ایک بچہ اور بڑا آدمی موضوع ہے اور بچوں کو چھوڑ کر ہر ایک آدمی کی فطرۃ

کامل ہوکر قابلِ تقلید تسلیم کی جاسکتی ہی اور اگر اللہ تعالیٰ فطرۃ بشری کو ہر ایک بشر کا امام بنادیتا تو ضرور ہر ایک آدمی کی فطرۃ امتیاز پانے کے بعد ہر ایک کی امام گردانی جاسکتی اور ایسی فطرۃ کے مقلدوں کی قرآن میں کمال تعریف مذکور ہوتی کیونکہ ہر ایک آدمی کی فطرۃ سن بلوغت کو پہنچکر کامل ہوتی ہی اور کامل فطرۃ کا مقلد کامل شمار کیا جاسکتا تھا۔ مگر قرآن سے دریافت کرو کہ وہ اہل فطرۃ کی بابت کیا فیصلہ کرتا ہی؟

اگر سرسیّد کی تعریف کی فطرت رہنما ہوسکتی یا اسلام ہوسکتی ہی تو بالغ آدمی کی فطرۃ اکمل طور سے اسلام ہوسکتی ہے اور قرآن کی آیات کا علاقہ عموماً نابالغوں اور خصوصاً بالغوں کی فطرۃ اور اس کی امامت سے ہی تو کیا کوئی قرآن فہم آیات مذکور سے فطرۃ انسانی اور اس کی امامت کی عصمت کا نتیجہ نکال سکتا ہی؟ ہرگز نہیں +

اکمل فطرۃ والے آدمی قرآن میں گمراہ۔ ظلم پیشہ۔ جہل پیشہ۔ کفر پیشہ۔ ضعیف۔ ٹوٹے والے قتل کے لائق۔ روئے زمین سے مٹائے جانے کے لائق بتلائے جاتے ہیں اور ساتھ ہی یہہ بات ظاہر کی جاتی ہی کہ بالکلیہ اہل فطرۃ نے بحر و بر کو فساد اور برائی سے جو اُن کی فطرتوں کے تقاضوں سے ہوئی بھر رکھا ہے اور یہہ اُن لوگوں کا ذکر ہی جن کو کبھی کوئی الہامی کتاب نہ ملی تھی اور جن میں کبھی کوئی نذیر و بشیر نہ آیا تھا۔ پس ایسے اہل فطرۃ کو مسلمان اور اُن کی فطرۃ کو اسلام بتلانا اور پھر قرآن کی کثیر آیات کے خلاف بتلانا سرسید ہی کا کام ہے کوئی قرآن کا دوست ایسی دلیری نہیں کرسکتا ہی +

پھر اِن آیات میں کل بنی آدم کی فطرتوں کی رہنمائی کے نتیجے روشن کئے گئے ہیں قرآن بالکلیہ بنی آدم کی خدا سے برگشتگی کا شور بلند کرتا ہی جس سے فطرۃ پرستی کی ضلالت عیاں ہی پھر قرآن ابلیس کی کیفیت میں فطرۃ کی تقلید کے نقصان کو ظاہر کرتا ہی کیونکہ سب سے پیشتر ابلیس ہی فطرۃ کا تابعدار دکھایا گیا ہی۔ اس کو کبھی مسلّمہ معانی کا الہام نہیں ہوا وہ محض اپنی فطرت کا مقلد ہی مگر تمام دنیا کے لوگ اُسے شیطان وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں اور یہہ بات ثبوت کی محتاج نہیں کہ انسانی فطرت ابلیس

کی فطرۃ سے کمزور سمجھی گئی ہی۔ پس منقولات سے سر سیّد کے اسلام کی فطرت سراسر گمراہی اور حقیقی اسلام سے برگشتگی کی راہ ہی+

پھر جن علما نے فطرۃ بشریہ کو کفر و ایمان سے خالی اور خالی الذہنی کی حالت لکھا ہے اُنہوں نے بھی اپنے مقبولہ منقولات کے خلاف کہا ہی۔ ہم اِس بات کو ظاہر کر چکے ہیں کہ قرآن ایسی خلقت کا بیان کرتا ہی جو دوزخ کے لئے پیدا کی گئی ہی اُس خلقت کی بابت قرآن ایسے فیصلے رکھتا ہی جس سے اس کا خالی الذہن ہونا نہیں پایا جاتا بلکہ اسپر گمراہی کا الزام لگاتا ہی اور اس کے سوا ہم تقدیر کی تعلیم میں اس بات کے زیادہ ثبوت دینگے کہ محمدی مقبولات میں یہہ بات ہرگز نہیں ملتی ہی کہ ہر ایک بچّے کی فطرۃ کفر و ایمان کی نسبتوں سے پاک ہوتی ہی یا فطرۃ خالی الذہنی کی حالت ہی۔ پس علمائے قرآن کا فطرۃ کی بابت اُن کے مسلمات کے خلاف اعتقاد ہی جو اب تک ثبوت کا محتاج ہی+

پھر سر سیّد اور دیگر علمائے قرآن کا ملت حنیف کی فطرۃ کو اسلام قرار دینا بیجا ہے کیونکہ اسلامی فطرۃ دین الفطرۃ کی تردید میں موجود ہی۔ لکھا ہی کل مولود علیٰ فطرۃ الاسلام فابواہ یہودانہ او یمجسانہ او ینصرانہ۔ یعنے ہر ایک بچہ اسلام کی فطرۃ پر پیدا ہوتا ہی پس اُس کے ماں باپ یہودی یا مجوسی یا نصرانی بنا لیتے ہیں۔ انسان اور اُس کی تقدیر بالتصویر صفحہ ۱۴۸+

اس جگہ اسلام کی فطرۃ کا حنفا کی فطرۃ کے خلاف اظہار کیا گیا ہے اور اس فطرۃ کی حقیقت قرآن کے موافق ہی قرآن اسلام کی فطرۃ کے لازمات کا بیان یوں کرتا ہے کہ اللہ نے ہر ایک میں نیکی بدی کا الہام کیا ہی دیکھو صفحہ ۲۲ کو+

وہاں پر ہم نے فطرۃ انسان کی بھرپوری دکھائی ہی۔ پس سر سیّد اور دیگر علماء کی فطرۃ زیر بحث کی امامت ہرگز سندِ اسلام نہیں ہو سکتی ہی+

اسلام کی فطرۃ یہہ ہی کہ ہر ایک بچہ فرمانبرداری کے اصول پر پیدا ہوتا ہی اُس کی فطرۃ و جبلت میں اگرچہ قدرتی طور سے الٰہی شریعت کندہ ہی مگر جب انسان امتیاز فطری کے

کمال کو پہنچتا ہی تب ہی بدکار ہو جاتا ہی اسپر قرآن شاہد ہی بس ایسی فطرۃ کو اسلام قرار دیکر اسلام کی امام بنانا عقل و نقل کے خلاف ہی جسپر کوئی عقلمند اتفاق نہیں کر سکتا ہی +

اِسلام کی دوسری تعریف

سرسید کی تعریف الاسلام کے بعد اسلام کی ایک دوسری تعریف کو پیش کرتے ہیں جسے اکثر صاحبان علم نے مانا ہی وہ حضرت کے دعاوی کا بالجبر تسلیم مطلق ہی اور مخالفین قرآن نے اسلام کی اسی تعریف کو روبرو رکھکر قرآن کی مخالفت کی ہی اور افسوس اس بات کا ہی کہ قرآن کے دوستوں نے مخالفوں کے روبرو ایک حد تک اسلام کی اس تعریف کو تسلیم بھی کیا ہی۔ قرآن کے مخالفوں اور دوستوں کے دعاوی کے ثبوت میں قرآن کی اس آیت کو اکثر پیش کیا گیا ہی۔ لکھا ہی۔ وَقَاتِلُوهُم حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ۔ یعنے اور ان کو یہانتک قتل کرو کہ فتنہ باقی نہ رہے اور ہو جائے دین سب واسطے اللہ کے۔ انفال آیت ۴۰ +

ہم اِس بات کا کسی طرح سے انکار نہیں کر سکتے ہیں کہ آیت بالا میں ضرور ایسی تعلیم پائی جاتی ہی جس سے دین کے لئے جبر روا رکھا گیا ہی۔ اِس سے دین کی حقیقت بالجبر تسلیم مطلق کی صورت بنجاتی ہی اور اہل قرآن نے اس آیت کی روشنی میں اسلام کو دیکھکر اسلام بالجبر کی تعلیم کا نتیجہ بھی پیدا کیا ہی۔ مگر ہمیں اِس امر میں قرآن کے مخالفوں اور دوستوں سے اتفاق نہیں ہے اور ہم سب کے روبرو اسلام کی تعریف بالا کا انکار کرکے کہتے ہیں کہ یہہ ہرگز اسلام کی تعریف نہیں ہی اور نہ دین اسلام میں کبھی جبر روا رکھا گیا ہی اور نہ ہی دین اسلام کی اشاعت میں تلوار سے کام لیا گیا ہی +

اگر کوئی ہم سے دریافت کرے کہ جس حال قرآن کی آیت بالا میں صفائی سے جبر روا رکھا گیا ہی تو تم کو اس بات سے انکار کرنے کی گنجایش کہاں ہی کہ دین اسلام بالجبر تسلیم مطلق

یعنی ایمان لانا دل کا عمل ہی قلب کا فعل ہی چنانچہ اس کی تعریف میں خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایمان یہہ ہی کہ یقین لائے دل سے اللہ اور اُس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور روز آخرت پر اور اعتقاد کرے تقدیر کی بھلائی اور بُرائی پر۔ دیکھو شرح عقاید نسفی صفحہ ۱۰۲-۱۰۳ +

بیان مندرجہ صدر میں تین گروہوں کے عقائد اسلام کی نسبت ہمارے روبرو ہیں اول سُنت جماعت کا عقیدہ۔ یہہ گروہ اسلام کی یہہ تعریف کرتا اور مانتا ہے کہ اسلام **کے لغوی معنے فرمانبرداری واطاعت کے ہیں اور عرف شرع میں بھی احکام الٰہی کی فرمانبرداری کرنے اور اُن پر یقین لانے کو اسلام کہتے ہیں**۔ اِس تعریف نے سر سید کی تعریف الاسلام کی تردید کردی ہی اور فطرت پرستوں کی فطرت پرستی کو اسلام سے خارج کردیا ہی اس تعریف میں اسلام احکام الٰہی کی فرمانبرداری کرنے اور اُن پر یقین لانے کو کہا ہے یہہ تو سنت جماعت کے عقیدے کا اسلام ہی اور اسپر شیعہ اور معتزلہ کا اعتراض نہیں ہی غالباً وہ بھی اسلام کی یہی تعریف مانتے ہونگے +

مگر دوسری بحث اسلام وایمان کی وحدت پر ہی۔ سنت جماعت نے اسلام وایمان کو واحد تسلیم کرلیا ہی یعنے اسلام وایمان میں ایسا تلازم تسلیم کرلیا ہی کہ جس جگہ اسلام ہو وہاں پر ایمان ضرور ہوگا اور جہاں پر ایمان ہو وہاں پر اسلام ضرور ہوگا اسلام وایمان ایک دوسرے سے جُدا نہیں کئے جاسکتے +

پر سُنت جماعت کے اس اعتقاد کے ساتھہ شیعہ اور معتزلہ کا اتفاق نہیں ہی وہ مومن کو مسلم پر ترجیح دیتے ہیں یا یوں کہو کہ وہ ایمان کو اسلام پر ترجیح دیتے ہیں اور ایمان کو قلب کا فعل مانکر اس کی فضیلت کے قائل ہیں اور اسلام کو فعل ظاہری مانتے ہیں لہذا وہ اپنا نام بجائے مسلمان کے مومن رکھتے ہیں جس کا یہہ مطلب معلوم ہوتا ہی کہ وہ بغیر اسلام کے حقیقت ایمان کے قائل ہیں مگر میرے نزدیک یہہ اصحاب حقیقت سے دُور ہیں +

سنت جماعت نے اسلام و ایمان کا تلازم مانا ہی مگر اسلام و ایمان کا تعین نہیں کیا

ہے مگر معتزلہ نے ایمان کو قلب کا فعل اور اسلام کو افعالِ ظاہری سے مانا ہے +

یہہ تو مختصر ذکر سُنت جماعت کے معانی کے اسلام کا ہے اور ممکن ہے کہ کسی اور فرقے نے بھی اسی تعریف کو مانا ہو۔ اب ہمیں ایک دو باتیں تو پہلے ارکانِ اسلام کی بابت کہنی ہیں کہ یہہ ارکانِ اسلام نہیں ہیں جن کا ذکر جبرئیل کی حدیث میں آیا ہے +

سب سے پہلے یہہ بات ہے کہ ارکان اسلام اور ارکانِ ایمان واحد حقیقت ہونے چاہیئے کیونکہ سُنت جماعت کے اعتقاد کے موافق اسلام و ایمان حقیقت واحد ہے مگر پھر تعجب اس بات میں ہے کہ ارکانِ اسلام اور ارکانِ ایمان باہم متغائر و مختلف ہیں۔ مثلاً ارکان اسلام تو کلمۂ شہادت۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزے۔ حج ہیں۔ مگر ارکانِ ایمان۔ دل سے اللہ کو اور اُس کے فرشتوں کو اور اُس کی کتابوں کو اور اُس کے رسولوں کو اور روزِ آخرت کو اور بھلی بُری تقدیر کو ماننا ہے۔ اہلِ تحقیق دیکھہ سکتے ہیں کہ ارکانِ ایمان اور ارکانِ اسلام میں کس قدر مخالفت اور مغائرت پائی جاتی ہے۔ درحالیکہ ارکان اسلام و ارکان ایمان واحد شئے ہونے تھے مگر نہیں ہیں۔ مگر کیسی عظیم غلطی ہے کہ لوگ ایمان کے ارکان پر تو ایمان رکھیں مگر اِن رکنوں کی فرمانبرداری کرنے کے بجائے کلمۂ شہادت۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزے۔ حج کو ادا کر کے مسلمان بنتے پھریں۔ اللہ اور اُس کی کتابوں اور رسولوں کی فرمانبرداری کو طاق پر دھر چھوڑیں اور مسلمانی کی ڈینگ مارتے پھریں +

پھر ہم کہتے ہیں کہ ارکانِ اسلام ارکان اسلام نہیں بلکہ ارکان مختلف ہیں۔ قرآن اور صحیح احادیث سے اِن کی یوں تردید کی گئی ہے:۔

کلمۂ شہادۃ رکنِ اسلام نہیں ہے۔ کیونکہ لکھا ہے:۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔ اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ جب منافق تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ شہادت

دیتے ہیں ہم کہ تو اللہ کا رسول ہی اور اللہ جانتا ہی کہ تو اس کا رسول ہی اور اللہ یہہ بھی شہادت دیتا ہی کہ منافق کاذب ہیں۔ اُنہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہی پس وہ روکتے ہیں لوگوں کو اللہ کی راہ سے۔ منافقوں۔ یہہ منافق کلمہ گو ہیں۔ نمازی ہیں۔ زکوٰۃ دینے والے ہیں اور سب سے بڑھ کر حاجی ہیں مگر اللہ کہتا ہی کہ وہ کاذب ہیں۔ کیا کلمۂ شہادت پڑھنے والے کاذب ثابت نہیں ہوتے ہیں؟ اِس آیت پر سوچنے سے حقیقت کھُل جائیگی +

نماز و حج کی حقیقت سُنئیے ۔ حضرت نے فرمایا ہی:-

عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولا حد اثۃ عہد قومك بالکفر لنقضت البیت ولجعلتہا علی اساس ابراھیم۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے کہا کہ تیری قوم نئی نئی کفر سے نکلی ہوتی نہیں تو میں کعبہ کو توڑ ڈالتا اور اُسکو ابراہیم کی نیو پر بناتا۔ پھر یہہ کہ۔ لَوْلَا اَنَّ قومك حدیثٌ عہدھم فی الجاھلیۃ فاخاف اَنْ تنکر قلوبھم لنظرت ان ادخل الجدر فی البیت وان الزق بابہ بالارض۔ یعنے (اے عائشہ) اگر تیری قوم نے نئی نئی جاہلیت نہ چھوڑی ہوتی اور مجھے ڈر نہ ہوتا کہ اُن کے دل پھر جاوینگے تو میں ارادہ کرتا کہ داخل کر دوں دیواروں کو کعبہ میں اور دروازہ اُس کا زمین سے ملا دیتا۔ صحیح مسلم کتاب الحج۔ ینابیع الاسلام کا حاشیہ +

پھر قرآن شریف میں آیا ہی:-

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ اور اللہ کیواسطے مشرق اور مغرب ہیں پس جس طرف تم پھرو اُسی طرف اللہ کا چہرہ اور توجہ ہی۔ بقر آیت ۱۱۵ پھر لکھا ہی۔ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ یعنے نیکی یہہ نہیں ہی کہ تم اپنے مُنہہ مشرق یا مغرب کے قبلوں کی طرف پھیرو۔ بقر آیت ۱۷۷ +

اِس پر بعض محمدی قوم کے ہادی اور اُنکے معتقد بھی گواہ ہیں

فرقۂ خلفیہ مانتا ہے کہ قرآن اور حدیث میں جو روزے اور نماز اور حج اور زکوٰۃ وغیرہ کا ذکر

ہی یہہ سب اپنے معانی لغوی پر محمول نہیں۔ مذاہب الاسلام صفحہ ۱۰۸+

پھر ابوسعید بن حسن بن بہرام جنابی کے پیرو مانتے ہیں کہ روزے کا باطن یہ ہی کہ مذہب کو مخفی رکھے اور حج کا باطن امام کے پاس پہنچنا ہے اور نماز کا باطن امام کی فرمانبرداری کرنا ہی۔ یہہ لوگ قرآن کے لغوی معانی کے قائل نہیں ہیں۔ مذاہب الاسلام صفحہ ۱۱۴+

صالح بن عمرو بن صالحی کے پیرو مانتے ہیں کہ نماز اللہ کی عبادت نہیں۔ مذاہب الاسلام صفحہ ۷۲+

پھر ضرار بن عمرو جو فرقہ ضراریہ کا بانی ہی وہ ابن مسعود اور ابی ابن کعب کی قرارت کا منکر تھا اور کہتا تھا کہ اُن کی قرارت کا مصحف وہ قرآن نہیں جسکو اللہ نے نازل کیا ہی اور دین عامہ مسلمین میں شک کرتا تھا اور کہتا تھا کہ شاید یہہ لوگ کفار ہیں۔ مذاہب الاسلام صفحہ ۲۰۳+

اب جائے تامّل ہی کہ حضرت فرما رہے ہیں کہ کعبہ بنے اِس لئے رہنے دیا ہی کہ اہل مکّہ نے جو حضرت عائشہ کی قوم قرار پائے ہیں حضرت سے اُنکی اطاعت کے وقت عہد کرالیا تھا کہ اُسے برباد نہ کیا جاوے۔ لہذا قریش کا عام معانی میں مسلمان ہونا کعبہ کی سلامتی کی شرط پر تھا مگر حضرت نے اسے مسمار کرنے کے لائق بتلایا اور اس کی سلامتی اس خیال سے ہوگئی کہ اگر میں نے کعبہ کو برباد کرنا شروع کیا تو قریش جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں کفر پر پھر جائینگے پس جبکہ حضرت کے نزدیک کعبہ ہی منہدم کرنیکے لائق تھا تو کعبہ رخی نماز اور کعبہ کے حج کو اسلام سے کیا واسطہ رہا؟

پھر قرآن شریف نے نیکی کی تعریف فرمادی اور اُس تعریف میں کعبہ شریف کی صفائی سے نفی فرمادی اور ظاہر کردیا کہ اللہ ہر طرف ہی۔ پس جس حال کہ قرآن کی محکمات میں کعبہ کی ضرورت سلب فرمادی گئی تو پھر کعبہ رخی نماز اور کعبہ کے حج کو اسلام سے کیا واسطہ رہا؟

پھر محمدی قوم کے بعض حق پسند صفائی سے پکارنے آئے کہ نماز اللہ کی عبادت نہیں ہے اور حج زکوٰۃ وغیرہ کے معانی ہی اور ہیں اور کہ شاید حضرت کی اُمّت کفار کی گروہ ہی۔ اب

کلمۂ شہادت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کا ارکانِ اسلام سے کیا تعلق رہا؟ ظاہر ہی کہ کچھ نہیں یہہ امور ہرگز ارکانِ اسلام نہیں ہیں پر یہہ حنفیت کے ارکان ہیں۔ پس محمدی قوم میں جو مذہب اِن ارکان پر بنالیا گیا ہی وہ مذہب ہرگز اسلام نہیں ہی بلکہ اسلام کا مخالف ہی+

ارکانِ ایمان ارکانِ اسلام ہیں

سنت جماعت کے علمار نے بالاتفاق اِس بات کو مان لیا ہی کہ ایمان اور اسلام واحد شے ہی اور معتزلہ نے اِسپر یہہ اضافہ فرمادیا کہ ایمان قلب کا فعل باطنی ہی اور اسلام اسی قلب کا فعل ظاہری ہی لہذا جو ارکانِ ایمان ہیں وہ بھی ایماندار کے ایمان قلبی کی بنا ہوکر قلب ہی میں بستے ہیں اور چونکہ اسلام اُسی ایمان قلبی کا ظاہر میں عمل ہی لہذا اسلام کے ارکان بھی ایمان کے ارکان ثابت ہوئے +

اگر کسی ایماندار کے ایمان قلبی کے ارکان قلبی تو وہ ہوں جن کا ذکر کیا گیا ہی اور ظاہری اسلام کی بنیاد وہ ارکان ہوں جن کی تردید کی گئی ہی تو بقول سنت جماعت ایمان و اسلام میں کوئی تلازم نہ رہا ایمان و اسلام بالکل غیر حقیقتیں ثابت ہوئے اور یہہ سنت جماعت کو منظور نہیں ہی+

پھر اگر ہم ایمان و اسلام کی وہ حقیقت مانیں جو معتزلہ کے اعتقاد کا جزو ہی تو بھی ایک عظیم مشکل پیش آتی ہی اور وہ ایمان کے ارکان پر ظاہر میں عمل کرنے کے خیال سے پیدا ہوتی ہی۔ کیونکہ ایمان کے ارکان میں تمام انبیار اور کتابوں پر ایمان لانا ایک بات ہی اور اِنہیں کتابوں پر اور انبیار پر جب تک کسی کا عمل ظاہر میں نہ ہو تو ایسا ایماندار اسلام سے خارج ٹھہرا اور اگر یہہ بات سچ ہو تو تمام امت محمدیہ آج کے دن اسلام سے خارج ہی کیونکہ وہ انبیار اور مسلمہ کلام پر نہ صرف ظاہر میں عمل نہیں کرتی ہی بلکہ اسکی عملاً تکذیب کر رہی ہی دیکھو شرح عقاید نسفی صفحہ ۱۱۵-۱۲۶+

اس جگہ شارح نے تمام انبیا کی کتابوں کو رد کر دیا۔ پس اب بتلاؤ کہ محمدی قوم کے اسلام پر ہونے کی کیا دلیل رہی؟ ظاہر ہو کہ کوئی دلیل نہیں اور یہی ہم دکھایا چاہتے ہیں +

اِسلام کے سچّے عارفوں کی تعریف الاسلام

ہم نے سرسید کی تعریف الاسلام کی تردید کرنے میں محمدی علما کی تمام تعریفوں کی حقیقت ظاہر و بیان کی اور دکھایا کہ سرسیّد کے ہمراہ تمام تعریفاتِ اسلام جو علمائے قرآن نے کی تھیں اسلام کی تعریفات نہ تھیں بلکہ اُن کے موہومہ اسلام کی تعریفات تھیں جو درحقیقت حنفیت کی تعریفات تھیں۔ اُن کا اسلام سے ایک رتی برابر تعلق ثابت نہیں ہوا اور نہ ہو سکیگا۔ اِن تمام تعریفات کی تردید میں ہم نے قرآن کی وہ تعلیم نقل کی جو دین اسلام کی حقیقت پر آئی ہے اور اُس میں ہم نے اِس بات کو روشن کیا کہ قرآن دین اِسلام کو حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کا دین بتا کر اس کی حقانیت کو قبول کرتا ہے اور اُسی کو حضرت محمد صاحب اور آپ کی قوم کے لئے پسند فرماتا ہو اور باقی تمام ادیان دہر کی تردید فرماتا ہو۔ پس اس سے دین اسلام کی حقیقت قبل قرآن بائبل میں قائم و ثابت ہو جاتی ہو اور قرآن اسلام کی سند ہونے سے الگ ہو جاتا ہو +

اب اس جگہ اس بات کو دیکھنا ضروریات سے ہو کہ کیا ہمارے مفہوم بالا کے محمدی قوم میں شاہد بھی ہیں یا نہیں ہیں؟ سرسیّد نے اسلام کی ایسی تعریف کی ہو جس سے دین اسلام اور لامذہبی واحد شئے بن جاتی ہے اور اہل حدیث نے اسلام کی ایسی تعریف کر دی ہو جس سے اسلام کو عربوں کی حنفیت بنا دیا گیا ہے اور دیگر اصحاب نے اسلام کی انہیں تعریفات کی صحت کو قبول کیا ہو یا رد کر دیا ہو۔ مگر اسلام کی حقیقت کا جو ہم نے بیان کیا ہو اوپر کے علما کے بیان سے کوئی رشتہ ثابت نہیں ہوتا ہو اب کیا اس سے یہہ بات لازم آتی ہو کہ اسلام کا وہ مفہوم جسے ہم سمجھ رہے ہیں باطل ہو؟ ہرگز نہیں +

خدا کا شکر ہے کہ محمدیت کی حدود میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو اسلام کی اُس حقیقت کو جسکی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں صدق دل سے مان چکے ہیں اور اِس کا بیان کر چکے ہیں۔ ایسے اصحاب جو اسلام کی حقیقت سے واقف ہوئے ہیں اگرچہ تھوڑے ہیں پر ہیں ضرور۔ اِس وقت ہم دو صاحبوں کی گواہیاں حقیقتِ اسلام پر نقل کرتے ہیں اِن سے ناظرین دیکھ سکتے ہیں کہ اسلام کے عارفوں نے اسلام کی کیا ماہیت و حقیقت سمجھی ہے۔

مولوی محمد چراغ الدین جموی اپنی کتاب منارۃ المسیح میں فرماتے ہیں

اور دوسرا پہلو مسیحیوں کی برگشتگی کا اسلام کا انکار ہے کیونکہ اسلام بہ تبدیل الفاظ وہی خدا کی بادشاہت ہے جس کے ظہور کی بابت حضرت مسیح اپنی بعثت کے تمام دن خوشخبری دیتے اور اس کا ظہور اپنی بادشاہت کا مصداق ارشاد فرماتے رہے صفحہ ۳۰+

مولوی چراغ الدین نے اپنی کتاب میں ایک خاص مضمون اسلام و خدا کی بادشاہت کی وحدت پر لکھا ہے جس میں آپ نے مروجہ محمدیت کو اسلام خیال کر کے اِسی کو خدا کی بادشاہت ثابت کرنا چاہا ہے۔ مگر ہمیں فی الحال مروجہ محمدیت کے خدا کی بادشاہت ہونے پر بحث نہیں صرف ہمیں بحث خدا کی بادشاہت کا مرادف "اسلام" ثابت کرنے سے ہے یا اسلام کا مرادف خدا کی بادشاہت ثابت کرنے سے ہے اور یہہ بات مولوی چراغ الدین کے قول سے ثابت ہے+

مولوی صابر علی خان شروانی بلونوی نے شمس بنگالہ مطبوعہ

ماہ اپریل سنہ ۱۹ء نمبر ۶ میں "دنیا پر بنی اسرائیل کا اثر" کی سرخی کا مضمون لکھا تھا جسکا ہم سے یا ہمارے زیر بحث مضمون سے علاقہ ہے ہم اُس کل مضمون کو ناظرین کے فائدے کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں اور اس سے یہہ بات روشن ہو جائیگی کہ اسلام کا مفہوم بنی اسرائیل کے دین کا ہے۔ عرب کی حنفیت سے اسلام کا کوئی رشتہ ناطہ نہیں۔ آپ

لکھتے ہیں :-

خدا کی اس بنائی ہوئی زمین پر بہت سی قومیں آئیں۔ اس سے کام لیا۔ اس کی عمدہ چیزوں کو برتا۔ رہیں سہیں اور گذر گئیں۔ مگر ہمیں اِن کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم۔ انکے کارنامے تاریکی میں ہیں۔ ان کی تاریخ کا کوئی پتا نہیں لگتا اور اس کی وجہ غالباً یہہ ہی کہ ان کی کوئی تاریخ نہیں ہی۔ اِس لئے کہ کسی قوم کی تاریخ نہیں ہی سوائے اُن قوموں کے جنہوں نے تاریخ کے بنانے میں حصہ لیا ہی۔ اسی مطلب کو دوسرے لفظوں میں اس طرح ادا کیا جا سکتا ہی کہ تاریخ میں صرف اُنہیں قوموں کا وجود رہجاتا ہی جو مدارج انسانی کی شاہراہ پر اپنا کوئی نشان چھوڑ جاتی ہیں باقی اقوام کا ذکر اور نام بھی اُن کے وجود کے ساتھ ہی مٹ جاتا ہی جس طرح کہ آنے والی نسلوں کی یاد و خیال میں کوئی ایسا فردِ واحد جس نے کہ انسانی ترقی کے لئے کچھ نہ کیا ہو اور اسکی حالت کو درست کرنے کی کوشش نہ کی ہو باقی نہیں رہ سکتا اِسی طرح اُن قوموں کے سوا جنہوں نے اپنے خیالات کو جو تمدن کو پھیلانے والے ثابت ہوئے شائع کیا ہو اور دوسری قوموں کو ترقی و تہذیب کی طرف رہنمائی کی ہو کسی دوسری قوم کا وجود صفحات تاریخ پر نہیں رہ سکتا +

تمدن و تہذیب کو ترقی دینے اور دنیا کو فائدہ پہنچانے کے مختلف طریقے ہیں اور اِن مختلف طریقوں سے قوموں نے کام لیا ہی اور نوع انسان کو اشرف المخلوقات ثابت کر دکھایا ہی یونان نے فنون لطیفہ سائنس اور فلسفے کی ترقی کے لئے جو کچھ کیا اور اس سے جو فوائد حاصل ہوئے وہ پوشیدہ نہیں ہیں روحانی معاملات ملکی اور سیاسیہ اور قانون کے متعلق جو کوششیں کیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ لیکن یہہ سب اُس قاعدے کے مقابلے میں جو انسانی تہذیب کو بنی اسرائیل کی روحانی تلقینات اور اُن کی کوششوں سے پہنچا خرمہرہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتیں۔ جس قوم نے جتنا زیادہ روحانی فائدہ بنی آدم کو پہنچایا ہی اُتنے ہی زیادہ عرصہ تک اُس قوم کی زندگی کے آثار اُن قوموں میں جو اُس کے بعد اس زمین کی وارث ہوئی ہیں دیکھے گئے ہیں اتنی ہی زیادہ اس کی تاریخ آئندہ

نسلوں کے سامنے دہرائی گئی ہی۔ اتنی ہی زیادہ وقعت و عزت کی نگاہ سے اسکے کارنامے دیکھے گئے ہیں۔ صرف وہی قومیں تاریخی قومیں کہلانے کی مستحق ہیں جنہوں نے جب وہ اس زمین کی وارث ہوئیں تو خود کو اُسکا اہل ثابت کیا اور اپنے ہمجنسوں کی تہذیب و ترقی کے لئے کوشش کی اور آنے والی نسلوں کے لئے قابل نمونے چھوڑ گئیں +

اس طرح اس موقعے پر یہہ سوال نہایت بجا طور پر کیا جا سکتا ہی کہ قوم یہود کی تاریخ کو ہم سے کیا علاقہ و تعلق ہی اور اس کی وجہ کیا ہی ؟

اس کا جواب صرف یہی دیا جا سکتا ہی کہ دنیا کی کسی تاریخ میں کوئی ایسی بات جو ہمیں اس طرح متوجہ کرے اور اپنی طرف ہمارے دلوں کو اس طرح کھینچے کہ ہم اُس کے کارناموں کو دیکھ دیکھ کر عش عش کرنے لگیں اس کی تعریف نہ کر سکیں اور بے ساختہ اس کی پیروی کرنے کے لئے مجبور ہو جائیں نہیں پائی جاتی مگر بنی اسرائیل کی تاریخ میں۔ اس قوم کی تاریخ جو شاید دنیا میں سب سے چھوٹی قوم تھی اِس کا ایک بہت بڑا خزانہ مدفون و محفوظ ہی +

بنی اسرائیل ہمیشہ سے ایک چھوٹی ہی نہیں بلکہ حقیر قوم کے افراد تھے جو ایک تنگ اور چھوٹے سے قطعہ زمین پر آباد تھے اِس قوم نے مشرق کی سیاسی تاریخ میں کبھی نام پیدا نہیں کیا اور وہ فاتح یا جنگجو قوم کی حیثیت سے کہیں نظر نہیں آتی بنی اسرائیل میں کوئی مرود۔ منفتح ثانی۔ بخت نصر۔ کے خسرو۔ یا افراسیاب کے مثل پیدا نہیں ہوا جو دوسرے ملکوں پر حملہ کرکے اُنہیں فتح کرتا اور وہاں اسرائیلی پھریرا اُڑاتا۔ باایں ہمہ بنی اسرائیل کی تاریخ کو ہم سے اور نہ صرف ہم سے بلکہ تمام متمدن اقوام سے بہت ہی گہرا تعلق ہی اور یہہ اس تعلق سے جو دنیا کی اور قدیم اقوام کے ساتھ ہی بالکل مختلف ہی +

ہم دیکھتے ہیں کہ زمانہ سابق میں جو بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہوئیں اُن کے باشندے بنی اسرائیل سے جنگی شان و شہرت میں کہیں بڑھے تھے۔ یونانیوں کے فنون لطیفہ فلسفہ اور سائنس کے مقابلے میں جن کی بنیاد اسی قوم نے رکھی ہم بنی اسرائیل کا کوئی اسی قبیل کا کام نہیں لا سکتے اور اہل روما قانون کو ترقی دینے میں جو اثر اپنا اس پر

چھوڑ گئے ہیں اس سے بنی اسرائیل کو کوئی نسبت نہیں لیکن اسپر بھی اُن کے علاوہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن میں تمام قدیم اقوام پر بنی اسرائیل کو گوئے سبقت حاصل ہی۔ ہم بنی اسرائیل کو یونانیوں کی مثل خوبصورتی کا دلدادہ نہیں پاتے اور نہ اُنہیں روما کی مانند سلطنت کو ترقی دینے اور اُسے پائیدار بنانے کے خیال میں محو پاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا کوئی فعل دنیا کی کسی دوسری قدیم قوم کے کام کے مشابہ نہیں ہی۔ ان میں کوئی ایسی بات پائی نہیں جاتی ہی جس کا ہم اُن باتوں سے مقابلہ کر سکیں جن کے لئے ہم یونان کی تعریف و مدح سرائی کرتے ہیں یا جن کے لئے ہم روما والوں کے ممنون ہیں۔ اُن کی عبرانی زبان میں کوئی رزمیہ نظم ایسی نہیں ہی جس کا ایلیڈ یا آڈیسے سے مقابلہ کیا جا سکے۔ ان کے یہاں ڈراما کا وجود بھی نہیں پایا جاتا۔ (عہد عتیق کے مزامیر کو ڈراما نہیں کہا جا سکتا۔ مزامیر و ڈراما (ناٹک) میں بہت بڑا فرق ہی) تغزلانہ نظم اور اسی مناسبت سے موسیقی کا شوق ان میں ضرور تھا لیکن سائنس کی طرف جو یونانیوں کی ضروریات زندگی میں شامل ہو گئی تھی اور جو ان کی زندگی کے ہر ایک کام سے پورے طور پر نمایاں تھی۔ اُنہوں نے کبھی توجہ نہیں کی۔ فلسفے سے اُنہیں مطلق دلچسپی نہ تھی۔ علاوہ بریں زمانۂ قدیم میں بنی اسرائیل تجارتی اور کاروباری آدمی نہ تھے۔ نہ تو وہ مہمات ہی کو پسند کرتے تھے اور نہ ان میں اختراع و ایجاد ہی کا مادہ تھا۔ یہہ باتیں بھی ایسی ہیں جن سے کوئی قوم دنیا پر اپنا سکہ چھوڑ جا سکتی ہی لیکن وہ اِن سب سے معرّا تھے۔ اس قوم کی تمام زندگی کا صرف ایک پہلو ہی اس کی زندگی کا یہی یکرخانہ پہلو ایسا ہی جس سے ہمارے دل اسکے انتہائی انوکھے پن سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں +

لیکن اس پر ہماری فریفتگی کی وجہ اس کا یہہ انوکھا پن نہیں ہی۔ اس کشش کا راز اس امر میں پوشیدہ ہی کہ اس چھوٹی سی قوم نے تمام انسانی ترقی کی تاریخ پر جو اثر ڈالا ہی وہ روما والوں اور یونانیوں کے اثر سے بالکل مختلف قسم کا اور مفید ہونے میں اُن سے کہیں بڑھا ہوا ہی۔ یہی وجہ ہی کہ یہہ حقیر قوم ان عظیم الشان قوموں کے مقابلے میں اِن کی

نسبت ہمارے لئے زیادہ قابل پیروی نمونہ پیش کرتی ہی ہمارے موجودہ سوچنے اور خیال کرنیکے طریقے ہماری زندگیاں اور ہمارے افعال اُن خیالات اور احساسات سے جو پہلے بنی اسرائیل میں وجود پذیر ہوئے بہ نسبت یونانیوں اور رومیوں کے خیالات کے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ہمارے موجودہ تمدن اور تہذیب کی عالیشان عمارت اُنہیں بنیادوں پر بناکر کھڑی کی گئی ہے جن کے قائم کرنے والے بنی اسرائیل تھے۔ اس کی وجہ یہہ ہی کہ بنی اسرائیل نے فطرت انسانی کا ایک پہلو لیکر اُسے اس قدر صاف کیا اور جلادی کہ انتہائے کمال و عروج کو پہنچا دیا۔ یہہ وہ پہلو ہی جو نوع انسان کے لئے فنون لطیفہ سائنس قانون اور فلسفہ سے کہیں زیادہ ضروری ہی۔ اس کی اہمیت ان سب سے مسلمہ طور پر بدرجہا بڑھی ہوئی ہی اور جس سے کوئی منکر نہیں ہی+

یونان میں دیوتا پرستی سے اول فلسفہ اور پھر بالواسطہ سائنس وجود میں آئی برخلاف اس کے بنی اسرائیل میں عہد دیوتا پرستی کے بعد مذہب کی بنیاد پڑی۔ ہم یہہ کہنے میں یقیناً بالکل غلطی نہیں کرتے کہ ہزاروں برس کے بعد اب بھی بنی اسرائیل کا اصلی اور حقیقی مذہب دنیا کی اکثر قوموں کا مذہب ہی حالانکہ یونان کا فلسفہ بالکل اپنی اصلی حالت وصورت میں نہیں ہی اس کے بہت سے مسائل غلط ٹھہر چکے ہیں بہت سے رد ہوچکے ہیں اور اکثر میں تغیر وتبدل کردیا گیا ہی غرضیکہ یونان کے اصلی فلسفے کا بہت کم وجود باقی ہی اور جو باقی بھی ہی وہ تقویم پارینہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہی جس سے اس کی وقعت و فائدہ مندی کا اندازہ بآسانی ہوجاتا ہی۔ بلاشبہ بنی اسرائیل نے مذہب کیلئے جو کوششیں کیں وہ بے مثل اور نہایت موثر تھیں اور ان کا نتیجہ دنیا کے لئے ایک بہت بڑی برکت ثابت ہوئی۔ معاملات فنون و سائنس میں یونانیوں کی جد وجہد اور مسائل سیاسیہ میں اہل روما کی سعی سب اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں جس طرح کہ بنی اسرائیل نے اصول مذہبیہ میں دنیا کی رہنمائی کی اسی طرح روما نے امور سیاسیہ میں اور یونان نے مسائل فلسفہ میں کی لیکن جبکہ وہ تمام متمدن اقوام جنہوں نے روما کے قانون کو اختیار کیا اور اس کی متابعت کی

روما کے قانونی خیالات سے آزاد ہونے کی ہمیشہ بڑھتی ہوئی قوت سے کوشش کی اور جبکہ فنون یونانیہ اور سائنس صرف چند مداح اس زمانے میں پیدا کرسکے ہیں اور فلسفہ جس کی بنیاد یونان نے ڈالی اس کا حلقہ برابر ایک طرف مذہب سے اور دوسری طرف سائنس کے بڑھتے ہوئے اثر سے محدود ہورہا ہی (تو ہم کو ماننا پڑتا ہی کہ بنی اسرائیل کی مذہبی کوشش نے فلسفہ اور سائنس روما کی قانونی ایجاد میں زندگی پھونکدی) +

مذہب انسان کے تمام فرقوں پر بادشاہ سے لیکر فقیر تک حاوی ہوگیا وہ اپنا حلقہ برابر وسیع کرتا جاتا ہی دنیا کی تمام قوموں کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کرنے کی سرگرم کوشش میں مصروف ہی علاوہ بریں یہ ایک مسلمہ امر ہی گو بعض نادان لوگ اس طرف سے اپنی آنکھیں بند کرلینا پسند کرتے ہی ہوں کہ فی زمانہ مذہب فنون سائنس اور سیاسی انسٹیٹیوشن وغیرہ میں سب سے زیادہ اہم ہی مذہب کے متنازعہ فیہ مسائل سلطنتوں کو ہلادیتے اور نہایت خونریز لڑائی جھگڑے کا سبب ہوتے ہیں۔ مذہب ہی ایسی چیز ہی جو قوموں کے کیرکٹر کو کلیتہً بدل دیتا ہی اور نئے قومی نمونے پیدا کرنے کا سبب ہوتا ہی۔ موجودہ زمانے میں انسان کی روحانی ترقیات و خصوصیات اسلامی و عیسائی دونوں تمدن و تہذیب میں اگر غور سے دیکھا جائے تو اسی مواحدانہ مذہب کا ثمرہ اور نتیجہ ہیں جو بنی اسرائیل نے دنیا میں پھیلایا +

ہم دنیا پر بنی اسرائیل کے خیالات کا اثر دکھانے کے لئے اس سے بہتر کوئی دوسری مثال نہیں بتا سکتے کہ قدیم اسرائیلی قوم کے وہ بزرگ جن سے مذہبی اصلاحیں شروع ہوئیں اس زمانے میں ہم لوگوں کی نظروں میں کیسے با وقعت اور نیکی مجسم و معصوم خیال کئے جاتے ہیں۔ وہ الہامی صحائف جو ان بزرگوں پر نازل ہوئے عام لوگوں کے نزدیک اس قوم کی مکمل تاریخ (سمجھے جاتے) ہیں۔ اس کے علاوہ وہ تاریخ سے محض نابلد ہیں۔ اکثر قوموں کے زیادہ تر افراد اپنی قومی تاریخ اور تاریخی اشخاص کی زندگی کی بہ نسبت بزرگان بنی اسرائیل مثل حضرت ابراہیم و اسمعیل و داؤد و سلیمان و یوشع و یحیی علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حالات سے زیادہ واقف ہیں۔ انہیں اپنی قوم کے بزرگوں کے متعلق کچھ علم نہیں ہی

لیکن اِن بزرگوں کے حالات کماحقہٗ اچھی طرح جانتے ہیں اِن بزرگوں کا نام وہ عزّت سے لیتے ہیں اور اُن کی کامل توقیر و تکریم کرتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہہ ہی کہ وہ اُنہیں اپنی ہی قوم کا بزرگ و سرپرست جانتے ہیں اور اپنا گوشت و پوست اُنہیں کے گوشت و پوست کا ایک حصّہ سمجھتے ہیں اس خصوصیت میں پورب والے سب سے بڑھ گئے اور پورے عبرانی یا یوں کہو کہ مشرقی النسل ہو گئے ہیں +

اگر غائر نظر سے دیکھا جائے اور مذہب اسلام کی حقیقت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہی کہ اس آخری اور سب سے برگزیدہ مذہب کی بنیاد اسی اصلی مذہب بنی اسرائیل پر ہی جس کی تلقین حضرت ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام وغیرہ نے کی تھی اب جو برائیاں اس میں نظر آتی ہیں وہ بعد کی ہیں اور اصلی یہودی مذہب اِن سے بالکل پاک و صاف ہے۔ اسلام کی شرائط میں سے ایک شرط انبیائے سابق پر ایمان لانا بھی ہی اور ہم مسلمانوں کے نزدیک وہ سب مسلمان تھے جیسا کہ خود خداوند تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا ہی کہ "یہہ مذہب وہی ابراہیم و اسمٰعیل وغیرہ کا ہی کوئی نیا نہیں ہی . . . . اس طرح تاریخ پر بنی اسرائیل کا اثر۔ اس میں ان کی اہمیّت اور یہ بیں وجہ ان کی تاریخ سے ہمارا تعلق ان کی مذہبی اصلاحوں انکی ہدایتوں اور اصول کو انکے مشتہر کرنے خدا کی مخلوق کو اُن کی تلقین کرنے اور اس طرح دوسری قوموں کو راہِ راست پر لانے کے سبب سے ہی۔ بیشک سب سے پہلے خالص مواحدانہ مذہب کا خیال بنی اسرائیل میں پیدا ہوا اور وہیں سے دُنیا کی دوسری قوموں نے اُسے لیا اور اپنی طرف سے اُسے پھیلانے کا فرض ادا کیا۔ انتہیٰ +

مولوی محمد چراغ الدین اور مولوی صابر علی خان کے بیانات پر زیادہ جرح قدح کی ضرورت نہیں ہی۔ ہر دو صاحبان قرآن کے غیر تند پیرو اور معتقد تھے اُنہوں نے جو کچھ حقیقت اسلام پر لکھا ہی وہ محض اپنے عقائد کا اظہار ہی ان کی غرض مسیحیت کی صداقت بیان کرنے کی نہ تھی مگر دین اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کی تھی۔ ان کا بیان قرآن کی اُس تعلیم کے عین موافق ہی جو دین اسلام کی بابت قرآن میں آئی ہی۔ اب اُن کے

بیان سے حقیقت اسلام بائبل اور بائبل کا دین بلکہ "خدا کی بادشاہت" ثابت ہے۔ یہہ صاحبان فرماتے ہیں کہ قرآنی "اسلام" کا بدل بائبل میں "خدا کی بادشاہت" کا جملہ ہی۔ اگر قرآن میں "خدا کی بادشاہت" کا بدل تلاش کرنا ہو تو "دین اسلام" کی اصطلاح کو دیکھو اور اگر بائبل میں دین اسلام کا بدل تلاش کرنا ہو تو "خدا کی بادشاہت" کے جملے کو منتخب کر لو۔ اسلام خدا کی بادشاہت ہی اور خدا کی بادشاہت اسلام ہی۔ یہی اسلام کی صحیح و درست تعریف ہی اور ہمارا اسپر صاد ہی۔ پس اس تعریف سے محمدی علماء کی دیگر تعریفات کی قدر خرمہرہ کے برابر نہیں رہتی ہے اور ہم اسی تعریف الاسلام پر قایم رہینگے کہ اسلام خدا کی بادشاہت اور خدا کی بادشاہت اسلام ہی۔ ناظرین اسی تعریف کو روبرو رکھکر قرآن کی تعریف کو دیکھیں جسکا ہم آگے چلکر بیان کرتے ہیں +

قرآن اور اسلام کی تعریف

ہم نے علمائے قرآن کی تعریفاتِ اسلام میں سے بعض تعریفیں سنائیں اور اس بات کو دیکھا کہ علمائے قرآن اسلام کی کوئی تعریف ایسی نہیں کر سکے جو حقیقت میں اسلام کی تعریف ہو۔ اُنہوں نے جو جو تعریفیں کی ہیں وہ درحقیقت اسلام کے لباس میں محمدیت کی تعریفیں کی ہیں اور محمدیت کا اسلام ہونا امر بحث طلب رہ گیا ہی جس کی اس جگہ تحقیق شروع نہیں ہو سکتی ہے مگر ہمیں اسلام کی حقیقت دریافت کرنا ضرور ہی +

اسلام کی حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے ہم قرآن کو روبرو لاتے ہیں اور اُس کی زبانی حقیقتِ اسلام سننے سناتے ہیں۔ قرآن بلاشک اہل فلسفہ کی تعریف الاسلام سے سیری نہیں کرتا ہی مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ قرآن جیسے سیدھے سادے الفاظ میں اسلام کا بیان کرتا ہی وہ بیان ہی اسلام کی تعریف کے لئے کافی ہو سکتا ہی۔ قرآن فرماتا ہی +

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ تحقیق دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

عمران آیت ۱۹ ÷

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنے آجکے دن میں نے واسطے تمہارے کامل کیا دین اسلام کو اور تمام کی اوپر تمہارے نعمت اپنی اور راضی ہوا میں واسطے تمہارے دین اسلام کے ہونے پر۔ مائدہ آیت ۵۔ پھر یہہ۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ جو کوئی اسلام کے سوا کوئی غیر دین چاہے وہ اس سے ہرگز قبول کیا نہ جائیگا اور وہ آخرت میں ٹوٹا پائیگا۔ عمران ۸ رکوع ÷

آیات ہذا میں سب سے پہلی آیت اسلام بلانسبت کا بیان کرتی ہوئی اسبات کو دکھاتی ہی کہ اسلام ایک خود دین کا نام ہی۔ دین اسلام ایک دین کا نام ہی جو اللہ کے نزدیک اکیلا ہی دین شمار کیا گیا ہی دین اسلام ہی اللہ کے نزدیک دین ہی ÷

پھر دوسری آیت اسلام بانسبت کا بیان کرتی ہی کہ جو دین اسلام اللہ کے نزدیک شمار کیا گیا تھا وہی دین اسلام حضرت محمد اور آپ کی قوم کے لئے قرآن میں دیا گیا کہ یہہ دین حضرت محمد صاحب اور آپ کی قوم کا دین ہووے اور اسی بات پر اللہ کی رضامندی کا اظہار ہوا ہی ÷

تیسری آیت میں تمام ادیان دہر کے مقابل دین اسلام کی اس طرح عظمت بیان کی گئی ہی کہ تمام ادیان کے بجائے صرف دین اسلام ہی خدا کو پسند و مقبول ہی جو کوئی اس دین اسلام پر ہوگا وہ اور اسکا اسلام قبول کیا جائیگا باقی تمام ادیانِ عوالم اور اُن کے تابعین درگاہ باری میں ہرگز قبولیت نہ پائینگے ÷

پس اس بیان سے یہہ امر متحقق ہی کہ دین اسلام ایک خدا کا پسندیدہ اور مقبولہ دین ہی وہ ہرگز حنفیت کی فطرۃ کی تقلید نہیں ہی اور نہ لفظ فطرۃ اس کی تعریف کے لئے درکار ہی کیونکہ دین اسلام ایک بذاتہ دین ہی ÷

اب سوال برپا ہوتا ہی کہ دین اسلام کب سے ہے اور کس بات کا نام ہی؟ ان سوالوں

کے جواب کے لئے ہم نہ تو سرسید کے اور نہ غلام احمد کادیانی کے اور نہ کسی مولوی اور مفتی کے محتاج ہیں کہ وہ اُن کا جواب تجویز کریں کیونکہ قرآن شریف خود ان سوالات کا جواب دیتا ہی۔ چنانچہ لکھا ہی +

شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ط کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ط اَللّٰهُ یَجْتَبِیْ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ط

یعنے اُس نے تمہارے واسطے وہی دین شرع کیا ہی جس کی نوح کو وصیت ہوئی تھی اور جو کچھ تیری طرف وحی کیا گیا ہی (وہی ہی) جو کچھ ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو وصیت کی تھی یہہ کہ بغیر متفرق ہونے کے دین کو قائم رکھو پر مشرکوں پر جس کی طرف تو اُن کو بُلاتا ہی بہت شاق ہی۔ مگر اللہ اسی کو برگزیدہ کرتا ہی جو ایسا چاہتا اور اپنی طرف سے اُسی کی ہدایت کرتا ہی جو بدی سے باز آکر اُس کی طرف جھکتا ہی۔ شوریٰ آیت ۱۳ +

اِس آیت کی تشریح یوں ہی۔ شَرَعَ لَکُمْ میں "کلمہ شرع" کا فعل ماضی معروف کا صیغہ ہی۔ اور مصدر اس کا شَرْعٌ۔ شِرْعَۃ۔ شریعت ہیں۔ جن کے معنے پانی کے راستہ کے ہیں کہ جس کے پینے سے اِنسان کی زندگی کو مدد ملتی ہی۔ اِس لئے حیات ابدی یعنے نجات کے چشمہ کے راستہ کو بھی جو وہ بجا آوری احکام الٰہی کی ہی تشبیہہ کے سبب سے شریعت کہتے ہیں۔ یہہ معنے کلمہ شریعت کے تفسیر بیضاوی میں بھی تحت آیت ۴۸ سورہ مائدہ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجًا کے درج ہیں +

من الدین میں کلمہ دین کا معنے حساب کے ہے اور زجاج نے لکھا ہی کہ جن جن احکام کی تعمیل اللہ جلشانہٗ اپنی مخلوقات سے کرانی چاہتا ہی اُن کا نام دین ہی +

ما وصی بہ نوحًا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابرٰہیم وموسیٰ وعیسیٰ میں کلمہ "ما" کا متضمن معنے عام کا ہی اس لئے معنے اس کے یہہ ہیں کہ ہر ایک امر جو نوح کو اور تجھ کو اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو ہم نے دیا ہی اُن جملہ امور کا مجموعہ ہم نے تمہارے واسطے

شریعۃ اللہ یعنے راستہ نجات مقرر کیا +

اگر کہا جائے کہ شرائع منزل من اللہ علی نوح و محمد و ابراہیم موسیٰ و عیسیٰ باہم مختلف ہیں اِس لئے اُن کے مجموعہ پر عمل کرنا محال ہی . . اِس لئے صرف ایسے احکام پر عمل کرنا چاہئے جو باہم مختلف نہیں اور ناسخ و منسوخ کے مسئلہ کو ماننا چاہیئے۔ تو اسکا جواب یہہ ہے کہ قرآن اپنے آپکو پہلی شریعتوں کے موافق و مطابق قرار دیتا ہی (دیکھو بائبل کی تحریف کی بحث کو) دیکھو نزل علیك الکتٰب بالحق مصدقاً لما بین یدیه کی تفسیر کشاف اور مجمع البیان اور بیضاوی اور مظہری کو (یہہ آیت سورہ عمران کی دوسری آیت ہی) +

پھر جو علما شرع لکم الدین میں کلمہ "اصول" کا مقدر قرار دیتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں کیونکہ کلمہ محذوف کو تب حذف کیا جاتا ہی جب معنے کلام کے مشتبہہ نہ ہوں۔ پر اس جگہ کلمہ "اصول" کو محذوف کرکے معنے کلام کے مشتبہہ ہو جاتے ہیں۔ پھر کلمہ "اصول" کو محذوف قرار دینے سے آیت پر ابزادی ہو جاتی ہی اور یہہ بالاتفاق منع ہی* +

بیان قرآن اور قرآن کی ایک آیت کی تشریح کو مدنظر رکھکر قرآن شریف کے متن سے ہم اِس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ دین اسلام مسیحیت ہی اور مسیحیت اسلام ہے اور بائبل شریف ہی اسلام و مسیحیت کا اصول ہی جس کی فرمانبرداری مسیحیت یا دین اسلام ہے اور یہہ مسیحیت یا اسلام حضرت نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد کا واحد دین ہی جو قرآن میں حضرت پر شرع کیا گیا اور یہی مسیحی دین یا دین اسلام خدا کا مقبول دین ہی جسکی متابعت پر ہر ایک بشر الٰہی قبولیت حاصل کر سکتا ہی اِس دین کے سوا تمام ادیانِ عوالم باطل اور نامقبول ہیں اِسی مسیحیت کی اکمل صورت حضرت کو قرآن میں دکھائی گئی تھی اور یہی مسیحیت یا اسلام قرآن کی عربی میں تمام کیا گیا تھا۔ اسی مسیحیت یا اسلام کے دین ہونے پر اللہ کی رضامندی ظاہر کی گئی تھی۔ یہہ دین قرآن سے پیدا نہیں ہوا بلکہ قرآن شریف مسیحیت یا اسلام سے پیدا ہوا تھا۔ اِسی اسلام کی منادی اور بشارت نوح دیتا رہا۔ اسی کی خبر حضرت ابراہیم سناتا

---

* دیکھو مولوی امام الدین کی تقریر جلسہ اعظم مذاہب کے صفحہ ۳۰-۳۲ تک +

رہا اور اسی اسلام کی شریعت موسیٰ کو ملی اور اسی اسلام کے ڈنکے بنی اسرائیل کے تمام انبیاء بجاتے رہے اور اسی اسلام کی تکمیل انجیل شریف اور کلمۃ اللہ و روح اللہ نے کی۔ اور اسی اسلام پر حضرت سے پیشتر کے تمام مسیحی چلے آئے اور اسی اسلام کی فرمانبرداری حضرت سے طلب کی گئی۔ پس ہم کہتے ہیں کہ سرسید کی فطرۃ اسلام نہیں اور نہ اسلام فطرۃ کا نام ہی بلکہ دین اسلام مسیحیت ہی اور یہی مسیحیت اسلام کی حقیقت ہی +

ہمارے بیان سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ دین اسلام کفار عرب کے تمام ادیان کا غیر اور مُبطِل دین تھا اور حضرت کو جب حنفیت ترک کرنے کے احکام ملے تھے تو اسی دین اسلام کی متابعت کے لئے ملے تھے اور حضرت کو بار بار اس بات کی تاکید آئی تھی کہ ”تو لوگوں کے روبرو کہدے کہ میں مسلمان ہوں“۔ چنانچہ چند آیات اس بات کی شہادت میں نقل کرتا ہوں۔ لکھا ہی:۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ۔ انعام آیت ۱۴ +

قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ انعام آیت ۷۱ +

وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ انعام آیت ۱۶۴ +

وَّاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ نمل آیت ۹۱ و زمر آیت ۱۲ +

آیات ہذا میں وہ احکام موجود ہیں جو قرآن کی تصنیف کی ابتدا سے انتہا تک حضرت سے معانی مذکور کا اسلام طلب کرتے رہے اور اگر حضرت نے اِن احکام کے مطالبے کو ادا کیا تھا تو یہہ کہنا ہرگز مبالغہ نہیں کہ حضرت نے عیسیٰ ابن مریم کے دین کو اختیار کیا تھا کیونکہ حضرت ابراہیم اور آلِ اسحٰق کے آپ ہی آخری نبی تھے جن کی متابعت ہر طرح سے حضرت پر واجب تھی۔ اگر یہہ بات درست ہو تو دین اسلام مسیحیت کا مترادف ہوا۔ چنانچہ آیت مندرجۂ ذیل اسی پر دلالت بھی کرتی ہی:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ الخ۔ یعنے ای ایمان لانے والو

ہو جاؤ اللہ کے مددگار جیسے عیسیٰ ابن مریم نے اپنے حواریوں سے کہا کہ کون ہی اللہ کی طرف میرا مددگار۔ کہا حواریوں نے کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار صف ۲ رکوع +

اوّل تو اِس جگہ اَنصار خطاب حواریوں کا آیا ہی جو خاص الخاص عیسیٰ کے اصحاب تھے دوم۔ بقول عیسیٰ حضرت کے معتقدوں سے انصار اللہ ہونا طلب کیا گیا ہی نہ بقول قرآن یا حضرت محمد۔ سوم بقول حضرت عیسیٰ اور موافق حواریین انصار اللہ ہونا پسند کیا گیا ہی اور یہ انجیل کی اطاعت بغیر محال تھا۔ چہارم قرآن میں انصار سے مراد صرف مسیحی ہی ہو سکتے ہیں غیر مسیحی انصار نہیں کہلا سکتے۔ پنجم۔ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنُوْا کے مفہوم سے ہر طرح سے اعلیٰ اور افضل خطاب ہی۔ ششم انصار الله ہونا ابن مریم ہی کے مددگار ہونا ہی نہ غیر کے مددگار ہونا۔ دیکھو عمران رکوع ۵۔ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰے کو۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اس جگہ حضرت سے مسیحی ہونے کا مطالبہ کیا گیا ہی +

اور جو لفظ انصار سورۂ توبہ رکوع ۱۳ و ۱۴ میں آیا ہی اُس سے بھی انصار کا مفہوم وہ عیسائی ہو سکتے ہیں جو مسیحی دین کی اشاعت کے خیال سے حضرت محمد صاحب کا ساتھ دیتے تھے اور مفسرین نے انصار کا اس جگہ جو مفہوم سمجھا ہی اس کی صحت پر قرآن کا کوئی ثبوت نہیں ہی غرضیکہ قرآن کے بیان سے اسلام نامی حقیقت قبل قرآن عربی ہزارہا سال پیشتر بنی اسرائیل میں موجود و قائم دکھائی دیتی ہی جس کے قرآن میں فرض ہونے کی بشارت آئی ہی اور اگر حضرت اور آپ کے تابعین نے کبھی اس بشارت کو مانا تھا تو آپ ضرور مسیحی ہوئے تھے کیونکہ مسیحیت مسیح سے شروع ہو کر حضرت تک پہنچ گئی تھی اور یہی مسیحیت اسلام تھی +

اس کے سوا جب قرآن میں صبغۃ اللّٰہ کا ذکر پڑھتے ہیں تو ہمارا خیال اسلام و مسیحیت کے واحد ہونے کا اور بھی مضبوط ہو جاتا ہی قرآن میں آیا ہی صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ۔ بقر رکوع ۱۶ +

عربی میں رنگ کے لئے لفظ عام لَوْن یا اَلْوَان آیا ہی۔ مگر مترجمین قرآن اِس جگہ

صِبْغَةَ اللّٰهِ کے معنے اللہ کا رنگ'' کرتے ہیں جو بالکل بے معنی اور غلط مطلب ہی۔ اِن معانی کی تردید اوّل تو قرآن میں یوں آئی ہی۔ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ۔ اور وہ درخت جو نکلتا ہی سینا پہاڑ سے لے اُگتا ہی تیل اور روٹی ڈبونا کھانیوالوں کو۔ عبدالقادر۔ مؤمنون رکوع ۱+

اس آیت میں لفظ صِبْغَة کا مادہ اپنی اصلی صورت کے معانی ادا کرتا ہوا دکھایا جاتا ہے اور لفظ صِبْغَ کے لغوی معنے بھی ڈبونے کے آئے ہیں۔ پھر صبغۃ اللہ میں اللہ کے رنگ کے معنے کیسے درست ہو سکتے ہیں؟ پھر حضرت فرماتے ہیں۔ اَنَسٌ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً یعنے مسلم میں انس سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ لایا جاویگا قیامت کے دن اہل دوزخ سے جو دنیاداروں میں آسودہ تر اور خوش عیش تر تھا سو دوزخ میں ایکبار غوطہ دیا جاویگا الخ۔ مشارق الانوار حدیث ۱۶۴۲۔ اس جگہ بھی صبغت کے معنے غوطے اور ڈبونے کے آئے ہیں۔ پھر موضح القرآن میں صِبْغَةَ اللّٰهِ پر یوں حاشیہ دیا گیا ہی+

نصاریٰ کے پاس دستور تھا کہ جسکو اپنے دین میں داخل کرتے ایک روز رنگ بناتے اور اُس کے کپڑے بھی رنگ دیتے اور اسپر ڈال بھی دیتے تھے یہہ اُنکے مقابل فرمایا+

پس حوالجات بالا سے یہہ حقیقت روشن ہی کہ صبغۃ اللہ سے مراد نصاریٰ کا وہ دستور ہی جو کسی کو اپنے دین میں داخل کرتے وقت ادا کیا کرتے تھے اور نصاریٰ کا وہ دستور بپتسمہ یا اصطباغ کہلاتا ہی جسکا عربی بدل صبغۃ اللہ ہی۔ پس جیسا اللہ نے حضرت کو اسلام لانے اور انصار ہونے کا حکم دیا تھا ویسا ہی صبغۃ اللہ پانے کا حکم دیا تھا جسے مترجمین اور مفسرین قرآن نے اپنی عادت کے موافق کچھ کا کچھ بنا دکھایا+

انصار اور صبغۃ اللہ کی بحث صرف اس نتیجے پر روشنی ڈالنے کے لئے پیش آگئی ہی جو ہم نے اسلام و مسیحیت کی وحدت کا نکالا تھا اصل بحث یہی ہی کہ قرآن سے اسلام مقدم ہو کر مسیحیت ثابت ہوتا ہی اور جب قرآن میں دین اسلام فرض کیا جاتا ہی تو مسیحیت

فرض کی جاتی ہی اور اِس بات کا مزید ثبوت کہ اسلام قرآن سے مقدم ہو کر مسیحیت کا مفہوم رکھتا ہی یوں آیا ہی +

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰی اِلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

اور جب عیسےٰ ابن مریم نے کہا ای بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں مجھ سے آگے جو توریت ہی میں اُس کا مصدق ہوں اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیگا اُس کا نام احمد ہی۔ پھر جب وہ احمد کھلی آیت لیکے اُنکے پاس آیا۔ بولے یہہ تو صریح فریب ہے اور اس سے بڑھ کے ظالم کون ہی جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہی اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھاویں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنیوالا ہی اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ وہ وہی ہی جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے اور اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔ صف آیت ۷۔ ۹ تک +

آیات ہذا میں قرآن نے عیسیٰ ابن مریم کو واعظ اسلام بنا کر عربی دُنیا کے روبرو پیش کیا اور صرف واعظِ اسلام ہی نہیں بلکہ مکمل اسلام اور ناسخِ تمام ادیان عالم بنا کر دکھایا ہی اور کفر و اسلام کو اُسی کی فرمانبرداری اور نافرمانی پر منحصر کر دکھایا ہی جس سے اسلام و حقیقت اسلام قرآن عربی سے پیشتر انجیل میں قایم و ثابت ہو جاتی ہی +

ہم اپنے مضمون کو طوالت دینا نہیں چاہتے ہیں۔ اسلام انبیاء ماقبل کا دین قرآن کی زبان سے ثابت ہی اور اِس اسلام کی حقیقت حضرت ابراہیم کو ملی تھی اور اس کا کمال یسوع مسیح

میں دکھایا گیا ہی پس قرآن میں خدا کا مقبول و پسندیدہ دین یسوع مسیح کا اسلام ثابت ہی اور یہی اسلام اہلِ قرآن کے چلن و رفتار کے لئے پسند کیا گیا تھا۔ اور مسیحیت وہی اسلام ہی جو چاہے اُسے قبول کرے +

پھر حقیقتِ اسلام۔ اسلام کے رکنوں سے بھی بائبل کے ایمان و عمل سے متعلق ثابت ہوتی ہی۔ چنانچہ قرآن میں اسلام کے رکن مندرجہ ذیل بیان کئے گئے ہیں +

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰۤی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ۔ یعنے تو کہہ کہ ہم اللہ پر اور جو کچھ ہم پر اُترا ہی اور جو کچھ ابراہیم پر اور اسمٰعیل پر اور اسحٰق پر اور یعقوب پر اور یعقوب کی اولاد پر جو کچھ اُترا ہے اور جو کچھ موسیٰ کو دیا گیا ہی اور جو عیسیٰ کو دیا گیا ہی اور جو تمام نبیوں کو اُن کے رب کی طرف سے ملا ہی ایمان لاتے ہیں اور ہم اُن میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے ہیں اور ہم واسطے اُس کے مسلمان ہیں۔ بقر۔ آیت ۱۳۶ و ۲۰۵۔ پھر یہ کہ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا۔ اے ایمان والو۔ ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور اُس کے رسول کے اور اس کتاب کے جو اُس نے اپنے رسول پر اُتاری اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو اُس نے اس سے پہلے نازل کی ہی اور جو کوئی اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان نہ لا کر کفر کرے اور قیامت کو نہ مانے وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ نسا۔ آیت ۱۳۶۔ رکوع ۱۹۔ پھر یوں لکھا ہی:۔

وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْھُمْ وَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰھُنَا وَاِلٰھُکُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ۔ اور اہلِ کتاب سے مت جھگڑو۔ مگر طریق احسن سے پر جو اُن میں ظالم ہیں۔

اور کہو کہ ہم اُس پر ایمان لائے جو ہم کو اور تم کو ملا ہی اور ہمارا اور تمہارا ایک ہی معبود ہی اور ہم واسطے اس کے مسلمان ہیں عنکبوت رکوع ۵- آیت ۴۶- پھر یوں لکھا ہی:-

إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَّاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ جو لوگ خدا کا اور اُس کے رسولوں کا انکار کرتے اور خدا میں اور اُس کے رسولوں میں فرق نکالتے اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانینگے اور بعض سے انکار کرینگے اور ایک درمیانی راہ نکالنا چاہتے ہیں وہی سچ مچ کافر ہیں اور کفار کے لئے ہم نے رسوا کرنیوالا عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور اُنکے درمیان کچھ فرق نہیں کرتے اُن کو اللہ اُن کا بدلا دیگا اور اللہ بخشندہ مہربان ہی۔ نسا آیت ۱۴۹-۱۵۱+

اوپر کی آیات میں ایمان و اسلام کے رکنوں کی تفصیل دی گئی ہی اِس تفصیل میں صرف ایک فقرہ مسیحیوں اور محمدیوں کے درمیان حد فاصل کے طور پر پیش کیا جایا کرتا ہے اور وہ فقرہ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا کا ہی مگر ہم نے پیشتر اِس کی حقیقت کو نہایت وضاحت سے بیان کر دیا ہی کہ اس فقرے کا مفہوم صرف بائبل شریف کے مطالب کا عربی میں ترجمہ شدہ قرآن ہی جو کسی معانی سے بائبل کا غیر نہیں ہی بلکہ بائبل کے مطالب کا ترجمہ اور بائبل کی تصدیق کا مجموعہ ہی۔ اِس فقرے کو چھوڑ کر باقی رکنوں پر سوچو تو آسانی سے اِس بات کا پتہ لگ جائے گا کہ قرآن بائبل کی مسیحیت اور اسلام کو واحد بیان کرتا ہی+

وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا کے فقرے کو چھوڑ کر آیات مندرجہ صدر کی کل عبارت مسیحیت کے اعتقاد و ارکان کا مجموعہ ہی۔ عقیدہ مذکور یہودیانِ عرب کا نہ تھا کیونکہ وہ حضرت کلمۃ اللہ اور اُس کی انجیل کو چھوڑ کر جو کچھ حضرت ابراہیم و اسحٰق و یعقوب اور موسیٰ اور دیگر انبیا کو ملا تھا اُسے

اپنے دین و ایمان کا اصل مانتے تھے مگر قرآن شریف نے یہودی مسلمات پر مسیح عیسیٰ اور اُس کی انجیل کی حقانیت کا اضافہ کر کے معتقدان قرآن کے لئے ارکان اسلام کو ترتیب دی جس سے قرآن کے ارکان اسلام عین مسیحیت کے ارکان ہو گئے اور اِس پر قرآنی عبارت کی اس سچائی کے لئے جو مسیحیت کے ارکان کا عربوں کی عربی زبان میں بیان کرتی تھی تاکہ اہلِ عرب ارکان مذکور پر اعتقاد کریں وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا کا اضافہ کیا گیا۔ کیونکہ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا کا مفہوم اُس قرآن کے سوا نہ تھا جو بائبل میں موجود ہو کر عربی زبان میں ترجمہ کی صورت میں سُنایا جاتا تھا۔ پس قرآن میں ارکان اسلام اور ارکانِ مسیحیت کا واحد ہونا اس بات کی پختہ دلیل ہے کہ قرآن نے مسیحیت اور اسلام کو واحد حقیقت بنا کر پیش کیا تھا +

ہمارے اِس بیان پر لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ کا جملہ بھی گواہ ہے۔ اِس میں جو کچھ ابراہیم سے حضرت کلمۃ اللہ تک بنی اسرائیل کو کتاب اور الہام اور دین کی صورت میں ملا تھا اُس میں فرق کرنے کی کامل نفی موجود ہے۔ جس سے وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا کے مفہوم کی جو قرآن عربی ہے بائبل سے کامل تطبیق کا اظہار و دعویٰ کیا گیا ہے اور جبکہ قرآن عربی صحائف ابراہیم و موسیٰ و انبیاء اور عیسیٰ سے کامل موافقت و مطابقت کا مظہر ہے تو قرآن میں ارکان مسیحیت اور ارکان اسلام کا واحد ہونا ثابت ہو چکا اور جبکہ مسیحیت اور اسلام کے ارکان واحد ثابت ہوئے تو مسیحیت و اسلام خود بخود واحد ثابت ہیں +

پھر وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ کا جملہ بھی اسی بات پر دال ہے کہ مسلمانی صحائف ابراہیم اور بنی اسرائیل کے انبیاء کے صحائف اور حضرت کلمۃ اللہ کے صحائف اور اُس قرآن کی جو صحائف مذکور میں فرق ڈالنے والا نہیں بلکہ عین موافق ہے متابعت و فرمانبرداری ہے۔ ہاں اس خدا کی فرمانبرداری ہے جو اِن صحائف کو نازل کرنیوالا ہے اور جبکہ مسلمانی صحائف مذکور کی فرمانبرداری ثابت ہوئی اور یہی مسیحیت کی تعریف ہے تو نہ صرف مسیحیت اور اسلام کو قرآن نے واحد حقیقت بنا دیا بلکہ مسیحیوں اور مسلمانوں کو بھی واحد بنا دیا۔ پس ہم قرآن کی تعلیم مذکور

سے مسیحیت و اسلام کو واحد شے ماننے اور منوانے پر مجبور کیئے جاتے ہیں +

پھر قرآن کی باقی آیات دوسری صورت میں ہمارے مطالب مذکور کی نہایت شد و مد سے تائید و تصدیق کر رہی ہیں۔ اُن سے یہہ بات ثابت کی جاتی ہی کہ جو کوئی اوپر کے ارکان اسلام و مسیحیت کا منکر ہی وہ گمراہ و ضلیل اور کافر و اکفر ٹھہرایا جاتا ہی نہ صرف ارکان مذکور کے کل کا منکر کافر قرار دیا جاتا ہی بلکہ بعض کو ماننے اور بعض کو نہ ماننے والا بھی کافر و جہنمی بتلایا جاتا ہی پس قرآن کی تعلیم سے ہر صورت سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ مصنفِ قرآن نے مسیحیت کو اسلام کی اصطلاح میں پیش کر کے حضرت اور حضرت کی قوم سے اس کی فرمانبرداری کا مطالبہ کیا ہی +

باقی محمدی علما کے بائبل اور بائبل کے خدا کی بابت شبہات رہ گئے ہیں جن کا جواب دینا چاہیئے سو اِن دونوں حقیقتوں پر ہم نے الگ الگ رسالے لکھکر اُن تمام شبہات کی صفائی کر دی ہی دیکھو "اصول الاسلام" اور "الہ الاسلام" کو +

اب محمدی علما کے پاس اس بات کا کیا ثبوت رہا کہ وہ اہل الاسلام ہیں؟ اُن کا اسلام پر ہونا کہاں سے ثابت ہو سکتا ہی؟ اور جس ملت حنیف پر اُن کا عمل ہی اور جس ملت حنیف کے عقائد و رسومات اُن کے عقائد و رسومات ہیں وہ ملت حنیف کیسے اسلام و مسیحیت ثابت ہو سکتی ہی؟ اور جو قرآن متشابہ یا منسوخ حنفیت کا اصول بن رہا ہی وہ کیسے بائبل سے موافق و مطابق کہا جا سکتا ہی؟ یہی امور ہیں اور اہل القرآن میں باعثِ جدائی رہ گئے ہیں۔ پس قرآن متشابہ یا منسوخ اور ملتِ حنیف کی صداقت کو ثابت کرنا اہل القرآن کے ذمہ ہی اور جب علمائے قرآن اُن کی صداقت ثابت کر دینگے تو اُس وقت باقی امور کا تصفیہ ہو جائیگا +

آخر میں ہم مسیحیت و اسلام کی سلامتی کا ذکر کیا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اسلام کی غایت و انجام سلامتی ہی اور سلامتی اسلام کے معانی میں سے ایک معنے بھی ہی۔ اگرچہ مدعیان اسلام نے اُسے نہیں جانا مگر قرآن کے مصنف نے مسیحیت کو اسلام ثابت کر کے اُسکی سلامتی کا بھی قرآن میں مژدہ سنایا تھا جسے ہم ناظرین کی تسلّی کے لیئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ لکھا ہی:۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ۔ یعنے اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں پس تو اُن سے کہہ کہ تجھ پر سلامتی ہو۔ تمہارے رب نے اپنے نفس پر رحمت واجب کر لی ہی۔ انعام آیت ۵۴ +

وَاللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہی اور جس کو چاہتا ہی راہ راست کی ہدایت کرتا ہی۔ یونس آیت ۲۵ +

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ۔ سلامتی کے ساتھ اُس میں داخل ہو جاؤ اور با امن رہو۔ حجر آیت ۴۶ +

قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ ہم تیرے رب کی طرف سے ایک نشان لیکر آئے ہیں اور اُن پر سلامتی جو ہدایت کی پیروی کرے۔ طہ آیت ۴۳ +

یَهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ جو اس کی خوشنودی کی پیروی کرتا ہی اور اُسکو اُس کے ساتھ سلامتی کی راہوں کی ہدایت کرتا ہی اور اپنے حکم سے اُن کو اندھیروں سے نکالکر نور میں لے آتا ہی اور اُنکو صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہی۔ مائدہ آیت ۱۶

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِیُّهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ اُن کے واسطے اُن کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہی اور وہی اُن کے عملوں کے سبب سے اُن کا کارساز ہی۔ انعام آیت ۱۲۸ +

مندرجہ صدر آیات میں قرآن مسیحیت و اسلام کی سلامتی کے چند مطالب کا ذکر کرتا ہی اور اس سلامتی میں ان کو حصہ دار بتاتا ہی جو آیت اللہ اور اللہ کی ہدایت اور اُس کے نور پر ایمان رکھنے والے اور اُسے قبول کر کے روشن و منور ہونے والے ہیں اور اللہ کی رضامندی

چاہنے کی غرض سے صراطِ مستقیم پر چلنے والے ہیں +

اِس جگہ اللہ کی آیات اور ہدایت اور نور بائبل کے صحائف مذکور کے جو ارکانِ اسلام بیان ہوئے ہیں خطاب ہو کر آئے ہیں۔ اور صراط مستقیم مسیحیت و اسلام کا مرادف ہو کر آیا ہی۔ پس آیات مذکور میں سلامتی اُنہیں کا حصہ بجزء بیان کی گئی ہی جو بائبل اور مسیحیت و اسلام کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں قرآن متشابہ یا منسوخ کے تابعین ہرگز سلامتی مذکور کے وارث قرار نہیں پا سکتے +

قرآن کی آیات اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ عربوں کو سلامتی کے گھر کی دعوت دیتا ہی۔ اُس نے بذریعہ قرآن عربوں کو سُنایا کہ اللہ نے سلامتی اُنکو بخشی جو اس کی ہدایت کے تابع ہوئے۔ قرآن نے سُنایا کہ اللہ اُنہیں کو ظلمت و تاریکی سے نکالکر ہدایت کی روشنی بخشتا ہی جو اس کی رضامندی چاہنے کی غرض سے اس کی ہدایت کو مان لیتے ہیں۔ قرآن نے سُنایا کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں کا دوست ہی جو دار السلام کے وارث ہیں اور جو باہم سلامتی کے اصول پر چلتے ہیں اور ظاہر ہی کہ سلامتی مذکور کے وارث کلام اللہ مذکور اور اس کی مسیحیت کے تابعین ہیں اُنکے سوا دوسرے لوگ سلامتی کی نعمتوں سے خارج کئے گئے ہیں۔ اُن کا حصہ بجزء اسلام و مسیحیت کی سلامتی سے خارج کیا گیا ہی جو ارکانِ اسلام کے تابع نہیں ہیں اور اب اس بات کو انصاف کی نگاہ سے دیکھو کہ کیا اسلام کے ارکان کا کلام اللہ مسیحیوں کے دین و ایمان و عمل کا قانون ہی یا حنفا کا؟ ارکان اسلام پر ہر زمانے کے مسیحی عامل رہے ہیں یا ملت حنیف اور دین الفطرۃ کے تابعین؟ حضرات! دین الفطرۃ کے عاشق نو تیرہ سو برس سے آجتک ارکان اسلام و مسیحیت کی تکذیب کرتے کرتے نہیں ہارے۔ پھر اُن کو اسلام و سلامتی کا وارث گردانتا اسلام کی تکذیب کرنا نہیں تو اور کیا ہی؟

آخر میں اسلام و ارکان اسلام اور اسلام کی سلامتی کے اُس بیان کو روبرو رکھکر جس کا بیان ہوا قرآن کی اس حقیقت پر غور کرو جو ابن مریم اور اسلام کے متعلق بیان ہوئی ہی۔ قرآن حضرت محمد صاحب سے قریباً چھ سو برس پیشتر دین اسلام کو حضرت کلمۃ اللہ کی اطاعت

میں کامل کر کے حضرت محمد صاحب کو اس تکمیل کا بیان سُناتا ہی۔ وہ حضرت کو ابن مریم کی بابت سکھاتا ہے کہ ابن مریم نے توریت کی تصدیق کی۔ ابن مریم نے احمد کی بشارت دی۔ ابن مریم کی لوگوں نے تکذیب کی۔ درحالیکہ وہ اُن کو اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ اللہ نے ابن مریم کی تکذیب کرنے والوں کی ہدایت نہیں کی۔ کیونکہ اُنہوں نے اللہ پر افترا کیا۔ وہ ظالم ہوئے اُنہوں نے اپنے مُنہہ کی باتوں سے اُس نُور کے بجھانے کا ارادہ کیا جو ابن مریم کے ساتھ تھا اور اللہ ابن مریم کے نور کو ضرور کامل کریگا۔ خواہ اہل کفر و شرک کراہیت و نفرت ہی کریں کیونکہ اللہ نے حضرت کلمۃ اللہ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لئے بھیجا تھا کہ اُسے اور اُس کے دین کو تمام ادیانِ عالم پر غالب کرے اور وہ غالب ہونے کے لئے بھیجا گیا خواہ اہل کفر و شرک کو اس سے نفرت ہی کیوں نہ ہووے۔ یہہ سورۂ صف کے مقام مندرجہ صدر کا مطلب ہی +

اس میں حضرت محمد صاحب پر اسلام کی بابت یہہ حقیقت ظاہر کی گئی ہی کہ دین اسلام حضرت کلمۃ اللہ اور اس کی انجیل میں کامل ہو کر ابن مریم اور اُس کی انجیل کی فرمانبرداری پر ختم ہو چکا ہی وہ حضرت روح اللہ کی ہی فرمانبرداری ہی وہی اسلام کا مدعی اور خاتم ہے وہی اسلام کے دعوی کو تمام دُنیا کے ادیان کے مقابل پیش کرنیوالا ہی وہی اسلام کے کل دعاوی کی صداقت کو ثابت کرنے والا ہی اسی کا کام ہی کہ وہ اپنے اسلام اور اُسکے نُور سے تمام ادیانِ عوالم کی تاریکی اور ظلمت کو اپنے اسلام کے نُور سے فنا کر کے اُن پر دین اسلام کی فتح و نصرت کے ڈنکے بجائے۔ اُسی کو اور اُسکے دین کو اور اُس کے تابعین کو قرآن تا قیامت فتح و نصرت دیتا ہی اور اس کے منکرین و کافرین کو ابن مریم کے وقت سے تا قیامت مغلوب و مقہور اور مغضوب من اللہ ثابت کرتا ہی۔ (دیکھو سورۂ عمران کو) اور پھر اسی کے اسلام کے قرآن میں شرح ہونے کا ذکر ہوا اور اسکے اسلام کے مقبولِ دین ہونے کا اظہار ہوا۔ اور پھر اُس کے اسلام کے سوا باقی تمام ادیانِ عالم کی تکذیب ہوئی

اور پھر اُسی کے اسلام کو حضرت محمد کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے قرآن میں فرض کیا گیا اور حضرت مسیح سے اسی اسلام کی مسلمانی اور نصرانیت طلب کی گئی اور صبغۃ اللہ کا مطالبہ کیا گیا ہے اور اسی کے اسلام کے ارکان اور اسی کے اسلام کی سلامتی کا ذکر آیا۔ اب اگر یہہ کل امور اسلام و مسیحیت کی وحدت کا ثبوت نہیں تو کس بات کا ثبوت ہیں؟ ہمارے نزدیک یہہ کل امور اسلام و مسیحیت کی وحدت کا اکمل ثبوت ہیں۔ اگر اس میں ہماری غلطی سمجھی جائے تو حقیقتِ اسلام مندرجۂ قرآن آجتک ایک معما لاینحل ضرور ہے۔ مگر ہم اسلام کو معما نہیں سمجھتے ہیں +

قرآن کے بیان کی روشنی میں جب علمائے قرآن کی وہ تعریفات دیکھی جاتی ہیں جن کی ہم نے تردید کی ہے تو اُن تمام تعریفات کی بطالت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے اور اہل التعریف کی نیک نیتی کا خیال دل سے حرف غلط کی طرح مٹ جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن سے نہ صرف اسلام کی وہ تعریفات پیدا نہیں ہو سکتی ہیں بلکہ قرآن اسلام کی وہ تعریف کرتا ہے جس سے اسلام و مسیحیت واحد شئے ثابت ہوتے ہیں۔ پس ہم علمائے قرآن کی بابت یہہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں کہ اُنہوں نے دانستہ اسلام و مسیحیت میں مغائرت و تخالف قائم کرنے کے لئے اور حنفیت کے راز کو پنہاں رکھنے کے لئے اسلام کی اُلٹی پلٹی تعریفات کی ہیں۔ مگر اُن تعریفات کی توقیر اہلِ تحقیق کے نزدیک کوڑی کے برابر بھی نہیں ہو سکتی ہے۔ قرآن خود اسلام کی تعریفات کرتا ہے پس اسلام کی تعریف قرآن سے کر کے دیکھو تو ہمارے اور تمہارے درمیان اسلام و مسیحیت کی حقانیت و وحدت قائم ہو جائیگی اور بحث صرف حنفیت کے اسلام ہونے پر رہجائیگی اور یہی ہم چاہتے ہیں +

بائبل اور حقیقت اسلام

ہم نے پیشتر اِس بات کو دکھایا کہ قرآن اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامْ اور شَرَعَ لَکُمْ الدِّیْنَ میں نہ صرف بائبل کے دین اور بائبل کے دین کی حقیقت کی منادی کرتا ہی بلکہ اِن دونوں آیات کے مفہوم کی حقیقت بائبل میں دکھاتا ہی اور بائبل ہی کے دین کے دین ہونے کی گواہی دیتا ہی۔ آیت اول میں بائبل کے دین کا نام اسلام بتاتا ہی اور آیت دوم میں اُس دین کا پتا نشان دیتا ہی ہر دو آیات میں بائبل کے دین کی صداقت وحقانیت قبول کرکے حضرت کی اور آپ کی قوم کے لئے دین اسلام کو قرآن میں فرض کر دیتا اور اُس کی فرمانبرداری پر دین و دنیا کی بھلائی کو منحصر کر دیتا ہی +

مگر اس بات کو بھولنا نہیں چاہیئے کہ بائبل اپنے دین کی تعریف "دین اسلام" کی اصطلاح میں بیان نہیں کرتی ہی پر قرآن کے مصنّف نے بائبل کے دین کی حقیقت بیان کرنے کے لیے اصطلاح "اسلام" عبارتِ قرآن میں استعمال فرمائی ہی جو اگرچہ ایک حد تک موزوں اصطلاح ہی مگر اس سے بائبل کے دین کی پوری حقیقت ظاہر نہیں ہوتی ہی +

مگر چونکہ محمدی قوم کے علما نے "اسلام" اور "خدا کی بادشاہت" کے لفظوں کو ایک دوسرے کا بدل تسلیم کیا ہی اور ہم کو اِن علما کے خیالات میں سچائی نظر آئی ہی اور اُن کے اسلام کی نسبت بیانات قرآن کی اس تعلیم سے ملتے ہیں جس کا پیشتر بیان ہوا ہی لہذا ہم "اسلام" اور "خدا کی بادشاہت" کو ایک دوسرے کا بدل مانکر بائبل سے "خدا کی بادشاہت" کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔ یا بائبل کے دین کی حقیقت دکھاتے ہیں تاکہ اہل حق پر یہہ بات روشن ہو جائے کہ جس اسلام کا قرآن میں بیان آیا ہی اس کی بائبل میں کیا اصلیت بیان ہوئی ہی اور محمدی قوم نے دین کی اُس حقیقت کی کیا درگت بنا رکھی ہی جو اسلام کی حقیقت ہی۔

ہم نہایت ہی مختصر بیان کرتے ہیں ناظرین اُسے بغور دیکھیں +

۱۔ بنی اسرائیل کی تواریخ کا ابتدائی زمانہ خصوصاً حضرت ابراہیم سے لیکر شاؤل کے بادشاہ ہونے تک کا زمانہ خدا کی بادشاہت کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ اُس زمانے میں سوا خدا کے بنی اسرائیل کا کوئی بادشاہ نہ تھا۔ اُس زمانے میں خدا اپنے پسندیدہ خادموں یعنی کاہنوں نبیوں۔ اور قاضیوں کے وسیلے سے حکومت کرتا تھا۔ تو بھی خدا نے اپنی شریعت میں بادشاہ انسانی کی جگہ رکھ لی تھی۔ مگر وہ انسانی بادشاہ بھی خدا کی پسند کا تھا اس کی کیفیت استثنا ۱۷: ۱۴۔۲۰ تک دیکھو۔ غرضیکہ شاؤل سے پیشتر بنی اسرائیل میں خدا کی بادشاہت کا سلسلہ قائم تھا جو سلسلہ خدا کی مرضی کے خلاف سموئیل کے ایام میں بنی اسرائیل کے انسانی بادشاہ مانگنے اور پانے سے ٹوٹ گیا تھا۔ ۱سموئیل ۸۔ پس خدا نے بنی اسرائیل کو جیسا اُنہوں نے خود چاہا بادشاہ تو دیا مگر اپنی مرضی کا نہیں تب سے یعنے شاؤل کے بادشاہ ہونے سے بنی اسرائیل میں انسانی بادشاہت کی بنیاد پڑی مگر بنی اسرائیل کے بادشاہوں کی بدعملی سے وہ بھی اختتام کو پہنچی اور خداوند یسوع مسیح کے ایام میں بنی اسرائیل پر رومیوں کی حکومت تھی +

مگر شاؤل کے بادشاہ ہونے کے دن سے ملاکی نبی تک کے زمانے پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو انسانی بادشاہت اسرائیل کو دیکر خدا اپنی حقیقی اور ابدی بادشاہت اور اُس کے بادشاہ کی بابت جتانے سے باز رہا ہوا دکھائی نہیں دیتا ہے اس زمانے میں خدا نے انبیا کو برپا کیا اور اُنہوں نے انسانی بادشاہت کے زوال اور خدا کی بادشاہت کے اقبال کی نہایت زور وشور سے بشارتیں سنائیں اور خدا کی بادشاہت کے بادشاہ اور اُس کی راستی اور صداقت کے زور اور اُسکی فتح ونصرت۔ اس کے قوانین کی خوبی اور اُس کے امن وسلامتی کی عظمت اور اس کی بادشاہت کی وسعت اور اس کی پائیداری کا بیان ایسا کیا کہ انبیا کے سامعین حیران رہا کرتے تھے اور وہ بیانات آجتک علمائے دہر کو حیران کر رہے ہیں۔ انبیا کی تمام کتابیں خدا کی بادشاہت کی خبروں سے

بھر رہی ہیں۔ مگر ان انبیا کے ساتھ بنی اسرائیل نے کبھی خوش سلوکی نہ کی +

اوپر کا بیان ہم نے خدا کی بادشاہت کی تشریح میں کیا ہے تاکہ سب ناظرین سمجھ لیں کہ بائبل کا متن دین کی جس حقیقت سے متعلق ہے وہ حقیقت "بادشاہت" ہے ہاں اس کا نام "خدا کی بادشاہت ہے" +

۲۔ بنی اسرائیل انسانی بادشاہت کے وسیلے خدا کی بادشاہت کی حقیقت سے نہ صرف بے خبر ہو گئے بلکہ اس حقیقت سے بالکل دُور ہو گئے۔ جب اُن میں انسانی بادشاہت کا سلسلہ ختم ہو گیا تو بعد کو اُنکی یہی کوشش رہی کہ وہ اپنی انسانی بادشاہت کو بحال کریں۔ اس انسانی بادشاہت کے خیالات نے ان کو یہانتک گمراہ کیا کہ جس بادشاہت کا انبیاء ذکر کر گئے تھے اُنہوں نے اُسے بھی اپنے خیالات میں دنیوی بادشاہت سمجھ لیا اور خدا کی بادشاہت مسیحا کو محض انسانی بادشاہ خیال کر لیا جو اُن کے مفہوم کی داؤدی بادشاہت بحال کرنے کو آنے والا تھا۔ چنانچہ خداوند یسوع مسیح کے ایام کی تمام قوم اور اس کے پیشوا اسی غلطی میں ڈوبے ہوئے تھے اور خدا کی بادشاہت کا وہ مفہوم جو یہودی قوم کے دل میں تھا اسے بربادی کی طرف لئے جا رہا تھا اور یہی وجہ تھی کہ یہودی قوم نے اپنے مسیح کو نہ جانا بلکہ اُسے رد کیا +

۳۔ اب یہ بات دیکھنی چاہیئے کہ انبیاء نے خدا کی بادشاہت کی کیا کیفیت بنی اسرائیل کے بادشاہوں اور بنی اسرائیل کو سُنائی تھی۔ ہم تھوڑا سا ذکر اس جگہ کرتے ہیں۔ ناتن نبی نے داؤد کو خبر دی :-

اُور جب تیرے دن پورے ہونگے اور تجھ کو اپنے باپ دادوں کے پاس جانا ہوگا تو ایسا ہوگا کہ میں تیرے بعد تیری نسل کو تیرے بیٹوں میں سے برپا کرونگا اور اس کی سلطنت کو قائم کرونگا۔ وہ میرے لئے گھر بناویگا میں اُس کی کُرسی ابد تک پائیدار رکھونگا میں اس کا باپ ہونگا اور وہ میرا بیٹا ہوگا اور میں اپنے فضل کو اُس سے اُٹھا نہ لونگا جس طرح اس سے جو تیرے آگے تھا اُٹھا لیا۔ بلکہ میں اس کو اپنے گھر میں اور اپنی مملکت میں ابد تک

قائم رکھونگا اور اس کا تخت ابد تک ثابت رہیگا"۔ ۱ تواریخ ۱۷: ۱۱-۱۴+

زبور ۲: ۷ و ۱۱ و ۴۵: ۶ و ۷ و ۱۱ و ۷۲: ۸ و ۱۰۲: ۲۴-۲۷ و ۸۹: ۲۶-۲۷ و ۱۱۰: ۱- و یسعیاہ ۹: ۶-۷ و ۲۵: ۹ و ۴۰: ۱۰ یرمیاہ ۲۳: ۶- میکہ ۵: ۲- ملاکی ۳: ۱+

اُس کے عہدے اور رسالت کی بابت لکھا ہی:-

پیدایش ۱۲: ۳ و ۴۹: ۱۰- گنتی ۲۴: ۱۹ و استثنا ۱۸: ۱۸ زبور ۲۱: ۱ یسعیاہ ۴۹: ۲ یرمیاہ ۳۳: ۱۶ زبور ۱۱۰: ۴- استثنا ۱۸: ۱۵+

اُس کی تکالیف کا بیان- زبور ۲۲: ۶ و ۳۵: ۷ و ۱۲ و ۵۶: ۵ و ۷۱: ۱۰ و ۱۰۹: ۲: یسعیاہ ۴۹: ۷ و ۵۳: +

اس کی گرفتاری اور موت- زبور ۴۱: ۹ و ۵۵: ۱۳ زکریاہ ۱۳: ۶ و ۱۱: ۱۲- زبور ۲۲: ۱۴ و ۱۷- دانیل ۷: +

اس کا زندہ ہونا- زبور ۱۶: ۸-۱۰ و ۳۰: ۳ و ۴۱: ۱۰ و ۱۱۸: ۱۷ ہوسیع ۶: ۲+

اس کا آسمان پر جانا- زبور ۱۶: ۱۱ و ۲۴: ۷ و ۶۸: ۱۸ و ۱۱۰: ۱ و ۱۱۸: ۱۹+

اس کی موت سے کفارہ- یسعیاہ ۵۳ باب+

یاد رہے کہ انبیا نے خدا کی بادشاہت کے بادشاہ کا داؤد اور یسی کے تنے کی کونپل بھی نام رکھا ہے جیسا کہ لکھا ہی پر وے خداوند اپنے خدا کی اور اپنے بادشاہ داؤد کی جسے میں اُن کے لئے برپا کرونگا خدمت کرینگے- یرمیاہ ۳۰: ۹- اور میں اُن کے چوپان مقرر کرونگا اور وہ اُن کو چراویگا یعنے میرا بندہ داؤد اُن کو چراویگا اور وہی اُن کا چوپان ہوگا حزقیل ۳۴: ۲۳ اور میرا بندہ داؤد اُنکا بادشاہ ہوگا اور اُن سب کا ایک ہی چرواہا ہوگا اور وے میرے حکموں پر چلیں گے اور میری شرعوں کو حفظ کرینگے اور اُن پر عمل کرینگے- حز ۳۷: ۲۴ اور میرا بندہ داؤد ہمیشہ کے لئے اُن کا سردار ہوگا- حز ۳۷: ۲۵ یسی کے تنے کی کونپل- یسعیاہ ۱۱: ۱ اور یرمیاہ ۳۳: ۱۵*+

---

* نوٹ- آیات ہذا میں داؤد اور یسی کے تنے کی کونپل خدا کی بادشاہت کے بادشاہ کا نام آیا ہی جیسا کہ زکریاہ

اس کے ساتھ دیکھو زبور ۲، ۷ و یسعیاہ ۹: ۶-۷ و دانئیل ۷: ۱۴ و زبور ۲: ۶-۸ و ۸: ۶ و ۱۱۰: ۱-۳ و ۴۵: ۶-۷ و یسعیاہ ۱۱: ۱-۱۲ و ۱۴: ۱-۳ و ۳۲: ۱-۴ و ۴۲: ۱-۸ و ۴۹: ۱-۹ وغیرہ۔ اگر ان مقامات کو نکالکر دیکھا جائے اور ان کی مثل انبیاء کے صحائف سے دیگر بیانات نکالکر پڑھے جائیں تو ان سے خدا کی بادشاہت اور اُس کے بادشاہ کی ایسی تعریف ملیگی جو صرف خدا کو شایاں ہے اور کسی انسانی بادشاہت اور اُس کے بادشاہ کا وصف تا قیامت نہیں ہو سکتی ہے۔ پس ہم نے اس اختصار میں یہہ بات دکھائی ہے کہ پُرانے عہد نامہ میں بائبل کے پاک مذہب و دین کا نام "خدا کی بادشاہت ہے"+

۵- انجیل میں حضرت مریم کو بشارت دیتے ہوئے فرشتے نے کہا +

اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اس کا نام یسوع رکھنا۔ وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائیگا اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کریگا اور اسکی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا۔ لوقا ۱: ۳۱-۳۳۔ مجوسیوں نے یہودیوں کے اس بادشاہ کی تلاش کی۔ متی ۲: ۲ +

یسوع مسیح کے شاگردوں نے اُسے اسرائیل کا بادشاہ جانکر قبول کیا۔ یوحنا ۱: ۴۹ +

۶- **الف**- خداوند یسوع مسیح نے خدا کی بادشاہت کی منادی کی۔ لکھا ہے:-

یسوع نے گلیل میں آکر خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔ توبہ کرو اور خوشخبری کو مانو۔ مرقس ۱: ۱۴-۱۵ +

بلکہ تم پہلے اس کی بادشاہت اور راستبازی کی تلاش کرو۔ متی ۶: ۳۳ +

مبارک وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہیں کی ہے متی ۵: ۳-

مبارک وہ ہیں جو راستبازی کے سبب ستائے گئے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت

بقیہ نوٹ کے بیٹے یوحنا غسال کی بابت ایلیاہ کا نام آیا ہے۔ مطلب آیات بالا کا یہہ نہیں ہے کہ مسیح بادشاہ کو ابن داؤد ثابت کیا جاوے بلکہ اُسے داؤد سمجھا جاوے +

انہیں کی ہی۔ متی ۵: ۱۰۔ اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہی تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہی زمین پر بھی پوری ہو۔ متی ۶ ۹:۱۰ آسمان و زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہی متی ۲۸: ۱۸ میری بادشاہت دنیا کی نہیں ہی۔ یوحنا ۱۸: ۳۶-۳۷۔ جو مجھے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں اُن میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہی۔ متی ۷: ۲۱ +

ب۔ خداوند یسوع مسیح نے شاگردوں کو خدا کی بادشاہت دی اور اُسی کی منادی کا حکم فرمایا۔ لکھا ہی اے چھوٹے گلے نہ ڈر۔ کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ بادشاہت تمہیں دے۔ لوقا ۱۲: ۳۲۔ جیسے میرے باپ نے میرے لئے بادشاہت مقرر کی ہی میں بھی تمہارے لئے مقرر کرتا ہوں۔ لوقا ۲۲: ۲۹۔ اُن سے کہو کہ خدا کی بادشاہت تمہارے نزدیک آ پہنچی ہی لوقا ۱۰: ۹۔ خدا کی بادشاہت تمہارے درمیان ہی۔ لوقا ۱۷: ۲۱ +

ج۔ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کی یہہ صورتیں بیان کی گئی ہیں +

جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھہ نہیں سکتا +
جب تک کوئی آدمی پانی اور روح سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یوحنا ۳: ۳ و ۵۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی خدا کی بادشاہت کو چھوٹے لڑکے کی مانند قبول نہ کرے وہ اس میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔ لوقا ۱۸: ۱۷ و مرقس ۱۰: ۱۵ و ۱۹: ۱۳-۱۵۔ یہی بات رسولوں نے سکھائی۔ لکھا ہی کیا تم نہیں جانتے کہ بدکار خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے۔ فریب نہ کھاؤ کیونکہ نہ رنڈی باز خدا کی بادشاہت کے وارث ہونگے نہ بت پرست۔ نہ زناکار نہ عیاش نہ لونڈے باز۔ نہ چور نہ لالچی۔ نہ شرابی۔ نہ گالیاں بکنے والے۔ نہ ظالم۔ ۱ قرنت ۶: ۹-۱۰۔ کیونکہ خدا کی بادشاہت کھانے پینے پر نہیں بلکہ راستبازی اور میل ملاپ پر

موقوف ہی جو روح القدس کی طرف سے ہوتی ہی۔ روم ۱۴ : ۱۷۔ گوشت اور خون خدا کی بادشاہت کے وارث نہیں ہو سکتے۔ ا قرنت ۱۵ : ۵۰ +

۷۔ مسیح بادشاہ نے دنیوی بادشاہوں کی عزت کو بحال رکھا +

آپ نے تعلیم دی کہ جو قیصر کا ہی قیصر کو اور جو خدا کا ہی خدا کو ادا کرو۔ متی ۲۲ : ۲۱ +

رسولوں نے تعلیم دی۔ ہر شخص حکام وقت کا تابعدار رہے کیونکہ کوئی حکومت ایسی نہیں جو خدا کی طرف سے نہ ہو اور جو حکومتیں موجود ہیں وہ خدا کی طرف سے مقرر ہیں پس جو کوئی حاکم کا سامنا کرتا ہی وہ خدا کے انتظام کا مخالف ہی اور جو مخالف ہیں سزا پائینگے۔ روم ۱۳ : ۱-۲۔ خداوند کی خاطر انسان کے ہر ایک انتظام کے تابع رہو۔ بادشاہ کے اس لئے کہ وہ سب سے بزرگ ہے . . . . بادشاہ کی عزت کرو پطرس ۲ : ۱۳-۱۷ +

۸۔ یہودی قوم مسیح بادشاہ کے تابع نہ ہوئی بلکہ اُسے رد کیا اور خدا کی بادشاہت کی دولت سے محروم ہو گئی۔ لکھا ہی +

ای یروسلم ای یروسلم جو نبیوں کو قتل کرتا ہی اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُنہیں سنگسار کرتا ہی کتنی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچّوں کو پروں کے تلے جمع کرتی ہی اسی طرح تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں۔ مگر تم نے نہ چاہا دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہی کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہر گز نہ دیکھو گے جبتک نہ کہو گے کہ مبارک ہی وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہی۔ متی ۲۳ : ۳۷-۳۹ +

اور جب اُس کو لے چلے تو اُنہوں نے شمعون نام ایک کرینی کو جو دیہات سے آتا تھا پکڑ کر صلیب اُس پر رکھدی کہ یسوع کے پیچھے پیچھے لے چلے اور لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ اور بہت سی عورتیں جو اُس کے واسطے روتی پیٹتی تھیں اس کے پیچھے پیچھے چلیں۔ یسوع نے اُن کی طرف پھر کے کہا کہ ای یروسلم کی بیٹیو میرے لئے نہ روؤ۔ بلکہ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے روؤ۔ کیونکہ دیکھو وہ دن آتے ہیں جن میں لوگ کہینگے کہ مبارک

ہیں بانجھیں اور وہ پیٹ جو نہ جنے اور وہ چھاتیاں جنہوں نے دودھ نہ پلایا ۔ ۔ ۔ ۔ کیونکہ جب ہرے درخت کے ساتھ ایسا کرتے ہیں تو سوکھے کے ساتھ کیا نہ کیا جائیگا لوقا ۲۳: ۲۶-۳۱ +

پھر اُس نے (پلاطوس نے) یہودیوں سے کہا کہ اپنے بادشاہ کو دیکھو۔ یوحنا ۱۹: ۱۴ پلاطوس نے اُن سے کہا اس آدمی کو دیکھو۔ یوحنا ۱۹: ۵ میں اس کا کچھ جرم نہیں پاتا۔ یوحنا ۱۸: ۳۸ مگر تمہارا دستور ہی کہ میں فسح کو تمہاری خاطر ایک آدمی چھوڑ دیا کرتا ہوں پس تم کو منظور ہی کہ میں تمہاری خاطر یہودیوں کے بادشاہ کو چھوڑ دوں؟ یوحنا ۱۸: ۳۹ مگر یہودیوں نے چلا کر کہا اگر تو اس کو چھوڑے دیتا ہی تو قیصر کا خیر خواہ نہیں۔ یوحنا ۱۹: ۱۲ قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں یوحنا ۱۹: ۱۶۔ اس کو نہیں لیکن بارابا کو۔ یوحنا ۱۸: ۴۰ +

۹۔ خداوند یسوع مسیح ختم المرسلین ہی +

کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئینگے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کرینگے۔ متی ۲۴: ۵ +

بہت سے جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہونگے اور بہتیروں کو گمراہ کرینگے۔ متی ۲۴: ۱۱ +

کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہونگے۔ متی ۲۴: ۲۴۔ خداوند یسوع مسیح کی دوسری آمد کے بیان کو متی ۲۴ باب سے ۲۶ باب کے آخر تک دیکھو +

خدا کی بادشاہت سے متعلق جو جو موٹی موٹی حقیقتیں تھیں اُن کا بیان بجنسہ جیسا کہ بائبل میں آیا ہی ناظرین کی آگاہی کے لئے کر دیا گیا ہی تمام حقائق مندرجہ صدر کی توضیح و تشریح درکار نہیں ہی اصل مبحث جملہ خدا کی بادشاہت کا ہی باقی امور متعلقہ ہیں۔ پس خدا کی بادشاہت" بائبل کے دین و مذہب کا نام ہی اور اس بادشاہت کی دو صورتیں ہیں یعنے ظاہری اور باطنی۔ ظاہری صورت کا تعلق بلا امتیاز مذہب دنیا کے حکام اور بادشاہوں سے ہی۔ دنیوی بادشاہت بھی خدا کی طرف سے ہی اس کے بادشاہ خواہ

خداپرست ہوں یا بیدین وہ بھی خدا کے مقرر کئے ہوئے ہیں اور خدا کے خادم کہلاتے ہیں خورس بادشاہ اسرائیلی نہ تھا اور نہ اسرائیل کے مذہب کو مانتا تھا بائبل سے اُس کا خادمِ خدا ہونا ثابت ہی دیکھو یسعیاہ ۴۴: ۲۸ و ۴۵: ۱۔ نبوکدنضر بابل کا بادشاہ پکا بت پرست تھا اور خدا اور اُس کے لوگوں اور اُس کے مذہب کا دشمن تھا مگر بائبل کہتی ہی کہ وہ بھی خدا کا خادم تھا دیکھو یرمیاہ ۲۵: ۹۔ اس اصول پر خدا کی بادشاہت کی دنیوی صورت کے ہر ایک بادشاہ کو خواہ وہ کسی ملّت و مذہب کا ہو ہم ضرور خدا کا خادم جانتے اور اُس کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ سوا ابلیس کے کہ وہ اِس جہان کا سردار اور بادشاہ کہلاتا ہی مگر ہم اُسے خدا کا خادم نہیں مانتے ہیں +

مگر دین کے اعتبار سے خدا کی بادشاہت کا دنیوی پہلو خدا کی بادشاہت کے باطنی و دینی پہلو کا ایما اور نشان ظاہر ہی اور خدا کی باطنی یعنے دینی بادشاہت بنی اِسرائیل کے عموماً اور اہلِ انجیل کے خصوصاً حصے میں آئی ہی۔ خدا کی بادشاہت کی دینی حقیقت کا انجیل نے کافی بیان کیا ہی اُس پر غور کرنا چاہیئے +

ہم نے کہا کہ اِسرائیل میں خدا کی بادشاہت کا ابتدائی زمانہ حضرت ابراہیم سے لیکر شاؤل کے بادشاہ ہونے تک تھا۔ اس زمانے کا وہ حصہ جسے موسوی زمانہ کہتے ہیں خدا کی بادشاہت کے جلال کا زمانہ ہی اس زمانے کے بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے وسیلے سے خدا کی بادشاہت کی اُس حقیقت کو پانے کے لئے زیادہ مجبور کئے گئے جسکا انجیل بیان کرتی ہی مگر بنی اسرائیل اگرچہ خدا کی بادشاہت کے ایک حد تک تابع رہے تو بھی بادشاہت کی اُس حقیقت سے محروم رہے۔ چنانچہ لکھا ہی:۔

لیکن خداوند نے تم کو وہ دل جو سمجھے اور وے آنکھیں جو دیکھیں اور وے کان جو سنیں آجتک نہیں دیئے۔ استثنا ۲۹: ۴۔ پس اپنے دلوں کا ختنہ کرو اور آگے کو گردن کشی نہ کرو۔ استثنا ۱۰: ۱۶۔ پس تو سمجھ لے کہ خداوند تیرا خدا تیری صداقت کے سبب سے تجھ کو اس نفیس سرزمین کا وارث نہیں کرتا کیونکہ تم تو گردن کش لوگ ہو۔ استثنا ۹: ۶ +

اِس جگہ بنی اسرائیل سے خدا کی بادشاہت کا حقیقی مفہوم حضرت موسیٰ کی معرفت ظاہر کیا گیا ہے اسکا مطلب خدا کی مطلق اطاعت ہے جو ایسے دل سے کیجاتی ہو جس دل سے گناہ کی طبیعت کاٹکر پھینک دی گئی ہو اور غرض اس کی یہہ ہے کہ خدا کا اختیار پورے اور اکمل طریق سے ہر ایک بشر کی روح اور اس کے دل اور اُس کی شخصیت پر ان معانی میں دائمی ہووے کہ انسان تسلیم مطلق کے ساتھ اپنی دلی رضا و رغبت سے اپنے خدا کو اپنے سارے دل اور سارے زور اور ساری عقل اور ساری سمجھ سے پیار کر کے اُس کا عابد ہووے ۔ پس موسوی زمانے میں خدا کی بادشاہت کے یہی معانی تھے مگر بنی اسرائیل اُسوقت سے شاؤلی زمانے تک اِن معانی تک مجموعی طور سے کبھی نہ پہنچے ۔ بلکہ سموئیل نبی سے انسانی بادشاہ طلب کر کے اس حقیقت سے اور بھی دُور جا پڑے ۔ خدا نے اُنکو بادشاہ بھی دئے مگر اپنے انبیا کی معرفت اپنی بادشاہت کی حقیقت مذکور کو ہمیشہ یاد دلایا +

اب خدا کی بادشاہت کی حقیقت بالا کو انجیل میں دیکھو ہم نے خدا کی بادشاہت کی انجیلی صورت بیان کر دی ہی خداوند یسوع مسیح نے خدا کی وہی بادشاہت بنی اسرائیل کے روبرو پیش کی جو حضرت موسیٰ نے کی تھی مگر بنی اسرائیل نے خداوند یسوع مسیح کو اور اُس کی انجیل کو رد کر کے خدا کی بادشاہت کو جو اُن کے روبرو لائی گئی تھی رد کیا جس کا یہہ نتیجہ ہوا کہ وہ خود خدا کی بادشاہت سے محروم ہو گئے اور خدا کی بادشاہت یسوع مسیح اور اُسکی انجیل میں اپنے کامل جلال کے ساتھ ہمیشہ کے لئے ثابت ہو گئی +

یہہ تو خدا کی بادشاہت کی حقیقت کا مختصر بیان ہی ۔ یہی خدا کی بادشاہت یسوع مسیح کے تابعین کے وسیلے سے حضرت محمد صاحب تک پہنچی اسی کا حضرت محمد صاحب کی معرفت دین اسلام کی اصطلاح میں قرآن نے بیان کیا ۔ اب غور فرمائو کہ اس اسلام کے ساتھ جو خدا کی بادشاہت کا بدل ہو سر سید کے معانی کی فطرت کا کیا علاقہ اور اہل حدیث کے روزوں نمازوں حجوں ۔ زکوٰۃ محمد الرسول اللہ کا کیا رشتہ ؟ اور محمدی قوم کے تمام عملی مذاہب کی اس سے کیا نسبت ہی ؟

اسلام کی حقیقت خدا کی انجیلی بادشاہت ہی اور یہہ انجیل کے معانی سے خدا کی مطلق اطاعت ہی اور وہ بھی کعبہ کے رب کی نہیں بلکہ بائبل کے خدا کی اطاعت و عبادت ہے اور محمدیت کی تمام صورتیں عملاً خدا کی بادشاہت کی تکذیب ہیں اور محمدی قوم کے علما خدا کی بادشاہت اور اُس کی انجیل اور اُس کے بادشاہ اور اُس کے خدا کی مخالفت کرتے کرتے آجتک نہیں ہارے۔ درحالیکہ قرآن اُن کا مخالف ہی۔ پس بائبل میں حقیقتِ اسلام خُدا کی بادشاہت کا مفہوم ہی +

اس بات میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا ہی کہ قرآن نے دین اسلام ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کا دین بیان کرکے قبول کیا ہے اور بائبل میں حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کا دین صرف "خُدا کی بادشاہت" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اب یا تو علماءِ قرآن کو "اسلام" کو "خُدا کی بادشاہت" سے تطبیق دینا ہی اور یا اس بات کو ثابت کرنا ہی کہ حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ خدا کی بادشاہت کے بجائے دین اسلام کی اطاعت کرتے تھے۔ ہر طرح سے علمائے قرآن کے فرض کا یہہ حصہ ہی کہ "دین اسلام" اور "خُدا کی بادشاہت" میں موافقت یا مخالفت کو ثابت کریں +

مگر ہم اس وقت خدا کی بادشاہت کا ذکر کر رہے ہیں۔ ہم کو مناسب معلوم ہوتا ہی کہ خدا کی بادشاہت کے متعلق دوسری ضروری حقیقتوں کا بائبل کے الفاظ میں بیان کر دیویں تاکہ ہر ایک ناظر کو یہہ بات معلوم ہو جائے کہ خدا کی بادشاہت کے ہر ایک انسان سے اور کونسے بڑے بڑے مطالبے ہیں اور یہہ بات بھی معلوم ہو جائے کہ خدا کی بادشاہت کی سلامتی کی کیا صورت ہی؟ بائبل میں آیا ہی +

میری آواز کی فرمانبرداری کرو۔ یرمیاہ ۱۱: ۴۔ ساری جماعت اس کی فرمانبرداری کرے۔ گنتی ۲۷: ۲۰۔ مرنے تک فرمانبردار رہ تو میں زندگی کا تاج تجھے دونگا۔ مکاشفہ۔ مسیح صلیبی موت تک فرمانبردار رہا۔ فلپی ۲: ۸۔ اُنہوں نے خداوند کی فرمانبرداری پوری کی۔ گنتی ۳۲: ۲ +

لفظ تابع اور تابعداری کی بابت آیا ہی۔ خدا کے تابع ہو جاؤ۔ یعقوب ۴ : ۷۔ خداوند کے لئے تابع رہو۔ ۱ پطرس ۲ : ۱۳۔ وہ سب کو اپنے تابع کر سکتا ہی۔ فلپی ۳ : ۲۱۔ فرمانبردار اور تابع رہو۔ عبرانی ۱۳ : ۱۷+

لفظ مقدّس کی بابت آیا ہی۔ کہ تم اپنے تئیں مقدس کرو۔ احبار ۱۱ : ۴۴ پس تم مقدس ہو اس لئے کہ میں مقدس ہوں۔ احبار ۱۱ : ۴۵۔ تم میرے مقدس لوگ ہو جاؤ۔ احبار ۲۰ : ۲۶ خداوند خدا کو اپنے دلوں میں مقدس جانو۔ ۱ پطرس ۳ : ۱۵+

لفظ نذر کی بابت آیا ہی۔ تم اپنے بدن خدا کی نذر کرو۔ روم ۱۲ : ۱۔ ایک زندہ قربانی مقدس اور خدا کے لئے پسندیدہ ہوں کہ یہہ تمہاری عقلی عبادت ہی۔ روم ۱۲ : ۱ حق تعالیٰ کے حضور اپنی نذریں ادا کر۔ زبور ۵۰ : ۱۴+

لفظ سلامتی کا یوں ذکر آیا ہی+

خدا سے صلح کرنے کی سلامتی۔ اگر کوئی میری سلامتی کا دامن پکڑے تو وہ مجھ سے صلح کرے۔ یسعیاہ ۲۷ : ۵+

خدا سے عہد کرنے کی سلامتی۔ میں نے اس سے اپنی صلح کا عہد باندھا ہی گنتی ۲۵ : ۱۲۔ میری صلح کا عہد جنبش نہ پاویگا یسعیاہ ۵۴ : ۱۵+

خدا کی سلامتی۔ ای خداوند تو نے ہمارے لئے سلامتی ٹھہرائی۔ یسعیاہ ۲۶ : ۱۲۔ سلامتی۔ سلامتی اُسکو جو دُور ہی اور اُسکو جو نزدیک ہی یسعیاہ ۵۷ : ۱۹+

خدا کو تاکنے کی سلامتی۔ کامل کو تاک اور سیدھے کو دیکھہ رکھہ ایسے آدمی کا انجام سلامتی ہی۔ زبور ۳۷ : ۳۷+

معاوضے یا بدلے کی سلامتی۔ ہماری سلامتی کے لئے اس پر سیاست ہوئی یسعیاہ ۵۳ : ۵+

خداوند یسوع مسیح سلامتی کا شہزادہ ہی+

ابدیت کا باپ سلامتی کا شاہزادہ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا

نہ ہوگی۔ یسعیاہ ۹: ۶-۷ +

میرا عہد زندگی اور سلامتی کی بابت . . . اس کے ساتھ تھا وہ میرے ساتھ سلامتی اور راستی سے چلتا رہا۔ ملاکی ۲: ۵و۶ +

جس کا دل قائم ہی تو خوب سلامتی سے اس کی نگہبانی کریگا۔ یسعیاہ ۲۶: ۳ +

وہ تو اپنے بندوں اور پاک لوگوں سے سلامتی کی باتیں کہیگا۔ زبور ۸۵: ۸ +

کیونکہ وہ ہماری صلح ہی جس نے دو کو ایک کیا۔ افسی ۲: ۱۴ +

میں تمہیں اپنا اطمینان دیتا ہوں۔ یوحنا ۱۴: ۲۷ +

پر خدا نے ہم کو ملاپ کے لئے بلایا ہی۔ ۱ قرنت ۷: ۱۵ +

خدا کا اطمینان جس کے رکھنے کے لئے تم ایک تن ہوکر بلائے گئے ہو تمہارے دلوں پر حکومت کرے قلسی ۳: ۱۵ +

کیونکہ خدا کی بادشاہت میں کھانا پینا نہیں بلکہ راستی اور سلامتی اور روح القدس سے خوشوقتی ہی۔ روم ۱۴: ۱۷ - اب سلامتی کا خدا تم سب کے ساتھ ہووے۔ روم ۱۵/۳۳

اُس نے آکر تمہیں جو دُور تھے اور اُنہیں جو نزدیک تھے دونوں کو صلح کی خوشخبری دی۔ افسی ۲: ۱۷ +

کیونکہ میں اپنی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں۔ یوحنا ۵: ۳۰ +

پس گناہ تمہارے فانی بدن میں بادشاہی نہ کرے کہ تم اُس کی خواہشوں کے تابع رہو اور اپنے اعضا ناراستی کے ہتھیار ہونے کے لئے گناہ کے حوالے نہ کرو بلکہ گویا مُردوں میں سے زندہ ہوکر اپنے آپ کو خدا کے حوالے کرو۔ روم ۶: ۱۲-۱۳ +

خدا کی بادشاہت اور اُسکے متعلقات کا مختصر بیان ہدیۂ ناظرین ہوچکا ہی اور اس کی تفصیل کے لئے اس جگہ گنجائش نہیں ہی پر ہر ایک ناظر اوپر کے کل بیان سے کم از کم بائبل شریف کے دین کی حقیقت کو جان سکتا ہے اور اس کی عظمت و وسعت سے آگاہ ہوسکتا ہی۔ دین اسلام کا مفہوم بائبل شریف کا یہی مذہب ہی +

"خدا کی بادشاہت" میں خدا شاہنشاہوں کا شہنشاہ اور احکم الحاکمین مانا جاتا ہے جو دین اور دنیا کا اکیلا حکمران ہے +

خدا کی بادشاہت کے دنیوی پہلو کے تمام دنیوی بادشاہ اور سلاطین اُس کے خادم ہیں اور تمام انبیاء اس کی بادشاہت کے دینی پہلو کے خادم ہیں +

خداوند یسوع مسیح خدا کی دینی اور دنیوی بادشاہت کا اکیلا اور دائمی نائب ہے جس کی واحد شخصیت میں کامل الوہیت اور کامل انسانیت بستی ہے +

خداوند یسوع مسیح میں خدا کی بادشاہت کا نیچر نوزادگی اور تقدیس۔ اور پاکیزگی۔ اور بدن اور اُس کی خواہشات کو قربان کرنا۔ اور پوری سپردگی ہے +

خدا کی بادشاہت کا مطالبہ خدا کی پوری فرمانبرداری اور تابعداری درجہ خودنثاری تک کا ہے +

خدا کی بادشاہت کی غایت بندے کی بندے سے صلح وسلامتی ہے اور بندوں کی خدا سے صلح وسلامتی ہے۔ یا بندوں کا خدا سے ملاپ کرنا ہے +

خدا کی بادشاہت کا قانون بائبل شریف ہے جس میں خدا کے امر و نہی جمع ہیں جو شخص خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتا ہے وہ بائبل کے احکام پر چلتا ہے +

پس یہ خدا کی بادشاہت حضرت ابراہیم و موسیٰ اور جمیع انبیاء اور خداوند یسوع مسیح کا دین ہے اور انہیں انبیاء کے دین کا نام اسلام بتایا گیا ہے پس اسلام کی حقیقت خدا کی بادشاہت ہے +

حقیقت اسلام اور خدا کی بادشاہت کی عینیت

حقیقت اسلام دکھائی گئی اور اسلام و مسیحیت کی مغائرت معدوم ہو گئی۔ ہم مسیحی معانی مذکورہ میں اسلام کی توقیر کر سکتے ہیں۔ کم از کم ہم اسلام کی حقارت نہیں کر سکتے۔ مگر حنفائے

ہند کی ہم کہہ نہیں سکتے۔ ممکن ہی کہ اہل تخنف اسلام و مسیحیت کی موافقت پر اظہار ناراضگی کریں۔ پر اُن کی ناراضگی کا اِس تحقیق پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا اور نہ وہ ناراض ہو کر مسیحیت و اسلام کی وحدت کو مٹا سکتے ہیں۔ وہ تمام کے تمام ملکر اسلام کو مسیحیت سے جدا نہیں کر سکتے ہیں مگر اس میں کلام نہیں کہ حنفائے ہند کو اسلام و مسیحیت کے واحد ہونے پر کمال درجے کا افسوس و رنج ہوگا۔ وجہ اس کی یہہ ہی کہ اسلام کو مسیحیت کا بدل ماننے سے اُن کی حنفیت کے چہرے سے نقاب اُٹھہ جاتا ہی اور وہ اپنی اصلی صورت و شکل میں ننگی ہو جاتی ہی اور اُسکا ننگا ہونا اہل تخنف کے لئے بلائے جان ہی +

اہل تخنف کے لئے حنفیت کا اسلام سے قطع تعلق کیسا ہی خوفناک کیوں نہ ہو مگر اس میں کلام نہیں کہ دین اسلام اور ملت حنیف کا واحد شئے ہونا ہر معنی میں امر محال و اشکال ہی حنفیت یا ملت حنیف ہرگز اسلام نہیں ہی +

ہم خوشی سے اس بات کا اقبال کرتے ہیں کہ جس حنفیت کو اسلام بنانے کی سر سید اور دیگر علما نے کوشش کی ہی وہ حنفیت قرآن مروجہ کے متن کا ایسا ہی مسلمہ مذہب ہی جیسا کہ اسلام ہی مگر اس سے یہہ نتیجہ نکالنا کہ اسلام اور حنفیت واحد شئے کے دو نام ہیں سراسر زیادتی ہی +

ہم ناظرین کو اب حنفیت کی سُناتے ہیں اور سب سے پہلے ہم قرآن سے حنفیت کی عِصمت کے ثبوت دیتے ہیں۔ پڑھو۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا۔ اور کہتے ہیں کہ ہو جاؤ یہودی یا نصاریٰ تو ہدایت پاؤ گے تو کہہ کہ ہم نے ملت ابراہیم حنیف اختیار کی۔ بقر رکوع ۱۶ و ۹۔ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا یعنے نہ ابراہیم یہودی تھا اور نہ نصرانی تھا ولیکن حنیف تھا۔ عمران ۷ رکوع۔ اور اسی بنیاد پر بار بار یوں بھی آیا ہی +

ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا۔ یعنے پھر ہم نے وحی کی طرف

تیری یہہ کہ تو ابراہیم کی ملت حنیف کی متابعت کرے نحل ۱۶ ارکوع - پھر یہہ کہ قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا - یعنے تو کہہ کہ اللہ نے سچ کہا ہی کہ ابراہیم کی ملت حنیف کی متابعت کرو - عمران ۱۰ ارکوع - پھر یہہ کہ قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا - تو کہہ کہ میرے رب نے مجھ سے سیدھے راستے کی ہدایت کی ہی جو دین قیم ابراہیم کی ملت حنیف ہی - انعام آخری آیت +

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ط فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ - روم آیت ۳۰ +

مقامات ہذا میں بجائے دین اسلام کے جو مسیحان عرب کا دین تھا یہود و نصاریٰ کے دین کا مبدل بلکہ مکذب دین حنیف حضرت کے روبرو لایا گیا ہی اور حضرت کو تاکید کی گئی ہی کہ وہ دین حنیف کی پیروی کرے - اس جگہ کئی ایک حقیقتیں اہل تحقیق کے روبرو لائی جاتی ہیں جن پر غور کرنا اشد ضروری ہی +

سب سے پیشتر فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ کا حکم غور طلب ہی - اس حکم سے یہہ بات پائی جاتی ہی کہ جس وقت یہہ حکم دیا گیا اُس وقت حضرت کی دین حنیف یا فطرتی دین پر نہ تھے بلکہ ایسے دین پر تھے جو حضرت کا آبائی یا پیدائشی دین نہ تھا اور وہ دین اسلام ہی تھا جس پر اِس حکم کے حصول تک حضرت عمل کرتے آتے تھے - مگر اِس حکم نے حضرت کو پھر اپنے پیدائشی دین کی رغبت دلائی اور یہہ بات حضرت پر ظاہر کی کہ پیدائشی دین کو بدلنا حرام ہی - چونکہ اس آیت میں ملت حنیف کی عصمت و حرمت بیان کیگئی ہی اسلئے یہہ آیت مکی نہیں ہو سکتی ہی - کیونکہ اگر مکے میں حضرت کو یہہ حکم ملجاتا تو آپکو مکہ چھوڑنے کی مصیبت اُٹھانے کی ہرگز ضرورت لاحق نہوتی حضرت ملت حنیف کے آگے اپنی فرمانبرداری کی گردن جھکاکر بخوبی آرام سے رہ سکتے تھے کیونکہ تمام کفار مکہ کا مذہب ملت حنیف ہی تھا - پس یہہ آیت مدنی ہے کیونکہ ملت حنیف کی حرمت مدنی سورتوں میں آئی ہی - مکہ میں ہرگز یہودی نہ تھے جن کے مذہب سے دوسری آیات میں نفرت دلائی گئی ہی اور حنفیت کی حرمت کو یہودی مذہب پر قایم کیا گیا ہی - یہودی

مذہب کے مقابل حنفیت کی عزت کو بحال مدینہ میں کیا گیا کیونکہ مدینہ میں یہودی تھے اور جبکہ مدینہ میں یہودی مذہب پر حنفیت کو ترجیح دی گئی تھی تو مدینہ ہی میں سورہ بقرہ کی آیت تیسویں قرآن کا جزو بنائی گئی تھی۔ پس اس سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ جس وقت حضرت کو آیت زیر بحث کا حکم ملا تھا اُس وقت حضرت دین اسلام پر تھے۔ اُس وقت مکہ کے کعبہ کی مطلق عزت نہیں کرتے تھے اور نہ حج اور پانچ وقتی نماز کی پروا رکھتے تھے اور نہ قربانیاں کیا کرتے تھے اور نہ کعبہ کے رب کی ربوبیت کے قائل تھے بلکہ اُس وقت آپ بیت المقدس کی عزّت کیا کرتے تھے اُسی طرف منہہ کرکے نماز پڑھہ چھوڑا کرتے تھے اور مسیحی اسلام کی یہود میں منادی کیا کرتے تھے۔ اُس وقت مکہ کا کعبہ ۳۶۰ بتوں کا مسکن تھا اور غالباً آیت زیر بحث کے نزول سے پیشتر حضرت کو زہر کھلا دیا گیا تھا اور حضرت پر جادو بھی کیا جا چکا تھا اور حضرت محمد صاحب یہود کی بد عہدیوں اور بدسلوکیوں سے مایوس بھی ہو چکے تھے تب حنفیت کے خیرخواہ نے موقعہ پاکر حضرت کو حنفیت کی متابعت پر مائل کرنے کی کوشش کی اور سب سے اوّل حنفیت کی حرمت پر اسی آیت کو نازل کر دیا اور پھر حضرت پر وہ آیات نازل کردیں جن میں یہودی اور مسیحی مذہب پر حنفیت کو ترجیح دی گئی اور یہود و نصاریٰ کے دعاوی کو باطل ٹھہرایا ہے اور ان تمام باتوں کے بعد کعبہ کی حرمت کے احکام نازل کر دیئے گئے اس طرح سے مدینہ میں دین اسلام اور اُس کی حقانیت کا انکار کرکے ملت حنیف کی عزت و حرمت بحال کی گئی تھی؎

اِس بات کو فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ مدینہ میں جادو سے مؤثر ہونے اور زہر کھانے کے بعد حضرت محمد صاحب کی حالت نہایت نازک ہوگئی تھی اور اگرچہ حضرت محمد صاحب اِن بلاؤں سے بچ گئے تھے مگر آپ پر مرض نسیان کا غلبہ ہوگیا تھا آپ ایک کام کر لیا کرتے تھے اور خیال میں یہہ بات رہتی تھی کہ وہ کام نہیں کیا ہے اور آپ نے ابھی ایک کام کیا نہ ہوتا تھا اور یقین اس بات کا رکھا کرتے تھے

کہ وہ کام کرلیا ہو۔ جب آپ کی صحت اور آپ کے حافظے کا یہہ حال تھا اُنہیں ایام میں حنفیت کی حرمت اور کعبہ کی عزت وغیرہ کے احکام آپ کو ملے تھے جن میں یہودیت اور نصرانیت کی حقارت کی گئی ہو +

اس کے علاوہ مدینہ میں قرآن حضرت عمر کی مرضی کے موافق نازل ہونے لگ گیا تھا اور حضرت عمر کعبہ کی عزت کرنے کا خیال دل میں رکھتا تھا اور صرف حضرت عمر ہی نہیں بلکہ حضرت کی تمام مدنی امت کے دل میں کعبہ کی عزّت کا خیال چھپا تھا۔ اور کعبہ کی حرمت و عزّت کا اعتقاد حنفیت کا بنیادی پتھر تھا پس جس روز حضرت عمر نے کعبہ کی حرمت پر آیت نازل کروالی اُسی روز حضرت کی تمام مدنی اُمّت نے بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ رخی نمازیں شروع کردیں درحالیکہ اُس وقت کعبہ میں ۳۶۰ بتوں سے زائد بُت بھرے تھے اور وہ بُت خانہ تھا اور جب مکہ کے بتخانے کی حضرت کی مدنی امت نے عزت و حرمت کرنی شروع کردی تو حنفیت کی اُسی روز سے اطاعت و فرمابرداری شروع ہوگئی اور دین اسلام کا چراغ مدینہ میں گُل ہوگیا +

پھر کیا تھا۔ ایک طرف یہودی اور نصرانی مذہب کی توہین کے ساتھ یہود و نصارٰی کی توہین شروع ہوگئی اور دوسری طرف حنفیت اور اُس کے مسلمات کی تائید و تصدیق پر قرآن نازل ہونے لگا اور تیسری طرف حنفیت کا مدینہ میں لشکر بڑھنے لگا کیونکہ حضرت کی مدنی امت نے کفار عرب کی حنفیت کو عزت دیدی تھی +

جو آیات ہم نے اوپر نقل کی ہیں اُن سے یہودیت اور نصرانیت کی حقارت عیاں ہو اور یہود و نصارٰی کے دعاوی حنفیت کے مقابل ناچیز دکھائے جا رہے ہیں اور حنفیت کا بول بالا ہو۔ مگر ہم کو فی الحا[illegible] دکھانا منظور ہو کہ حنفیت یہودیت و نصرانیت پر فتح پا رہی ہو ہم چند مقامات اور بھی حنفیت کی خوبی اور اہل الکتاب کے دعاوی کی مخالفت پر نقل کرتے ہیں۔ لکھا ہو کہ:-

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ کَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ یعنے کیا اہل الکتاب یہہ کہتے ہیں کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُن کی اولاد یہودی یا نصاریٰ تھے؟ اُن سے پوچھہ کہ کیا تم بہتر جانتے ہو یا اللہ؟ اور اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہی جو کوئی شہادت اپنے پاس رکھتا ہو اور اُسے چھپاوے اور اللہ اُن باتوں سے غافل نہیں جو وہ کرتے ہیں۔ یہہ ایک امت تھی جو گذر چکی۔ اس کے واسطے وہ ہی جو اُس نے کمایا اور تمہارے واسطے وہ ہی جو تم نے کمایا اور تم سے یہہ سوال نہ ہوگا کہ وہ کیا عمل کرتے تھے۔ بقر ۱۶ رکوع ✣

اِن آیتوں میں یہود اور نصاریٰ کو ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور یعقوب کی اولاد ہونے کے حق سے محروم کیا گیا ہے اور اِن بزرگوں اور اُن کی اولاد کے یہودی یا نصرانی ہونے کا انکار کیا ہی اور ان کے دین کی حقانیت یہہ کہکر اُڑائی ہی کہ "وہ بزرگ ایک اُمت تھے جو گذر گئی۔ جو اُنہوں نے کمایا تھا وہ اُن کے واسطے تھا اور جو تم کماؤگے تمہارے واسطے ہے اور تم سے یہہ نہیں پوچھا جائیگا کہ وہ کیا عمل کرتے تھے" ✣

اس جگہ اوّل تو یہود و نصاریٰ کا یعقوب کی نسل نہ ہونے کا معاملہ سنگین ہی جو ہر طرح جھوٹ ہے اور دوسرا معاملہ مذہب کا ہے کہ بزرگان مذکور اور اُن کے عمل گذر گئے اُن کے اعمال کی تم سے بازپرس نہ ہوگی۔ اگر یہہ سچ ہو تو حنفیت بھی ملت حنیف یا ابراہیم ہی جو ابراہیم کا عمل ہی تو وہ بھی گذر گیا ہی پھر ملت ابراہیم حنیف کے کیوں راگ گائے جاتے ہیں؟

پھر حنفی معلم اسلام کے عقائد و ارکان کے خلاف ہر ایک امت میں نبی اور رسول

کا وجود منواتا ہی۔ لکھا ہی:۔

(۱) لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً واسطے ہر ایک کے کیا ہم نے تم میں سے گھاٹ اور راہ۔ اگر چاہتا اللہ البتہ کرتا تم کو امت ایک۔ مائدہ ۷ رکوع +

مطلب۔ ہر ایک آدمی کے لئے ایک راہ اور طریقہ خدا نے مقرر کر دیا ہی اور خدا کل بنی آدم کی ایک اُمّت ہونا پسند نہیں کرتا ہی +

(۲) لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ۔ واسطے ہر ایک اُمّت کے کی ہی ہم نے طرح عبادت کی کہ وہ عبادت کرتے ہیں۔ حج ۹ رکوع +

مطلب۔ ہر ایک اُمّت اور قوم میں ہم نے طریقۂ عبادت مقرر کر دیا ہی جس طریق سے اقوام عبادت کرتی ہیں ہمارا ہی مقرر کیا ہوا ہی +

(۳) لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ اور واسطے ہر ایک اُمت کے مقرر کی ہی ہم نے طرح عبادت کی تاکہ یاد کریں نام اللہ کا اوپر اُس چیز کے کہ دی ہم نے اُن کو چارپایوں سے حج ۵ رکوع +

مطلب ہر ایک قوم میں ہماری ہی طرف سے عبادت کا طریقہ اور قربانی جانوروں کی مقرر کی گئی ہی کہ ہر ایک اُمّت ہمارے نام سے قربانی کرے +

(۴) وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَاءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ اور واسطے ہر ایک اُمّت کے ایک رسول ہی۔ پس جب آتا ہی رسول اُن کا فیصلہ کیا جاتا ہی درمیان اُن کے ساتھ انصاف کے اور وہ نہیں ظلم کئے جاتے یونس ۵ رکوع

مطلب۔ ہر ایک امت کے لئے خدا نے ایک ایک رسول مقرر کر رکھا ہی جب اُن کا رسول آ جاتا ہی تب اُن کا فیصلہ کیا جاتا ہی +

اور یہی مطلب اس آیت کا ہی وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ فاطر ۳ رکوع وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ۔ نحل آیت ۳۶ +

پھر دین الفطرۃ کا مصنّف اسی پر قناعت نہیں کرتا کہ ایک ایک قوم میں ایک ایک ملہم اور ایک ایک شریعت ہو۔ پر وہ اس حد سے گذر کر زمین کی کل مخلوقات کے ہر ایک فرد کو ملہم اور صاحب وحی قرار دیتا ہی حتّٰی کہ وہ شیاطین کو بھی صاحب وحی بیان کرتا ہی مثلاً لکھا ہی:۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ ... وَھَدَیْنٰہُ النَّجْدَیْنِ۔ یعنے ہم نے اِنسان کو عمدہ قد وقامت کا پیدا کیا ... اور اُس کو دو راستوں کی ہدایت کر دی۔ سورہ بلد۔ پھر لکھا ہی۔ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰھَا فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا۔ اور قسم ہی نفس کی اور اُس ذات کی جس نے اُسے پیدا کیا پس اُس کے اندر نیکی اور بدی کو الہام کر دیا شمس۔ پھر لکھا ہی۔ اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا۔ ہم نے اُسکو راہ کی ہدایت کر دی بعض شاکر ہیں اور بعض کفر کرنے والے ہیں۔ دہر۔ پھر لکھا ہی وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ۔ یعنے تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی۔ نحل ۹ رکوع۔ پھر لکھا ہی۔ وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰی اَوْلِیٰٓئِھِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ اور شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔ انعام ۱۴ رکوع۔ پھر لکھا ہی وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَھَا یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَھَا۔ یعنے اور زمین بوجھ کو نکال ڈالیگی اور اِنسان کہیگا کہ اس کو کیا ہوا۔ اِس دن وہ اپنی خبریں بیان کریگی کہ تیرے رب نے اُس کو بھی وحی کی ہی۔ زلزلہ۔ پھر یہود ونصاریٰ کی بابت آیا ہی:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ

یعنے اے ایمان لانے والو یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ۔ اُن میں سے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی اُن کو دوست رکھیگا وہ اُنہیں میں سے ہوگا۔ تحقیق اللہ ظالموں کی قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہی۔ مائدہ ۷ رکوع ❖

پھر اسی حنفی معلم کو یہود و نصاریٰ کی عربی ریاستوں پر حسد کرنے اور اُن کو عرب سے نکالنے کی ترغیب دیتے ہوئے دیکھا جاتا ہی۔ لکھا ہی:-

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْ نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا۔ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا۔ کیا تو نے اُن لوگوں کی طرف دیکھا جنکو کتاب میں سے حصہ دیا گیا۔ وہ جبت اور طاغوت پر ایمان لاتے اور جن لوگوں نے کفر کیا اُن کی نسبت کہتے ہیں کہ یہہ لوگ مؤمنین کی نسبت زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اِنہیں لوگوں پر اللہ نے لعنت کی ہی اور جس پر اللہ لعنت کرے تو اُس کا کوئی مددگار نہ پاویگا کیا ان کے واسطے مُلک میں کوئی حصہ ہی؟ اور وہ لوگوں کو ایک تل برابر دینا نہیں چاہتے ہیں۔ نسا آیت ۵۱-۵۳ +

مسبوق الذکر تعلیم اس بات کی شاہد ہی۔ قرآن کی حنفیت یہودی اور مسیحی مذاہب کی مخالف و مکذب ہی اور ساتھ ہی یہود و نصاریٰ کی اور اُن کے دعاوی کی مُبطل ہی۔ حنفیت کو نہ یہودیت سے اور نہ نصرانیت سے ایک رتی برابر لگاؤ ہے اور نہ یہود و نصاریٰ سے خوش سلوکی کا برتاؤ ہے اور نہ یہود و نصاریٰ کے انبیاء سے اُلفت ہے نہ اُن کے انبیاء کی کتابوں سے علاقہ ہے جو نسبت دن اور رات میں پائی جاتی ہی اور جو ضد سچ اور جھوٹ میں متحقق ہی وہی ضد حنفیت اور اہلِ بائبل میں متحقق ہی جو اسلام بائبل اور بائبل کے دین اور اہل بائبل سے تعلقات اور رشتے قائم کرتا ہی حنفیت اُن تمام پر جُدائی کی چُھری چلاتی ہی۔ جس سے یہہ حقیقت معلوم ہوتی ہی کہ حنفیت نہ اسلام کا بدل حقیقت ہی اور نہ اسلام سے رشتہ رکھتی ہی بلکہ حنفیت جیسی بائبل اور بائبل کے دین اور اہل بائبل کی دشمن ہی ویسی ہی دین اسلام اور اُس کے مسلمات کی مخالف ہی +

کوئی ناظر اس بات سے فریب نہ کھائے کہ ملت حنیف کو ابراہیم کا دین قرار دیا گیا ہی اور اسلام کو بھی حضرت ابراہیم کا دین بتلایا گیا ہی لہذا ملت حنیف اور دین اسلام ایک ہی حقیقت کے دو نام ہونگے۔ ہم کہتے ہیں کہ حقیقت یہہ نہیں ہی کیونکہ اگر درحقیقت ملتِ حنیف ابراہیم عبرانی کی ملت ہوتی تو اس کا سلسلہ و تواتر ابراہیم کی دونوں نسلوں میں سے کسی نسل میں ضرور دکھایا جاتا۔ مگر حقیقت یہہ نہیں ہے۔ پر اسلام مسیحیت ہی اور حنفیت اسلام و مسیحیت کا غیر دین ہی۔ چنانچہ صفائی سے لکھا ہی۔ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَمِنْ لَقِیَّتِھِمَا لَوْ اَنَّ اِبْنَ آدَمَ سَئَالَ وَادِیًا مِّنْ مَالٍ فَاُعْطِیَهٗ سَئَالَ ثَانِیًا وَاِنَّ سَئَالَ ثَانِیًا فَاُعْطِیَهٗ سَئَالَ ثَالِثًا وَلَا یَمْلَاُ جَوْفَ اِبْنَ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ۔ وَاِنَّ ذَاتَ الدِّیْنِ عِنْدَ اللّٰہِ الْحَنِیْفِیَّۃُ غَیْرُ الْیَھُوْدِیَّۃِ وَلَا النَّصْرَانِیَّۃُ وَمَنْ یَّعْمَلْ خَیْرًا فَلَنْ یُّکْفَرَہٗ

تفسیر اتقان حصہ دوم صفحہ ۶۵+

یہہ قرآن کی اُن سُورتوں میں سے ایک سورت ہی جو خارج شدہ ہیں۔ یہہ سورت سورہ توبہ کے برابر نازل ہوئی تھی۔ اس سورۃ میں دین حنیف کی تعریف یہودیت اور نصرانیت کا غیر دین لکھی ہے اور قرآن کے وہ مقامات جو ابتدا میں نقل ہو چکے ہیں ملت حنیف کو یہودیت و نصرانیت کا غیر ثابت کرتے ہیں اور یہی حقیقت بعد کے حوالوں سے ثابت ہی پس ملتِ حنیف کو اسلام اور خدا کی بادشاہت سے کوئی علاقہ نہیں ہی۔ بلکہ ملتِ حنیف اسلام اور یہودیت اور نصرانیت کا دشمن دین ثابت ہی+

حنفیت بُت پرستان عرب کا مذہب ہی

ہم نے مختصر طور سے خدا کی بادشاہت اور اسلام سے حنفیت کی مغائرت کو ثابت کر دیا ہی۔ اب حنفیت کی حقیقت دریافت طلب امر ہے کہ ملت حنیف جسے ابراہیم عبرانی سے منسوب کیا گیا ہی وہ درحقیقت کس کا مذہب تھا؟ اور وہ مذہب کیا تھا؟ اِنہیں دو سوالوں کے جواب کی ہمیں جستجو ہی۔ ہم نے کہا ہی کہ یہہ مذہب عرب کے بت پرستوں کا تھا۔ اب ہم اِس کے ثبوت نقل کرتے ہیں اور یہی ثبوت اوپر کے دونوں سوالونکا جواب ہونگے +

۱۔ لفظ حنیف یا حنیث کے معانی۔ یہہ لفظ حنث یا حنف سے مشتق ہی۔ لفظ حَنِثٌ یا حِنثٌ یا حَنِیثٌ کے معنے ہیں کفر بولنے والا اور مذہب کی مذمت کرنے والا۔ عہد شکن۔ نیکی اور بدی کے درمیان لٹکا ہوا۔ جھوٹی قسم کھانیوالا۔ (Dr Staingaas کی عربی اور انگلش ڈکشنری) ابن ہشام سیرۃ الرسول جلد اوّل کے صفحہ ۸۰ و ۸۱ میں میں لکھتے ہیں:۔

اُور رسول اللہ ہر سال ایک ماہ حرا میں گوشہ نشینی کیا کرتے تھے۔ وجہ اس کی یہہ تھی کہ ایام جاہلیت میں قریش اسی طرح تحنث کرتے تھے۔ تحنث کے معنے تزکیہ نفس کے ہیں . . . . ابن ہشام کہتا ہی کہ اہل عرب تحنث اور تحنف دونوں کہتے تھے اور مراد اس سے حنفیت لیتے تھے۔ پس یوں اُنہوں نے ف کو ث سے بدل دیا +

پھر ابن ابی حاتم کہتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ ابی حاتم نے روایت کی اور ابن جریر کہتا ہی کہ مجھ سے مثنّیٰ نے بیان کیا۔ اِن دونوں نے کہا۔ حدثنا ابو صالح عبداللہ بن صالح حدثنی معاویہ بن صالح عن علی بن ابی طلحۃ۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ اُنہوں نے ذیل کے اقوال باریتعالےٰ کے حسب ذیل معنے فرمائے ہیں:۔

حَنِیۡفًا۔ حَاجًا۔ حج کرنے والے +

پھر ابن المنذر السُّدی سے روایت کرتا ہی کہ قرآن میں جہاں کہیں حَنِیۡفًا مُسۡلِمًا آیا ہی وہاں حج کرنے والے لوگ مراد ہیں۔ اتقان حصہ اوّل صفحہ ۳۰۵ و ۳۸۱۔ اصل عبارت یوں ہی +

مَا کَانَ فِی الۡقُرۡاٰنِ حَنِیۡفًا مُسۡلِمًا و ما کان فی القرآن حنفا و مسلمین حاجًا۔ لہذا ممکن ہی کہ اس سے حجت لانے والے یعنے دلیل کے ساتھ ایمان قبول کرنے والے مراد ہوں۔ مترجم۔ اتقان +

مگر معانی مذکور کے سوا ایک حدیث سے لفظ حنفا کے معانی لامذہب کے بھی آئے ہیں۔ چنانچہ مشارق الانوار حدیث ۲۱۹۵ میں آیا ہی +

عِیَاضُ بۡنُ حِمَارٍ کُلُّ مَالٍ نَّحَلۡتُہٗ عَبۡدًا حَلَالٌ وَ اِنِّیۡ خَلَقۡتُ عِبَادِیۡ حُنَفَاءَ کُلَّھُمۡ وَ اِنَّھُمۡ اَتَتۡھُمُ الشَّیَاطِیۡنُ فَاجۡتَالَتۡھُمۡ عَنۡ دِیۡنِھِمۡ وَ حَرَّمَتۡ عَلَیۡھِمۡ مَا اَحۡلَلۡتُ لَھُمۡ وَ اَمَرَتۡھُمۡ اَنۡ یُّشۡرِکُوۡا بِیۡ مَا لَمۡ اُنَزِّلۡ بِہٖ سُلۡطَانًا۔ ترجمہ۔ مسلم میں عیاض بن حمار سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا خدا فرماتا ہی کہ جو مال میں نے بندے کو دیا سو حلال ہی اور میں نے اپنے سب بندوں کو حُنَفَاءَ پیدا کیا۔ اور البتہ ان کے پاس شیاطین آئے سو اُن کو اُن کے پیدایشی دین سے پھیر ڈالا اور اُن پر حرام کیا جو میں نے اُن پر حلال کیا تھا اور شیطانوں نے اُن کو بتلایا کہ میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہراویں جس پر میں نے کوئی دلیل نہیں اُتاری۔ پس اوپر کے بیان سے لفظ حنیف یا حنیث کے معانی ہی اِس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ لفظ حنیف یا دین الفطرۃ ہرگز کسی الٰہی مذہب کا نام نہیں ہی +

لفظ حَنَف و حَنَث بلاشک مترادف معانی کے الفاظ ہیں اِس پر ابن ہشام گواہ ہی مگر اِن الفاظ کے معانی میں اختلاف کثیر پایا جاتا ہے۔ کوئی کہتا ہی کہ ان سے مراد تزکیہ نفس ہی۔ کوئی کہتا ہی کہ ان سے مراد حاجی لوگ ہیں اور کوئی کہتا ہی کہ اِن سے مراد دلیل

کے ساتھ ایمان قبول کرنے والے لوگ ہیں" اور حدیث کہتی ہی کہ حنفاء سے مراد لامذہبی ہی اور عربی لغت کہتی ہی کہ اِن سے مراد کافر اور دینِ حق کے منکروں سے ہی" اور قرآن شریف فرماتا ہی۔ وَاَصۡحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ فِیۡ سَمُوۡمٍ وَّحَمِیۡمٍ وَّظِلٍّ مِّنۡ یَّحۡمُوۡمٍ لَّا بَارِدٍ وَّلَا کَرِیۡمٍ اِنَّهُمۡ کَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِكَ مُتۡرَفِیۡنَ وَکَانُوۡا یُصِرُّوۡنَ عَلَی الۡحِنۡثِ الۡعَظِیۡمِ وَکَانُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ اَئِذَا مِتۡنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ اَوَاٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ۔ اور بائیں طرف والے کیا ہیں بائیں طرف والے آگ کی لو اور کھولتے پانی میں کالے دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہی اور نہ عزّت کی جگہ کیونکہ وہ پہلے سے آسودہ حال تھے اور بڑے گناہوں پر اڑے رہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈی ہو گئے تو کیا ہم یا ہمارے پہلے باپ دادے زندہ اٹھائے جائینگے؟ الخ۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان۔ واقعہ آیت ۴۱-۴۸ تک +

وَکَانُوۡا یُصِرُّوۡنَ عَلَی الۡحِنۡثِ الۡعَظِیۡمِ کے معانی پر غور کرو دیکھو۔ پھر کہو کہ حنث و حنف کے معانی بدینی اور کفر کے ہیں یا نہیں؟ ہمارے نزدیک حنف و حنث کے بھی معانی درست ہیں اور اگر یہہ معانی درست ہیں تو ملت حنیف یا حنیث کفار کی اُمت ثابت ہی +

۲ حنفیت و حنثیت قبل قرآن عربوں کا مذہب ثابت ہی

حنفیت زیر بحث اہل الکتاب کے ہر دو مذاہب کے خلاف عربوں کا قبل قرآن مذہب تھا۔ جس کا بیان محمدی علما کی زبانی سُناتے ہیں اور قبل قرآن حضرت بھی اسی حنفیت کے معتقد تھے اِسکے ثبوت بھی دئے جائینگے۔ سب سے پہلے ہم ابنِ ہشام کے بیان کو ینابیع الاسلام سے نقل کرتے ہیں اور ینابیع الاسلام کے مصنّف نے یہہ بیان سیرۃ الرسول جلد اول کے صفحہ ۷۶-۷۷ سے نقل کیا ہی +

ابن اسحٰق نے کہا کہ ایک روز انہی عید کے دن قریش اپنے ایک بُت کے پاس جمع ہوئے

وہ لوگ اس کی پوجا کرتے تھے اُس پر اونٹ قربانی کرتے اور اُس کے پاس اعتکاف میں بیٹھتے اور گرد اُس کے پرکرما کرتے تھے اور یہہ عید اُن کی ہر سال ایک دن ہوتی تھی۔ اُن میں چار شخص تھے جنہوں نے خفیہ مشورت کر لی اور اُن لوگوں سے جدا ہو گئے تب آپس میں اُنہوں نے ایک دوسرے سے کہا آؤ ہم لوگ عہد باندھ لیں کہ ایکدوسرے کا راز فاش نہ ہونے دیں۔ اِن لوگوں نے کہا کہ بہت خوب۔ اُن لوگوں کے نام یہہ ہیں۔

ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی +

اور عبد اللہ بن جحش بن رباب بن یعمر بن عبرۃ بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمۃ (اس کی ماں امیمہ عبد المطلب کی بیٹی تھی) +

اور عثمان بن حویرث بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی +

اور زید ابن عمرو ابن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی۔ اِن لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا۔ تم کو معلوم ہی کہ خدا کی قسم تمہاری قوم کچھ دین پر نہیں یقیناً وہ لوگ اپنے باپ ابراہیم کے دین سے برگشتہ ہو گئے۔ پتھر کیا ہی کہ ہم اس کی پرکرما کریں؟ نہ وہ سنے نہ دیکھے نہ ضرر پہنچاوے نہ نفع۔ اے قوم اپنے دلوں میں غور کرو کہ بخدا تم کچھ راہ پر نہیں ہو۔ یوں وہ لوگ الگ الگ ہو گئے اور مختلف ملکوں میں چلے گئے کہ حنفیت یعنے دین ابراہیم کی کھوج کریں +

ورقہ بن نوفل تو دین عیسائی میں پکّا ہو گیا اور اُن لوگوں کی کتابوں کی کھوج میں لگا یہانتک کہ اُس نے اہل کتاب کا علم سیکھ لیا +

عبد اللہ بن جحش جو تھا وہ جس شبہ میں تھا اُسی میں قائم رہا حتّٰی کہ مسلمان ہو گیا۔ پھر اُس نے مسلمانوں کے ساتھ حبشہ میں ہجرت کی اور اُسی کے ساتھ اُس کی جورو

ام حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی بھی گئی تھی جو مسلمان تھی ولیکن جب وہ اس ملک میں گیا تو وہاں عیسائی ہوگیا اور اسلام کو ترک کردیا اور دین مسیحی پر وفات پائی +

ابن اسحٰق نے کہا ہی کہ محمد بن جعفر بن الزبیر نے مجھ کو خبر دیکر کہا جب عبداللہ بن جحش عیسائی ہوگیا تو وہ اصحاب رسول اللہ صلعم کے پاس جو اس وقت سرزمین حبشہ میں تھے آتا اور اُن سے کہا کرتا تھا کہ ہماری آنکھیں تو کھل گئیں اور تم ابتک چوندھیاتے ہو +

ابن اسحٰق نے کہا رہا عثمان بن الحویرث سو وہ قیصر روم کے پاس گیا اور عیسائی ہوگیا وہاں بادشاہ کی درگاہ میں اسکو بہت عزت حاصل ہوئی +

ابن اسحٰق کہتا ہی ولیکن زید ابن عمرو ابن نفیل جو تھا وہ ٹھہرا رہا نہ دین یہودی اُس نے اختیار کیا نہ دین نصرانی۔ اُس نے صرف اپنی قوم کے دین کو ترک کردیا۔ بتوں اور مردار اور خون اور قربانی سے جو بتوں پر چڑھائی جاتی تھی پرہیز کرتا تھا (دیکھو اعمال ۱۵:۲۹) اور دختر کشی سے منع کرتا اور کہتا تھا کہ میں ابراہیم کے خدا کی بندگی کرتا ہوں اور جن برائیوں کی اُس کی قوم مرتکب ہوتی تھی وہ اُن کو رد کرتا تھا۔ الخ +

پھر صفحہ ۸۰ و ۱۸ میں آیا ہی۔ پھر جبرائیل اُن کے پاس آئے اور جو کچھ خدا کی کرامت سے تھا لائے اور آپ اس وقت حرا میں تھے ماہ رمضان کے دنوں میں .... اور رسول اللہ ہر سال ایک ماہ حرا میں گوشہ نشینی کیا کرتے تھے وجہ اس کی یہہ تھی کہ ایام جاہلیت میں قریش اسی طرح تحنث کرتے تھے تحنث کے معنے ہیں تزکیہ نفس ..... ابن ہشام کہتا ہی کہ اہل عرب تحنث اور تحنف دونوں کہتے تھے اور مراد اس سے حنفیت لیتے تھے پس یوں اُنہوں نے ف کو ث سے بدل دیا" +

اقتباس ہذا کی غرض صرف یہہ ہی کہ حنفیت ملت ابراہیم کے معانی میں قبل حضرت کے دعوی نبوت عرب میں موجود و مروج دکھائی جائے اور یہہ بات اقتباس ہذا سے ثابت ہی کہ عرب میں قبل قرآن دین حنیف مروج تھا قریش نہایت سرگرمی سے تحنث یا تحنف کیا کرتے تھے جس سے اُن کی مراد حنفیت ہوتی تھی اور یہہ حنفیت ابراہیم کی ملت سمجھی جاتی تھی

گو اہلِ تحقیق اسے محض بیدینی اور لامذہبی جانکر چھوڑ دیا کرتے تھے اور حنفیت کو ابراہیم کی ملت ماننا گناہ سمجھا کرتے تھے اور حنفیت کو چھوڑ چھوڑ کر سبھی ہو جایا کرتے تھے۔ مگر بعض زید بن عمرو عرب کے پہلے نیچری کی مثل ہو جاتے تھے۔ جو تمام ادیان مروجہ سے کنارے ہو کر اپنی فطرۃ کی تقلید کا نام حضرت ابراہیم کی سچی ملّت بتلا کر تسلّی پایا کرتا تھا۔ مگر آخر کار یہہ زید بھی عیسائی ہو کر مرا تھا) غرضیکہ حنفیت قبل قرآن عربوں میں دین تھا جس کے معتقد حنفا کہلاتے تھے

ابوالفدا صابئین کی بابت لکھتے ہیں :-

اُبو عیسیٰ مغربی لکھتا ہے کہ امت سریان سب مذہبوں اور امتوں سے اوّل ہے چنانچہ حضرت آدم اور اُس کی اولاد کی زبان سریانی تھی اور اُن کی ملّت و مذہب بعینہ ملّت صابئین کی ہے . . . بعض عرب صابئہ کے مذہب کی طرف مائل تھے وہ لوگ انواء منازل اور ستاروں اور منجمین کا بہت اعتقاد رکھتے تھے سب کام اُن کے انواء پر مقرر تھے کہ ابکی فلانے نوء کے (موافق) سبب ہمارے ملک میں مینہہ برسا بعض اُن میں فرشتوں کو سجدہ کرتے تھے اور بعضے جنوں کو پوجتے تھے صفحہ ۲۳۷ - ۲۳۸ جلد اول ؁

واضح ہو کہ صابئین کے مذہب میں سب طرح کی عبادتیں ہیں از انجملہ سات وقت کی نماز ہے جن میں سے پانچ وقت کی نماز مطابق پنج وقتی نماز اہل اسلام کے ہے اور چھٹے وقت کی نماز کو صلوٰۃ ضحےٰ یعنے دوپہر کی نماز کہتے ہیں اور ساتویں وقت کی نماز کا وقت گھنٹے بجے رات کو ہوتا ہے۔ یہہ لوگ مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں نیت نماز مسلمانوں کی ہی مانند کرتے اور ایک نماز کو دوسری سے نہیں ملاتے اور جنازہ کی بھی نماز بدون رکوع اور سجدہ کے پڑھتے ہیں۔ تیس دن کے روزے بھی رکھتے ہیں اور روزہ میں چاند کا دیکھنا اور افطار کرنا سب کچھ کرتے ہیں اور جب سورج اول برج یعنے حمل میں آتا ہے تب عید کرتے ہیں اور جب پانچ ستارہ جن کو متحیرہ کہتے ہیں اپنے اپنے بیت شرف میں داخل ہوتے ہیں تب یہہ لوگ عید کرتے تھے وہ پانچ ستارہ متحیرہ یہہ ہیں۔ زحل مشتری۔ مریخ۔ زہرۃ عطارد

اور مکہ کی بھی عزت کرتے تھے۔ ابوالفدا مترجم جلد اول صفحہ ۱۹۰ و ۱۹۸ +

حسبین لکھتا ہی۔ وہ لوگ جو ایک دین سے دوسرے کے گرویدہ ہونے والے ہیں ہر دین سے انہوں نے کچھ لے لیا ہی (صابئین کہلاتے ہیں) ملائکہ کو پوجتے تھے کعبہ کی طرف مُنہہ کرکے نماز ادا کرتے تھے۔ بعضوں نے کہا ہے صابئین زندیق لوگ ہیں یا ستاروں کو پوجنے والے۔ جلد اول صفحہ ۱۶ +

مولوی نجم الدین صاحب رسوم جاہلیت میں لکھتے ہیں :-

کہ (صابئین) وہ قوم تھی جس سے رئیس الموحدین سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام والصلوۃ نے کواکب پرستی میں مناظرہ کیا تھا اور ستارے اور چاند اور سورج کے چھپنے سے اُن کو قائل کیا تھا کہ یہہ چیزیں معبود بننے کی قابلیت نہیں رکھتی ہیں کیونکہ یہہ زوال پذیر ہیں اور ایک حالت پر قایم نہیں رہتی ہیں اور معبود وہ چاہئے جو بے زوال ہو غرض جس قوم کی ہدایت کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے وہ قوم صابی کہلاتی ہی صفحہ ۵ +

آنحضرت سے پیشتر صابئین کی دو قسمیں تھیں یعنے حنفاء اور مشرکین۔ حنفاء وہی لوگ ہیں جن کا ذکر پہلے موحدین میں گذر چکا۔ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے تھے اسلئے قریش آپ کو صابی کہتے تھے +

مشرکین سبعہ سیارہ اور بارہ برجوں کو پوجتے تھے۔ سبعہ سیارہ شمس۔ قمر۔ زہرہ۔ مشتری۔ مریخ۔ عطارد۔ زحل کے لئے اُنہوں نے علیحدہ علیحدہ ہیکلیں بنائی تھیں جن میں اُن کی تصویریں تھیں ان ستاروں کے لئے اُن کے ہاں خاص خاص عبادتیں اور دعائیں مقرر تھیں۔ نجومیوں کی طرح نچھتروں پر اعتقاد رکھتے تھے اُن کی حرکات و سکنات اور تمام کاروبار کا مدار نچھتروں پر تھا اور بارش کو نچھتروں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ چونکہ نبوت کے یہہ لوگ سرے ہی سے قائل نہ تھے اس لئے ان کا کوئی خاص دین نہیں

تھا بلکہ اُن کا اصل الاصول یہہ تھا کہ اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق ہر دین میں سے عمدہ عمدہ باتیں چُن لیتے تھے گویا یہہ لوگ اس زمانے کے برہموں تھے (اور میں کہتا ہوں کہ نیچری تھے) صفحہ ۵ +

مولوی نجم الدین نے حنفاء کو موحد بنانا چاہا ہی مگر یہہ اُنکی بھول ہی۔ کیونکہ ہمارے نزدیک حنفاء ایسے ہی مشرک ثابت ہیں جیسے کہ صابئین لوگ تھے چنانچہ ابن ہشام کا بیان اِس پر شاہد ہی اور علاوہ اس کے قریش بقول خود موحد ہونے کی جہت سے حضرت کو حنفی نہیں کہا کرتے تھے بلکہ صابی۔ جس سے ثابت ہی کہ صابئین کسی معانی کی وحدت آلٰہی کے معتقد تھے مگر حنفاء میں سے ایک نہ تھا اور اگر کسی کو خدا کی وحدت کا اعتقاد آجاتا تھا تو وہ یہودی یا نصرانی بن جاتا تھا ورنہ یہودیت و مسیحیت کا مستلاشی ہو جاتا تھا غرضیکہ صابئین و حنفاء بت پرست و مشرک تھے جن کا مذہب حنفیت تھا اور حنفیت کے معتقد حنفاء یا حنیف کہلاتے تھے جو تَحَنُّث یا تَحَنُّف کیا کرتے تھے اور نبوّت والہام کے منکر ہو کر اپنی طبیعت کی پیروی کرتے رہتے تھے +

نوٹ۔ محمدی نمازیں صابئین کی نمازیں ہیں جو تعداد میں زیادہ سے زیادہ سات اور کم سے کم پانچ ہیں اور یہہ صابئین یا حنفاء ایک ایک نماز ایک ایک سیارے کی پرستش میں پڑھا کرتے تھے۔ یعنے نماز فجر۔ ضحٰے۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا۔ تہجد۔ یہہ نمازیں سورج چاند۔ زحل۔ مشتری۔ مریخ۔ زہرہ۔ عطارد۔ کی عبادت میں ضرور پڑھی جاتی تھیں اور کعبہ کی طرف منہہ کرکے پڑھی جاتی تھیں +

پھر ڈاکٹر عبد الحکیم خان اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

صابئین ایک قوم ملک عراق میں تھی جن کے تین فرقے ہیں۔ جو مسلمانوں (محمدیوں) میں بھی ملے جلے ہیں۔ اوّل گنڈے تعویذ کرنے والے۔ موکلوں اور دنوں کے خواص کے قائل۔ دوم ستاروں کی پرستش کرنے والے اور اُن کے نام سے دعا اور وظیفے

کرنے والے۔ سوم فلاسفر لوگ جو اپنے خیالات و عقل کو اپنا رہبر بنانے اور کتب سماویہ کو اُس کے مطابق کرتے ہیں صفحہ ۳۳۶ +

اوپر کا کل بیان حنفا اور حنفیت اور ملت حنیف کی حقیقت ظاہر کرنے کو کافی ہی۔ ہم اس پر فی الحال زیادہ لکھنا فضول سمجھتے ہیں ناظرین حنفیت اور ملت حنیف کی حقیقت قرآنی پر اسی بیان کو دیکھکر کوئی رائے قائم کر سکتے ہیں +

۴۔ قبل حضرت خدیجہ سے نکاح کرنے کے حضرت محمد صاحب صابی یا حنفی مذہب رکھتے تھے جو قرآنی زمانے میں ترک ہونا ضرور تھا مگر تعجب ہی کہ قرآن میں حنفی ملت مقبول صورت میں موجود ہی +

مولوی نجم الدین صاحب نے اس بات کو ظاہر کیا ہی کہ حضرت صابی کہلاتے تھے۔ ہم اس بات پر صاد کرتے ہیں مگر اُس وجہ پر نہیں جو مولوی صاحب نے صابی کہلانے کی بیان کی ہی۔ کیونکہ قریش تو خود یہی مذہب رکھتے تھے جیسا کہ ہم نے پیشتر ظاہر کر دیا ہی +

معلوم ہو کہ زید بن عمرو بن نفیل کی جب حضرت محمد صاحب سے ملاقات ہوئی تھی اس وقت حضرت ایسے مذہب پر تھے کہ حضرت کے ہاتھ کا کھانا کھانا زید بن عمرو مکروہ جانتا تھا۔ چنانچہ کتاب الاغانی الامام ابی الفرج الاصبہانی کے جزو ثالث صفحہ ۱۵ میں یہہ روایت ہی +

زبیر نے کہا روایت کی مصعب بن عبد اللہ نے اُس سے ضحاک بن عثمان سے اُس نے عبد الرحمن بن ابی الزناد سے اُس نے موسیٰ بن عقبہ سے اُس نے سالم بن عبد اللہ سے کہ اُس نے عبد اللہ بن عمر کو سنا روایت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ زید بن عمرو بن نفیل سے وادی بلدح کے نچان میں ملے تھے اور یہہ پیشتر اس سے ہوا کہ آپ پر وحی نازل ہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آگے خوان پیش کیا اُس میں

گوشت تھا پس زید نے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ میں کوئی شے نہیں کھاتا بجز اس حال کے کہ اس کے اوپر خدا کا نام لیا گیا ہو۔ ینابیع الاسلام صفحہ ۱۳۶ پھر یہہ کہ :-

عن ابن عمر انه کان یحدث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه لقی زید بن عمرو بن نفیل باسفل بلدح وذلك قبل ان ینزل الوحی علی النبی صلعم فقدم الیه رسول الله صلعم سفرة فیها لحم فابی ان یاکل منها ثم قال زید انی لا اکل مما تذبحون علی انصابکم ولا اکل الا مما ذکر اسم الله علیه وکان یعیب علی قریش ذبائحهم۔ بخاری میں ابن عمر سے روایت ہے کہ دعوئ نبوت سے بہت برس پہلے خود آنحضرت صلعم ایک مرتبہ پکا ہوا گوشت زید بن عمرو بن نفیل کے پاس تحفے میں لے گئے مگر اس نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور حضرت سے کہا میں نہیں کھاتا جس کو تم لوگ اپنے بتوں پر ذبح کرتے ہو اور جس چیز پر اللہ کا نام نہیں پکارا جاتا اس کو میں ہرگز نہیں کھاتا اور وہ قریش کے ذبحوں کی برائی بیان کرتا تھا۔ انتہیٰ +

اور پھر یہہ وہ زید ہے جس کی بابت حضرت کی یہہ رائے تھی کہ وہ قیامت میں تنہا ایک امت ہو کر اُٹھیگا۔ چنانچہ ابن اسحٰق نے کہا ہے مجھ کو خبر ملی ہے کہ اُس کے بیٹے (زید کے بیٹے) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل نے اور عمر بن خطاب نے جو اس کا عمزادہ تھا دونوں نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ زید بن عمرو کے لئے مغفرت مانگئے آپ نے کہا بہت خوب۔ وہ یقیناً مثل ایک امت کے تنہا قیامت میں اُٹھیگا۔ سیرۃ الرسول جلد اول صفحہ ۹۷ + اور پھر یہہ زید مسیحی تھا۔ دیکھو رسوم جاہلیت صفحہ ۴ کا حاشیہ +

پس ایسے باعزت و پارسا کا حضرت محمد صاحب کے ہاتھ کا گوشت نہ کھانا اور زید کا حضرت کو یہہ بات کہہ دینا کہ جسکو تم لوگ اپنے بتوں پر ذبح کرتے ہو میں اس کو نہیں کھاتا صاف اس بات کا ثبوت ہے کہ گو حضرت کو قریش کسی معانی میں صابی کہا کرتے تھے مگر ایک وقت آپکا مذہب ایسا تھا کہ جس میں بت پرستی کی جاتی تھی اور زید حضرت محمد

کا قریبی رشتہ دار ہو کر حضرت محمد صاحب کے مذہب کو خوب جانتا تھا لہذا اگو حضرت صابی مشہور تھے مگر آپ بت پرستی کے مذہب پر تھے۔ چنانچہ قبل نزول وحی حضرت محمد صاحب غار حرا میں تحنث ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ۔ اور تھے آنحضرتؐ کہ خلوت میں رہتے بیچ غار کے بس تحنث کرتے بیچ اُس کے۔ مظاہر الحق جلد ۴ چھاپہ مجتبائی صفحہ ۵۳۵-۵۳۶ اور یہی بات سیرۃ الرسول جلد اول صفحہ ۸۰ و ۸۱ سے ظاہر ہے۔ لکھا ہے ترجمہ۔ پھر جب جبرائیل اُن کے پاس آئے اور جو کچھ خدا کی کرامت سے تھا لائے اور آپ اُس وقت حرا میں تھے ماہ رمضان کے دنوں میں . . . . اور رسول اللہ ہر سال ایک ماہ حرا میں گوشہ نشینی کیا کرتے تھے وجہ اس کی یہہ تھی کہ ایام جاہلیت میں قریش اسی طرح تحنث کیا کرتے تھے۔ الخ۔ از ینابیع ۔

بس ہم کہتے ہیں کہ چالیس سالہ عمر کے بعد قریش حضرت کو خواہ کوئی نام دیویں مگر چالیس سالہ عمر سے قبل اہل تحنث و تحنف ہونا ثابت ہے اور بت پرست قریشوں کے ساتھ تحنث و تحنف سے آپ کی بھی مراد حنفیت ہوتی تھی۔ لہذا چالیس سالہ عمر سے قبل آپکا مذہب بھی صابی یا حنفی تھا اور یہہ نتیجہ ایسا ہے جسکا کوئی واقف کار انکار نہیں کرسکتا ہے۔

۴۔ اب حضرت محمد صاحب کے آبائی مذہب پر قرآن کے فیصلے دیکھو۔ ہم نے پیشتر یہہ بات دکھائی کہ حنفیت کفار عرب کی ملت کا نام تھا اور کہ قبل قرآن محمد صاحب بھی حنفیت مکروہ بت پرستی سے دبے ہوئے تھے۔ جب آپ کو قرآن ملا تو قرآن نے حضرت کے آبائی مذہب کی کراہیت بیان فرمائی۔ اور حضرت نے آبائی مذہب بدل لیا۔ لکھا ہے۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ۔ بھلا نہ پایا تجھکو یتیم پھر جگہ دی اور پایا تجھ کو گمراہ پھر راہ سمجھائی۔ ضحے۔ قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ کہہ اگر چاہتا اللہ تو نہ پڑھتا میں اُس کو اوپر تمہارے اور نہ جتاتا اللہ تم کو ساتھ قرآن کے پس تحقیق رہا میں

بیچ تمہارے ایک عمر پہلے اس سے کیا پس تم نہیں سمجھتے۔ یونس ۲ رکوع۔ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ۔ یعنے نہ جانتا تھا تو کہ کتاب کیا ہوتی ہی اور نہ ایمان تو کہ کیا ہوتا ہی۔ شوریٰ آیت ۵۲ +

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ یعنے البتہ تحقیق تو اس سے بیچ غفلت کے تھا پس ہم نے تیری آنکھ پر سے اٹھا لیا پردہ نادانی اور غفلت کا پس تیری نگاہ آج تیز ہی۔ ق آیت ۲۰ و ۲۱ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ۔ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔ یعنے کہہ اے کافرو میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں اس چیز کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ تمہارے واسطے تمہارا دین ہی اور میرے واسطے میرا دین ہی۔ کافرون

۵۔ اوپر کی آیات کے سوا ایک اور قسم کی آیات قرآن حضرت مکّی اور آپ کی قوم کی مذہبی حالت پر ایسی روشنی ڈالتی ہیں جس سے تمام عربی مذاہب کی تکذیب ہوتی ہی اور حنفیت کی حقیقت خراب دکھائی جاتی ہی۔ مثلاً لکھا ہی:۔

وَهٰذَا الْكِتٰبُ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا۔ انعام آیت ۹۲ +

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ج بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ۔ سجدہ۔ آیت ۲ و ۳ +

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ +

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ۔ زخرف آیت ۲۰ +

وَمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ

نَذِیۡرٌ۔ سبا آیت ۴۵ +

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ۚ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ۔ اللہ نے مومنوں پر احسان کیا کہ اُن کے درمیان اُنہیں کے لوگوں میں سے ایک رسول برپا کیا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا اور اُن کو پاک کرتا اور اُن کو کتاب و حکمت سکھاتا ہی اور اس سے پہلے وہ صاف گمراہی میں تھے۔ عمران آیت ۱۶۴۔ و سورۂ جمعہ آیت ۲

کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا فِیۡکُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡکُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِنَا وَ یُزَکِّیۡکُمۡ وَ یُعَلِّمُکُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ یُعَلِّمُکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ۔ بقر آیت ۱۵۱+

اوپر کے بیان سے محمدیت کی بدینی کا راز افشاں ہو گیا ہی اور احمدیوں اور مہدی محمدیوں کی محمدیت کا پول ظاہر کر دیا گیا ہی۔ اس بیان کو روبرو رکھکر سر سید احمد کی تعریف الاسلام کو دیکھو۔ اسے سامنے رکھکر غلام احمد کادیانی کی لامذہبی اور حق کی مخالفت ملاحظہ کرو۔ اُسے تاکتے ہوئے دیگر علمائے قرآن کی اُس مخالفت پر فکر کرو جو اُنہوں نے آجتک دین حق کی کی ہے اور ساتھ ہی اُن کے عزیز دین الفطرۃ یا ملّت حنیف کی حقیقت پہ سوچو تو تمہیں محمدیت کا کفر عظیم ایسا دکھائی دیگا جیسا کہ آفتاب نیمروز اہل بصیرت کو دکھائی دیا کرتا ہی۔ ہم کہتے ہیں کہ۔

حنفیت یا دین الفطرۃ بُت پرستان عرب کا مذہب ہی۔ یہہ ہمارا دعویٰ ہی

ثبوت اس دعویٰ کے یہہ ہیں۔ (۱) لفظ حنیف کے معنے ہیں۔ (۲) قبل قرآن حنفیت کفار عرب کا دین مسلم ہی۔ ابن ہشام۔ ابن اسحٰق۔ ابو الفدا۔ ابو عیسیٰ مغربی حسینی۔ مولوی نجم الدین۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خان۔ زبیر۔ وغیرہ صاحبان اس بات کے گواہ ہیں۔ (۳) اہل تحنّف مختلف ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں۔ مثلاً صابی۔ صابئین۔ حنفاء وغیرہ مگر یہہ تمام اسما ایک ہی ملّت حنیف اور اُس کے تابعین کے تھے۔ (۴) حضرت

محمد صاحب اور آپ کے اکثر اصحاب بھی قبل اسی ملت حنیف پر تھے۔ (۵) ملت حنیف میں سب طرح کی بت پرستی مباح و جائز تھی۔ وہ مکہ کے کعبے کی عزت و حرمت کرتے تھے اور اُن بتوں کو جو کعبے میں تھے پوجا کرتے تھے وہ وہمی ہستیوں کو مانتے تھے وہ قربانیاں کیا کرتے تھے اور حج اور اُس کے دیگر رسومات کو ادا کیا کرتے تھے وہ سات ستاروں کی عزت میں سات نمازیں پڑھا کرتے تھے وہ اللہ کی جورووں کو اور بیٹے بیٹیوں کو مانتے تھے اور اہل کتاب کے دو مذاہب سے متنفر تھے اور جو اُن میں اہل تحقیق ہوتے تھے وہ حنفیت کو چھوڑ کر مسیحی ہو جایا کرتے تھے پس یہہ کل امور اس بات کا اکمل ثبوت ہیں کہ ملت حنیف یا دین الفطرۃ بت پرستان عرب کا دین ہی اسے اسلام سے کوئی نسبت نہیں اور نہ ابراہیم عبرانی سے اسکا کوئی رشتہ ہی +

(۶) قرآن نے ملت حنیف یا دین الفطرۃ کی مذمت بیان کی ہی +

(۱) قرآن کہتا ہی عربوں کو خدا نے قبل قرآن کوئی کتاب نہیں دی۔ (۲) قرآن کہتا ہی کہ قبل قرآن عربوں کے پاس کوئی نذیر یا بشیر یا نبی یا رسول خدا کی طرف سے بھیجا نہیں گیا۔ اِن دونوں باتوں سے عربوں کی حنفیت کا لامذہبی ہونا ثابت ہی۔ (۳) قرآن سے ثابت ہی کہ حضرت محمد صاحب کا وہ مذہب جو قبل قرآن آپ کا عمل تھا ضلالات کا مفہوم تھا۔ کتاب و ایمان سے محرومی کا مذہب تھا۔ غطاء کی حالت تھی۔ غفلت کی صورت تھی ضلالِ مبین اور ما لم تکونوا تعلمون کی صورت تھی اور یہہ بات ظاہر ہو چکی ہی کہ قبل قرآن حضرت محمد صاحب کا مذہب ملت حنیف یا دین الفطرۃ کی تقلید کرنا تھا لہذا دین الفطرۃ یا ملت حنیف ہی ضلال مبین وغیرہ کا مشار الیہ ہے (۴) قرآن سے ثابت ہی کہ حضرت محمد صاحب نے دین الفطرۃ یا ملت حنیف کو ترک کر کے دین اسلام کی اطاعت کی تھی۔ سورہ کافرون اس پر گواہ ہے اور بعد اس کے حضرت نے ایسا قرآن پایا تھا جو سراسر بائبل کا مصدق تھا اور حضرت اہل مکہ کو وہی قرآن سنانے لگے

ئے برپا ہوئے تھے۔ وہ قرآن ایسی تعلیم کا مجموعہ تھا جسے کفار عرب بالکل نہ جانتے تھے
گر حنفیت کی تصدیق کا تمام قرآن حنفائے عرب کے ذہنوں میں تھا۔ لہذا اس سے بھی
حنفیت کی کراہیت ثابت ہے۔ (۵) تواریخ سے ثابت ہی کہ حنفیت کو صرف حضرت محمد
ہی نے مکروہ کفر جانکر ترک نہ کیا تھا بلکہ حضرت کے زمانے میں اور کئی ایک حنفا نے حنفیت
کو کفر عظیم جانکر ترک کیا تھا اور وہ مسیحی ہو گئے تھے اور یہہ تمام حنفا حضرت محمد صاحب
کے ہی خاندان کے تھے اس سے بھی حنفیت کے کفر اور لامذہبی ہونے کا ثبوت نکلتا ہی

پس وجوہات بالا سے دین الفطرۃ یا حنفیت کا لامذہبی اور کفار عرب کی ملت ہونا
ثابت ہو چکا ہی زیادہ اس پر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے +

(۷) جس حال میں ملتِ حنیف کفار عرب کی ملت ثابت ہو چکی ہی اور قرآن میں اسلام
کے مقابل کفار کی ملت حنیف مقبول صورت میں موجود ہے اور یہودیت اور نصرانیت بلکہ
دین اسلام کا مخالف و دشمن دین ہو کر موجود ہی تو (۱) قرآن مکی میں ملتِ حنیف کی عصمت
کا قرآن کس کی طبیعت کا نتیجہ سمجھا جائے ؟ (۲) قرآن مروجہ کو کس وجہ سے دین و
ایمان کا اصول سمجھا جائے جبکہ اُس کے متن میں کفار عرب کی تمام لامذہبی کا جواز موجود
ہی ؟ (۳) کفار عرب کی ملت حنیف کی تقلید میں کیوں دین اسلام اور اُس کے رکنوں
کی متابعت ترک کی جائے۔ ملت حنیف میں کونسی ایسی خوبی ہی جسکے سبب سے دین اسلام
اور اُس کے ارکان کو پامال کیا جاوے۔ (۴) حنفیت کے مقلدوں کے عقائد و رسومات
اور کل مسلمات کی سچائی پر کیا دلیل ہی (۵) یہودیت اور نصرانیت اور نصرانیوں پر جو حنفیت
کے عاشق نے الزام لگائے ہیں وہ کیوں قدر کی نگاہ سے دیکھے جائیں۔ حنفیت
اور حنفا کیوں یہود و نصاریٰ سے بدتر اور بدکار خیال نہ کئے جائیں ؟ (۶) جو لوگ
قبلہ کی تبدیلی کے دن سے آجتک حنفیت کے مرید ہوتے آئے ہیں کعبہ کی عزت کرتے
آئے۔ حج اور حج کی دیگر رسومات اور قربانیوں کو ادا کرتے آئے اور کعبہ رُخی نمازیں
پڑھتے آئے اور اس تمام قرآن پر عمل کرتے آئے جو حنفیت کی حرمت کر رہا ہی اور حنفا کے

بزرگوں کی عزت کر رہا ہی وہ کیوں اہل اسلام اور مسلمان سمجھے جائیں؟ پس جبکہ ملت حنیف کفار عرب کی ملت ہی تو ہمارے نزدیک یہہ ملت اور جو کچھہ قرآن میں اس ملت کے متعلق بیان ہوا ہے تمام کا تمام فوراً سے پیشتر رد کرنے کے قابل ہی۔ حنفیت اور اُس کے متعلقات کی متابعت کفر عظیم کی متابعت ہی۔ صرف دین اسلام ہی خدا کا مقبول و پسندیدہ دین ہی غیر از اسلام تمام ادیان باطل ہیں۔ ملت حنیف دین اسلام کا بالکلیہ غیر دین ہی لہذا وہ باطل ہی اس کے تابعدار نہ مسلمان ہیں نہ اہل اسلام ہیں۔ وہ حنفی ہیں۔ انکا اسلام و مسلمانی میں حصہ بخرہ نہیں ہی*

جہانتک ممکن تھا وہانتک اختصاراً ہم نے ہندوستان کے محمدی علما کو حقیقت اسلام دکھا دی ہے اور محمدی علما کی ہوشیاریاں اور چالاکیاں اور چالاکیوں کے سبب بتلا دئے ہیں اور مسیحیوں کو مسبوق الذکر بیان دیکھہ کر یہہ حقیقت معلوم ہو جائیگی کہ باوجود قرآن میں مسیحیت اور اُس کے متعلقات کی حرمت و عزت آنے کے بھی محمدی قوم کیوں سب سے زیادہ مسیحیت پر ظلم و کفر کی بارش برساتی آئی ہی؟ اور محمدی ناظرین کو قرآن کے ناسخ و منسوخ اور محکم و متشابہات کی حقیقت معلوم ہو جائیگی۔ پس ہم حقیقت الاسلام کو اسی جگہ ختم کر کے آگے دین اسلام اور مسلمانوں کی تواریخ پر لکھینگے۔ زیادہ حد ادب فقط

احقر العباد۔ بندہ پادری غلام مسیح